یا ایها الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلوا کتاب الله و عترتی اهل بیتی

الجزء الاول من اسرار الشہادۃ فی جواب [illegible]

الملقب بہ

حد اعتصام الفریقین بجناب الثقلین المعظمین

مصنفہ

مولوی فضل محمد ابن مولانا مولوی حضرت علی صاحب گنگوہی

۱۲۹۸ ھ

[illegible]

طبع اول

قیمت ۱۰

فرق نہیں۔ کیونکہ آپ نے عزت کی آنکھ سے ہر ایک کو برابر دیکھا ہے ✦

رسول خدا کے ازواج مطہرات کا منصب تو سب سے اعلیٰ ہے لیکن بعد خلفاء راشدین کے خلفاؤں کے حرم محترم اور اُن کی بزرگ منزلت اولاد و دیگر صحابہ والا اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہرگز ہرگز یہ مساوات نہیں رکھتے کہ جناب حضرت علی مرتضےٰ کے حرم مقدس جناب خاتون قیامت حضرت فاطمۃ الزہراء البتول بنت الرسول اور آپ کی اسی حرم پاک سے اولاد جناب حسنین و دیگر بنات طیبات حضرت رسول خدا اور رشتہ داران یعنے ذوالقربےٰ کہ جن پر اہلبیت و آل کا اطلاق ہے مثلاً عم و عم زادگان و دیگر اقربان رسول خدا کی قدر و منزلت کے برابر ہوں۔ یعنے ہر حال میں آل محمد و اولاد علی مرتضےٰ ہر شخص سے بزرگی و قدر میں افضل ہیں ✦

بدبختی اور بدنجدی۔ خارجی و رافضی کے طبع زاد خیالی عقاید نے اگرچہ اسلامی عقیدہ کو بگاڑ کر بدل دیا ہے افراط و تفریط میں پڑ کر بہتیروں نے راہ حق سے منہ موڑ لیا ہے کسی نے اہلبیت کو گھٹایا اور کسی نے اصحاب کو برا کہا کسی نے ائمہ ہدیٰ کو خدا بنایا اور کسی نے کفر سے حق اس اکبر دین میں رخنہ ڈالا۔ اور ان سب نے ملکر دینی مذہب کے اوکھیڑنے کی کوشش کی اور ہر مسلمان بیچاروں کو اُنکا لالچ پر اپنے اپنے رستے یاد کئے اس مذہب کے ساتھ تکرار لگا دیا لیکن جل شانہٗ اُنکا حافظ ہے جسنے ہمکو اُنکے صدمات سے بچایا اور سنی مذہب پاک اور ہمیشہ ناپ کر دینے والوں شیعی کی بدعت اور شیعہ تھا وہابیوں کی نجدیت اور ناصبی رافضی کے بدعقاید اور خوارج بے شرم کے خیالات فاسد سے محفوظ رہے اور انکی عنایت سے ہر وقت یہی کہتا ہے کہ ہر تعلقدار رسول خدا کے خلفاء و اہلبیت آل ذوی القربےٰ اصحاب با صفا ہیں۔ خدا کے ہاں اپنے اپنے رتبہ کے موافق برگزیدہ منصب منزلت میں مگر بعد خلفاء راشدین کے آل محمد مصطفےٰ و اولاد علی مرتضےٰ سب سے زیادہ افضل و عالی ہیں صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین۔ اور میرا یہی عقیدہ ہے ۱۰ ماہ رمضان شریف ۱۳۱۵ھ

ولی محمد

بسم الله الرحمن الرحيم

یا هادی الجن والانسان - برسول صاحب اسرار التنزیل والقرآن وباهلبیة العارفین بحقایق شرایع الفرقان صل وسلم وبارک علی البشیر بالمغفرة والنذیر من عذاب النیران - وعلی اله المقدسین سفن النجات عن تلاطم الطغیان - وعلی اهلبیته الطاهرین الحافظین عن ظلم الضلالة علی اوضح البیان - وعلی خلفائه الراشدین المصلحین لعلل الارواح والابدان - عند حدوث الحوادث علی تغیر الزمان المجتهدین بامر العمر الدهر وانفسهم فی لتشیید بنیان الاسلام والارکان - واختارهم الله ورسوله من کافة الصحابة لامر خلافة النبوة وجلالة الشان - فحبهم حب الله ورسوله موعود بالفوز والفلاح والدخول فی ابواب فردوس الجنان - ومن ابغضهم فبغضهم مبغضهما سیصلون جهنم بالویل والخسران - وعلی سائر عترته وصحبه انوار الهدایة ونجوم الاهتدی لاهل الایمان +

اما بعد - فیا طالب النجاة علیک بالتمسک بالثقلان عند فتور الافکار الاذهان فهما حبل الله المستعان اعنی کتاب الله واهلبیت سیدنا محمد رسول آخر الزمان کل واحد منهما حبل متین ونور مبین وشفاء نافع عاجل لعلیل اللاعصیان عصمة للمتمسکین ونجات للمعتصمین من اهل الدهشة والدلقا

فمن سنّ بسنتهما فقد افلح ونجے۔ ومن ترفض عن سنتهما وتخلف عنهما
وخرج عن اطاعتهما۔ فقد ضل وغوی ودخل فی شیعة الشیطان فطوبی
لاهل سنة وجماعة المتمسکین والمعتصمین بالثقلین بصدق الجنان۔
فهم یعنی اهل السنت والجماعة احق باتباع کلمة الله والاطاعة
والتی برحمة الله والرضوان۔ ید الله علی الجماعة وهم حزب الله۔
الغالبون وجند محمد الرسول الله المنصورون علی ممر الدهور والازمان
علی کل شیعة رافضی وخارجی وبدعتی ونجدی بعون الله المستعان٭

اے صاحبان فن مناظرہ سنیو۔ مجھے تمام شکوک جو مشککین کو مذہب
پر ہوا کرتے ہیں۔ وہم باطل کے سبب سے سنی مذہب پر تھے۔ اور عنقریب
دل میں یہ بات بیٹھنے والی تھی کہ اہلبیت کرام کی نسبت مفروضہ اور انکے ان تمام فضائل
حمیدہ کا نشان جو ان کی جناب معلی کے لئے سزاوار ہیں سنی مذہب میں
مطلق نہیں۔ اور نہ کچھ انکا پتہ ہے٭

سنکھیا زہر قاتل ہے لیکن بعض اوقات بیمار کے حق میں شفا کا اثر رکھتا ہے
علی ہذا کتاب انوار المصدر مطبوعہ مطبع نیاز مند باہتمام میر باقر حسین صاحب
میں آگرہ مصنفہ شیخ احمد وکیل دیوبندی شیعہ کفر کی گونہ زہر ہے اور سوائی
بیمار کے حق میں موت کا کام کرتی ہے۔ لیکن خداوند تعالی کی شان میرے
حق میں فائدہ مند ہوئی کہ اسکے مطالعہ سے تمام شکوک اور شبہات جو
سنی مذہب پر مجھے تھے یک لخت اٹھ گئے۔ اور دل میں کامل یقین بیٹھ گیا
کہ جو تمام فضائل علیا اور عزت التعظیم کے مراتب کبریٰ جو جناب
ذوالقربیٰ حضرت رسول عظیم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو سزاوار
ہیں۔ بیشک سنی مذہب میں اس کے سچے اعتقاد اور کامل محبت سے منضبط
اور ثابت ہیں٭

الفضل ما شہدت بہ الاعداء جبکہ ایک مخالف نے اسکی انکی طرف منسوب بزرگیوں کی نقل کے پیرایہ پر تحریری تقریر میں اقرار کیا تو اور بھی یقین بڑھ گیا کہ ہاں سنی مذہب سچے دل اور ایمان سے جناب اہلبیت کرام کا معتقد اور محب ہے۔ باقی ہمارے شکوک محض خام خیالی اور تعصب یا عدم توجہ سے ہیں انکی کتب کے مطالعہ کیطرف تاکہ ہم دیکھیے پڑھ کر یقین کریں کہ فی الواقع جس قدر سنی مذہب آپکا مخلص معتقد اور مئودب ہے۔ ایسا اور کوئی مذہب نہیں ❖

مزید برین سنی شیعہ کے مسلمہ مناقبوں کے مقابلہ پر کچھ لطف خاص حاصل ہوگیا کہ جس حقیقت پر سنی مذہب کے مناقب جناب اہلبیت کرام کیطرف عقلاً پہنچے نظر آتے ہیں۔ اور دلی محبت کا تعلق بتلاتے ہیں ایمان و یقین کا اصلی علاقہ بتلاتے ہیں اس حقیقت اور اعتقاد محبت و ایمان پر شیعہ مذہب نہیں۔ کہیں افراط حد سے زیادہ بھرا ہے کہ انبیاء کرام کے عقدہ کشا تک حضرت جناب مولائے مرتضے علیہ السلام ہیں دیکھو اردستانی کی کتاب ارغام میں حدیث بساط۔ اور کہیں تفریط حد سے زیادہ گھٹا دیکھا رے خوف اور ڈر مخالفین کے تقیہ باز بنے سچ مچ اس حدیث جناب امیر صاحب غدیر کے شیعہ مصداق ہیں یہلک فی رجلان محب مفرط و باھۃ مفرط ۲۸۹ نہج البلاغہ کہ شیعہ مذہب محبت کا بھی وہ مدعی کہ آپ کو خدائی تک پہنچا دیوے اور افترے بندی میں بہتان بھی وہ باندھ لائے جو زمین آسمان میں نہ ملے اور جو کچھ آپ کے فضائل کا بیان لاتا ہے محض بے سند زبانی جمع خرچ اور ایسے فضول کہ انکے ساتھ مطلق پہنچے نظر نہیں آتے بلکہ الٹا صاحب ہوش و عقل کو اپنی طرف سے نفرت دلاتا ہے ❖

ایمان سے کہتا ہوں کہ فضیلت اہل سنت و جماعت کے مخصوص ثابت

ہوتی ہے کہ اہل بیت کرام کے فضائل حقیقی طور پر۔ افراط تفریط سے خالی اور تبرے اور بہتان سے مبرا۔ دیگر ہر قسم کے عیوب و نقائص سے پاک صاف سنی مذہب میں ثابت ہیں اور سچے اعتقاد سے حقیقت اُن سے ٹپکتے نظر آتے ہیں کہ نہ کہیں اُن سے دل میں ملال آتا ہے نہ تعجب کی ہنسی۔ نہ کہیں گھٹاؤ اور نہ حد سے بڑھاؤ بلکہ میزان شرعی برابر۔ جس سے کھلے طور پر ثابت ہوتا ہے کہ یہ مذہب سنی بیشک واقعی اہل بیت کرام سے محبت رکھنے والا۔ ائمہ اطہار کا مذہب ہے جو انکی طرف سے ہدایت کے لئے دنیا میں جاری ہوا +

باقی رہی مصنف انوار الھدیٰ کی تحقیق سنی مذہب بابت رازی رہ سراسر کذب اور جھوٹ پر مبنی ہے۔ کہ جسقدر سنیوں کی کتابوں سے نقل کر کے مدعی نے مدعا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے محض غلط اور دھوکہ۔ نقل کا کہیں سر کہیں پاؤں کہیں جھوٹ کہیں اصل عبارت کچھ اور مضمون تراشیدہ کچھ۔ اور کہیں ایسے مضمون سے کام لیا گیا ہے جس کو خود مصنف نے ایسے ڈھنگ پر بیان کیا ہے کہ ناظرین کو اس مضمون کا کذب معلوم ہو تاکہ تمسک سے بچیں۔ یا شیعہ مذہب کی کتب سے سنیوں کی بتلا کر مدد لی گئی ہے۔ یا ایسی نا معتبر کتابوں کو بیچ میں لایا گیا ہے جن کو محققین نے شروع سے صحاح اور اعتبار کے درجہ سے خارج کر دیا ہوا ہے جیسا کہ یہ سب کچھ عنقریب ظاہر ہو گا +

لیکن شیخ احمد نے شتر کے سامنے اونٹ کیطرح آنکھیں ملیٹ کر سب کچھ خشک تر اپنی نقل میں لیلیا کہ چلو اب تو ہمیں شیعوں میں بڑے سے مجتہد العصر بننے دو۔ پھر آگے دیکھا جائیگا۔ بڑی بات یہ کہ بات کے کھل جانے پر کوئی اعتبار نہ کریگا۔ سو خیر اب تو ہم پانچوں سواروں سے شمار ہو ہی جائینگے۔ مگر اس نیکنامی کے لالچ میں عقل کے دشمن نے یہ خیال نہ کیا کہ بات کے کھل جانے پر سارے جہان کی پھٹکار کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا کیا پہلے کہنے والے جہان سے اٹھ گئے ہیں۔ نہیں ابھی

زندہ ہیں اور داد دینگے کہ معرکہ مناظرہ میں کس قسم کی سند پیش کی گئی ہے۔ آیا ضعیف یا قوی ⁂

ناظرین دیکھینگے کہ آیندہ جس قدر ہم کام لینگے شیعوں کی صحاح کی احادیث اور مجتہدین کے پختہ آراء سے نہ کسی نامعتبر شیعہ کی واہیات بات سے تاکہ مناظرہ پایہ اعتبار سے ساقط نہ ہو اور جواب کی تکلیف اٹھانے والے کو بھی سوجھے کہ ہم کو بھی ویسی ہی پختہ اسناد پیش کرنی چاہئیں تاکہ طرفین کی حقانیت کا موازنہ بخوبی نظر آئے ⁂

وھو ھذا

قولہ صٓ (انوار الھدے) یہ عاجز متمسک طریقہ اہل سنت والجماعت

جواب فطرت الہی کے رو سے کل مولود یولد علی الفطرت ہر بچہ کافر کا ہو یا مومن کا خدا تعالے کے دین پر پیدا ہوتا ہے۔ اور بے شک وہ طریقہ اور دین اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے جس پر تم پیدا ہوئے ⁂

صٓ مگر خارج از مذہب ایک یہ عقیدہ تھا کہ جناب علی مرتضے جمیع صحابہ سے افضل ہیں ⁂

ج کسی شخص کا منصب یہ تراز و نہیں کھتا کہ وہ خلفاء راشدین کے فضائل کو تولکر ایک کو بڑہائے دوسرے کو گھٹائے۔ یا اُنکے مقامات عالیہ کی آپس میں کشتی کرائے۔ ایک کو گرائے دوسرے کو اُٹھائے اور کسی خاص کی اسپارسی میں واہ واہ کا شور مچائے۔ کیونکہ ہماری ایمان کی آنکھ میں سب برابر نور ہیں گو فضائل کے مقامات پر نظر ڈالنے سے ہم کو صاف معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ خلفاء راشدین میں سے ہر ایک جدا گانہ کسی ایسی فضیلت سے ممتاز ہے کہ اس میں فقط وہی ایک شخص بالتخصیص بہ نسبت دیگر صحابیوں کے افضل ہے (کماسیاتی تشریح ہذا البیان) لیکن ان باتوں کو تولکر ہم اپنی طرف سے کچھ فیصلہ

نہیں ہوسکتے۔ ہاں خدا رسول نے فیصلہ دیدیا ہے۔ جسکے سامنے ہم لوگوں کو تسلیم کے جھکانے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اور اسی کو افضل ماننا پڑیگا جس کو خدا رسول نے افضل بنایا چاروں میں سے خواہ کوئی ہو +

اس موقع پر سنی مذہب سے ثبوت لانا مخالفوں کے لئے کچھ مفید نہیں کیونکہ شیعوں کا اس پر ایمان نہیں اور علاوہ بریں گو جدی تقلید کی تاثیر کی برکت سے میں سنی مذہب کو ترک نہیں کر سکا تھا۔ تاہم لڑکپن کے زمانہ سے شیعیت ہی کا عاشق رہا۔ جس وجہ پر میں بہ نسبت سنی مذہب کی کتب کے شیعہ مذہب کی کتابوں کا زیادہ آشنا ہوں۔ اور مجھ پر اس بحث کا طے کرنا شیعہ مذہب کے رو سے آسان ہے اس لئے شیعہ مذہب سے ثبوت لاتا ہوں اور اسی مذہب کیطرف سے ہو کر بحث لکھتا ہوں تاکہ شائقین مناظرہ کو مفید پڑے +

۱۔ عن ابن زبیر قال ان الآیۃ وسیجنبہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی نزلت فی ابی بکر لانہ اشتری الممالیک الذین اسلموا مثل بلال و عامر ابن فہیرۃ وغیرہما و اعتقہم (تفسیر احتجاج طبرسی سورۃ تفسیر کی اس عبارت میں شیعہ مذہب تسلیم کرتا ہے کہ یہ آیت شان میں جناب حضرت ابوبکر صدیق علیہ السلام کے اتری ہے اور خدا تعالے نے انکو اتقی یعنے بڑا پرہیزگار فرمایا ہے۔ و نیز خدا نے یہ بھی سمجھا دیا ہے کہ حضرت ابوبکر مقدس اور پاک شخص ہیں۔ و نیز کی +

اب اسکے ساتھ دوسری آیت کو پڑھئے جس میں خدا تعالے نے اتقی کو بہ نسبت سایر مخلوقات کے اکرم یعنے افضل بتلایا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقکم پھر ان دونو آیتوں کو آپس میں تطبیق دیجئے۔ جس سے ظاہر نتیجہ نکل آیا کہ شیعہ مذہب کی رو سے بعد جناب حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم وآلہ کے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں +

نہج البلاغہ کی شرح کبیر ابن میثم میں یہ تو صاف طور پر مرقوم ہے قال سیدنا علی علیہ السلام وکان افضلھم فی الاسلام کما زعمت وانصحھم للہ ولرسولہ الخلیفۃ الصدیق وخلیفۃ الفاروق کہ فرمایا جناب مولائے علی علیہ السلام نے کہ خدا اور رسول کے نزدیک اسلام (کے دین) میں خلفاء میں سے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں پھر جناب امیر عمر +

جناب سیدنا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا عقیدہ بھی اسی امر کی تائید کرتا ہے کہ لست بمنکر فضل ابی بکر و لست بمنکر فضل عمر و لکن ابا بکر افضل من عمر (احتجاج طبرسی) میں نہیں منکر فضیلت ابی بکر کا اور نہ بزرگی امیر عمر کا ۔ و لیکن حضرت ابوبکر بہ نسبت جناب عمر کے افضل ہیں +

گو اس موقع پر افضل عن علی کا جملہ خیر مذکور ہے لیکن بخش کے روسے اور جناب امیر کے اقرار کے لحاظ سے کہ آپ نے من جملہ خلفاء کے باصحاب کے جنمیں آپ بھی تھے فقط انہیں دو حضرت شیخین کو افضل فرمایا۔ باتباع جناب امیر ایسا ہی ماننا پڑیگا کہ بعد حضرت رسول خدا کے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں پھر جناب امیر عمر کل صحابہ اور خلفاء میں سے +

شیعہ مذہب کی تحقیقات کے رو سے جب ثابت ہوا کہ خلفاء راشدین حضرت امیر عمر و حضرت امیر عثمان و حضرت مولا علی ہیں سے بعد نبی کے کل پر حضرت ابوبکر افضل ہیں علیہم السلام تو وہ شخص جو اسکے برخلاف کچھ عقیدہ رکھتا ہو۔ دایرہ اتباع ائمہ اطہار علیہم السلام کے حد شرعی سے خارجی ہے +

حلہ در حقیقت رشتہ پدری پہنچا +

ج فابواہ یھودانہ وینصرانہ ۔ سچ ہے بیشتر اولاد کو والدین ہی خراب کرتے ہیں اور اسی تاثیر نے مجھے سنی مذہب سے خارج کیا ۔ لقد کان امر و

اٰبآؤکم لفی ضلال مبین ٭

۱۲ دل میں یہ خیال آیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ بموجودگی جناب مرتضیٰ کے اصحاب ثلاثہ کو خلافت ہوئی ٭

ج - یہ وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اُن سے خلافت کا وعدہ فرمایا تھا۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض - میں انہیں زمین پر خلیفہ بناؤنگا - کیونکہ اُن کے اعمال صالحہ مثل فراست وہمدردی کمال حضرت صدیق وعدل وانتظام حضرت فاروق سخاوت وحراعت حضرت غنی و دبدبہ وشجاعت مولائے علی علیہم السلام نے ثابت کر دیا تھا کہ وے صاحبان خلافت نبوی کے لائق ہیں ٭

گو مذہب شیعہ کے پیرو اپنے فضول قیاسوں پر جناب خلفاء راشدین علیہم السلام کو اس آیت کے وعدہ کے موعود نہیں سمجھتے۔ اور ایک ایسی نکمی تاویل پیش کرتے ہیں جس کا نہ سر ہے نہ پیر مزید برین بے سند محض خیالی لیکن جناب امیر علیہ السلام کی کلام ۱۴۶ مندرجہ نہج البلاغۃ حصہ اول صفحہ ۹۵ چھاپہ طہران کی مندرجہ ذیل عبارت سے صاف طور پر پایا جاتا ہے کہ اس وعدہ کے موعود وہی لوگ ہیں جن کو سنی مذہب موعود مانتا ہے یعنی خلفاء راشدین ٭

من کلامہ علیہ السلام لعمر بن الخطاب وقد استشارہ فی غزوۃ الفرس بنفسہ ان ھذا الامر لم یکن نصرہ ولا خذلانہ بکثرۃ ولا بقلۃ - وھو دین اللہ الذی اعدہ وامدہ حتی بلغ ما بلغ وطلع حیث طلع ونحن علی موعود من اللہ واللہ منجز وعدہ وناصر جندہ ...... حضرت امیر نے جناب امیر عمر کو فارس کی لڑائی پر جانے کی صلاح دی اور فرمایا۔ اے عمر تحقیق یہ بات نہیں کہ فتح اور شکست ساتھ قلت اور کثرت کے ہے - یہ خدا تعالیٰ کا دین ہے جس کو اس نے ظاہر کیا اور خدا کا لشکر ہے جس کو اس نے فتح کا وعدہ

دیا اور اسے وعدہ اتنا کہ منزل پر پہنچا جہاں کہ پہنچا اور ظاہر ہوا جا نچہ ظاہر ہوا اور ہم لوگ (خلفاء راشدین) خدا کی طرف سے موعود ہیں (یعنے وعدہ دیئے ہوئے ہیں خلافت پر) اور خدا تعالے اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کو مدد دینے والا ہے (بس) اے امیر عمر تجھ کو جانا چاہیئے +

نحن علی موعود کے لفظ سے ثابت ہے کہ حضرت مولائے علی اور وہ شخص جس کو نحن میں لاکر اپنے ساتھ شامل کرتے ہیں یعنے امیر عمر خدا کی طرف سے موعود ہیں اور وہ وعدہ ان کے لئے بھی خلافت کا وعدہ ہے جو حضرت ابی بکر کے لئے پورا ہو چکا اور امیر عمر پر جاری ہے اور حضرت عثمان و جناب علی علیہم السلام کے واسطے منجز وعدہ کے تحت میں پورا ہونیوالا ہے۔ جیساکہ اس آیت میں اہل انصاف کے لئے روشن ہے کہ خدا نے انہیں سے وعدہ فرمایا +

میعاد خلافت راشدہ کی حضرت جناب رسول خدا نے الخلافۃ من بعدی ثلثون سنۃ تیس سال مقرر فرمایا ہے اور آیت میں ایک سے زیادہ خلفاء کے وجود کا ثبوت ہے جس میعاد خلافت اور تعداد خلفاء کے ماننے سے ظاہر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تیس سال کے اندر ایک سے زیادہ خلفاء ہوں +

حضرت جناب مولائے علی کے خلیفہ بلافصل مان لینے میں میعاد مندرجہ حدیث کے اندر تعداد خلفاء مندرجہ آیت پوری نہ آسکی کیونکہ تیس سال کا خاتمہ اس لحاظ سے جناب حضرت امیر علیہ السلام کی شہادت پر ہوتا ہے جس میں فقط ایک ہی خلیفہ کا عہد نشیمن ہو گذرتا ہے اور یہ سراسر مخالف آیت کے ہے اس لئے ثابت ہوا کہ حضرت مولائے علی سے اور حضرت رسول خدا کے بعد درمیان میں چند اشخاص اور خلیفہ ہوں تاکہ آیت اور حدیث کے مطابقت پوری ہو۔ سو وے بھی حضرت خلفائے راشدین ہیں جن میں سے چوتھے خاتم الخلفاء حضرت مولائے مرتضے ہیں۔ علیہم السلام

جناب حضرت رسول خدا نے انہیں چہار یارکبار کی نسبت فرمایا ہے کہ شے
من جملہ دیگر صحابہ کرام کے حضرت خدائے عزوجل کو بہت ہی عزیز ہیں۔
قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ احب الصحابۃ
الی اللہ عزوجل اربعۃ۔ ص۱۸ جلد دوم من لا یحضرہ الفقیہ چھاپہ جعفری
لکھنؤ سنہ ۱۳۰۷ھ ❖
اصطلاح حدیث میں اصحاب اربعہ چہار یار کا لقب ہے جیسا کہ اصطلاح شیعہ
میں اصحاب ثلاثہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان علیہم السلام سے مراد
ہیں۔ یا لفظ ائمہ اثنا عشر سے حضرت امام علی مرتضیٰ۔ حضرت امام حسن المجتبیٰ
حضرت امام حسین سید الشہدا کربلا حضرت امام زین العابدین۔ حضرت امام
محمد باقر حضرت امام جعفر صادق۔ حضرت امام موسےٰ کاظم حضرت امام
علی رضا حضرت امام محمد تقی۔ حضرت امام حسن عسکری۔ حضرت امام محمد
حضرت امام محمد مہدی صلوات اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مقصود ہیں ایسا ہی
اس لفظ مندرجہ حدیث سے حضرت امام ابوبکر صدیق۔ حضرت امام امیر عمر
حضرت امام عثمان غنی۔ حضرت امام مولائے علی علیہم السلام مطلوب ہیں
نہ غیر انکا۔ کیونکہ ائمہ اثنا عشر سے بجز تین کے جوتے صحابہ نہیں مگر بصورت
تسلیم خواہ مخواہ کے کیا باقی آٹھ ائمہ بدرستے کو شیعہ بے مجتبیٰ کی امد میں
شمار کرینگے۔ تو اس تاویل بے جا سے بھی شیعوں کو کچھ فائدہ نہیں آسکتا۔
بجز آل مقدس کے باقی مسلمان صحابہ کی تعداد بھی عند مذہب شیعہ تین سے بڑھ
نہیں تاکہ اس موقع پر چار سے مراد ہوں عن باقر علیہ السلام ارتد الناس
الا ثلثۃ نفر سلمان و ابوذر و مقداد فقلت فعما قال کان خاص حصہ
(اسماء الرجال ابو عمرو کشی شیعہ) ❖
فرمایا جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ مرتد ہوگئے لوگ مگر تین شخص

سلمان، ابوذر، مقداد (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) راوی لکھتا ہے کہ میں نے عرض کیا۔ عمار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو آپ نے فرمایا وہ بھی مرتد ہو گیا مرتد ہونا (اعوذ باللہ من نسبت ھذہ الاتہام الی جناب الامام)

پھر عند الشیعہ ان مخلصین کی بھی حالت ایک دوسرے کے حق میں نفاق کے بار ہتی اور واقعی ایک دوسرے کے دشمن شدید تھے۔ لو علم ابوذر ما فی قلب سلمان لقتلہ۔ ولقد اخیٰ رسول اللہ بینھما۔ فما ظنکم بسائر الخلق کلینی جلد اول صفحہ ۲۵۴ چھاپہ نولکشور ۱۳۰۲ء +

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ باوجودیکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انکے درمیان برادری کو قائم کیا تھا تاہم اگر معلوم کر جاتا ابوذر اس بات کو جو اس کی نسبت سلمان کے دل میں تھی تو بیشک اسے مار ڈالتا۔ پھر کونسا نیک گمان ہو سکتا ہے تمہارا اور عوام لوگوں کی طرف شیعہ مذہب میں جبکہ ابوذر اور سلمان صحابہ کی بھی دوستی آگے نہیں بڑھ سکتی اور دو صحابی اہل بیت کرام کے ساتھ بھی برابری کا منصب نہیں پا سکتے اور نہ کسی کام میں مقابلہ پر بیٹھ سکتے ہیں۔ تو بہر حال شیعہ مذہب کو ماننا ہی پڑیگا کہ وے اصحاب اربعہ بھی چہار یار خلفائے راشدین حضرت رسول خدا ہیں جن کو سنی مذہب سچے اعتقاد سے مانتا ہے اور وے شیعہ مذہب کے رو سے خدا کے کو سب سے بڑھ کر عزیز ہیں۔ اور یہ محبوبیت ان کی تقاضا کرتی ہے کہ بعد رسول کے یہی لوگ آپ کے خلفاء ہوں۔ خواہ کسی ترتیب سے ہوں +

تنبیہ اگرچہ یہ حدیث منع فی البیت وحدہ کے باب میں مروج ہے لیکن عبارت کی طرز سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب نے اس مسئلہ کو اس حدیث سے اجتہاد کے رو سے لفظ فرمایا ہے اور حدیث بجائے خود منافی صحابہ راشدین میں ہے کہ اصحاب کا اطلاق اصطلاح حدیث میں انہیں اشخاص پر ہے

جن کو آپ سے بالایمان شرف ملازمت حاصل تھا۔ جن میں سے یہ چہار یار حضرت
رسول خدا جناب خداوندتعالے کو زیادہ عزیز تھے ✤

حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے جب کبھی ان خلفاء کا ذکر فرمایا
تو اسی نمبر سے کہ اول حضرت ابوبکر صدیق۔ پھر حضرت عمر فاروق۔ پھر حضرت
عثمان غنی۔ عن الحسن ابن علی (علیہ السلام) قال۔ قال رسول اللہ صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم وآلہ۔ ان ابابکر منی بمنزلۃ السمع وان عمر منی
بمنزلۃ البصر وان عثمان منی بمنزلۃ الفواد (معانی الاخبار شیعہ)
فرمایا آپ نے کہ ابوبکر میرے کان عمر میری آنکھ۔ عثمان میرا دل ہے اور جناب
امیر کلام جلد اول نہج البلاغۃ (عنقریب تحریر ہوگی) میں خلافت بلافصل سے
انکار فرماتے ہیں اور امیر عثمان کی خلافت کی بیعت بھی آخر تسلیم فرماتے ہیں۔ تو
شیعہ مذہب میں ان نصوص پر ٹھیک طور پر نتیجہ نکل آیا کہ مستحق خلافت رسیدہ کے
یہی چار یار ہیں اور خلافت راشدہ بھی اسی طریق سے ہے کہ جس طریق سے
سنی مذہب مانتا ہے کہ اول حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان غنی
پھر جناب مولائے علی خاتم الخلفاء علیہم السلام ✤

ورنہ بلائے موجودگی جناب صاحب عصمت وعفت حضرت خاتون قیامت
سیدتنا فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا السلام ہر چیز نبوی کی اصل وارث عند الشیعہ اور جناب
اماماین ہمامین حضرت حسنین شریفین مطہرین۔ حسین ابن نور رسول اللہ علیہم السلام
وارثین جناب وارثہ حضرت رسول خدا وموجودگی دیگر رشتہ داران قریبی حضرت
رسول خدا یعنی حضرت مولائے علی دیگر برادر چچازاد وعمہ زاد بلکہ موجودگی حضرت
عباس المطہرین الناس چچا پاک کیونکر شیعی خلافت بلافصل وامامت فقط حضرت
مولائے علی کو ہوئی اور اصل وارثہ معصومہ وارثین حقیقی ہر چیز کے ارث سے محروم
کی گئیں اور باقی مستحق بھی بے ارث رہے ✤

کیا فقط باغ فدک کی بالشت بھر زمین ہی میں حق ارث تھا اور باقی اشیاء
اصل ورثہ حضرت رسول خدا کی خلافت اور امامت میں جو ایک اعلے درجہ کی دینی چیز
تھی جس کو دائمی تعلق اپنے صاحب کے ساتھ قیامت تک کا تھا جناب معصومہ
علیہا السلام کے لئے کچھ حق نہ تھا اور نہ ورثہ۔ واہ۔ انصاف ۔

الاماں یہ اندھیر اور لوٹ شیعہ مذہب میں ہوا یہ دھرا سنی مذہب جانئے پھر آج
دن تک کوئی دل میں خیال تک نہ لائے کہ شیعہ مذہب نے کیوں اصل وارثین خلافت و
امامت کو حق رسی سے محروم رکھا۔ کیا شیعہ مذہب کے اصول پر یہ غصب نام میں
شمار نہ ہوگا ۔

جو وجہ ان اصل وارثین مسلمہ مذہب شیعہ کی موجودگی میں اس مذہب میں حضرت مولائے
علی کے لئے خلافت بلا فصل مزعومیہ شیعہ کی ہے وہ بہت ہی مخالف عقل ہے
لیکن سنی مذہب میں یہ بات خدا رسول کے متعلق تھی جس کو انہوں نے حضرت مولائے
علی کی موجودگی میں خلیفہ مقرر فرمایا منظور چشم ما روشن دل ماشاد۔ اگر جناب مولائے
علی کو خلیفہ بلا فصل مقرر فرماتے سنی مذہب بڑی خوشی سے مانتا پس جناب مولائے
علی کی موجودگی میں ان شخصوں کا خلفاء ہونا۔ خدا رسول کی مرضی کی وجہ سے ہے
جس کے سامنے اہل ایمان کو بجز تسلیم کے اور کوئی چارہ نہیں لیکن جب شیعہ مذہب سے پوچھا جاتا ہے
کہ کیا وجہ تھی کہ بموجودگی جناب امیر کے اوروں کو خلافت ہوئی۔ تو یہ مذہب جناب
امیر کی لیاقت خلافت پر صاف لفظوں میں بے انتظامی کا دھبہ لگاتا ہے اور
برملا کہتا ہے کہ اگر جناب امیر ان کی موجودگی میں خلیفہ بلا فصل ہوتے تو آپ سے
مطلق انتظام نہ ہو سکتا۔ اور امت جنگلی ہرنوں کی طرح اضطراب اور پھوٹ میں
ایسی سرگردان اور پریشان پڑتی کہ پھر اس کا سدھرنا مشکل تھا ۔

حضرت رسول خدا کی وفات کے بعد جب حضرت عباس اور سفیان نے
آپ کو خلافت بلا فصل کی بیعت پر بلایا تو منجملہ اور باتوں کے آخر فرمایا۔ لو بھتیلہ

اگر برضا و رغبت خلافت بلافصل کو بھی لوں تاہم۔ لا انتظامیت تم پریشان ہو جاؤ گے یعنے تمہیں اس طریقہ پر جمع نہ کر سکو نگا جس طریقہ پر خلیفہ نے لوگوں کو چلانا ہے اظلوا ھب اللہ رشیۃ فی الطوے البعید اشد پریشانی ہر طرف سے جنگل دور دراز کے۔ کہ پھر تمہارا انتظام میں جمع لا کر اس طریقہ پر چلانا جو تمہارے ضروری سب مشکل ہے (نہج البلاغہ کلام جلد اول صـ۱۳۱) +

جب عند الشیعہ ایسی حالت تھی تو ضرور تھا کہ آپ کی موجودگی میں کوئی ایسا شخص خلیفہ ہو جسکے انتظامی دبدبہ کے سامنے کوئی شخص کان نہ ہلا سکے جیسا کہ بنی سقیفہ کے ہزاروں سے فقط ابو بکر اور عمر دو شخصوں کے سامنے کان نہ ہلایا اور انکے سامنے کسی کی جرأت نہ چلی کہ انکار کی زبان ہلاتا بلکہ جس طریقہ پر انہوں نے ان ہزاروں کو چلایا وے چل پڑے اور انتظام دینی دنیوی بھی وہ کیا کہ آج دن تک باوجودیکہ انکے نام سنتے ہی مخالفوں کے سینے دھڑک جاتے ہیں اور زبانیں پیچ کھاتی ہیں تاہم عالم ثنا خوان ہے۔ پس شیعہ مذہب میں یہ معقول وجہ بھی تھی کہ آپ کی موجودگی میں وے لوگ خلفاء ہوئے +

باوجودیکہ سنی مذہب جناب مولےٰ مرتضےٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ کو برخلاف شیعہ مذہب کے بعد صفات جلیلہ موصوف منتظم۔ مدبر کامل مانتا ہے۔ اور خلافت کی ترتیب کو خدا و رسول کے سپرد رکھتا ہے جس کو انہوں نے جس ترتیب مقرر فرمایا ہے تسلیم۔ نہ یہ کہ آپ کی بے انتظامی کے باعث وے لوگ قبل خلفاء ہوئے اور مرتبہ چہارم میں بڑی دقتوں سے نوبت پہنچی +

ج۔ حضرت عباس علیہ السلام اور ابو سفیان بن حرب نے تو بالکسی وقت عند بعد وفات حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے آپ کو خلافت تیار اول بلافصل پر بیعت دے لینے کے لئے بڑی خوشی سے لبعد قبول بلایا تھا۔ دیکھو کلام نمبر اول صـ۱۳ باب اول المختار من الخطب والکلام نہج البلاغہ

مطبوعہ دار الخلافہ ایران شہر طہران بابت [illegible] ہجری قدسی

لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخاطبہ العباس و ابو سفیان
ابن حرب فی ان یبایعا لہ بالخلافۃ

لیکن آپ نے اُن کی اس دعوت خلافت بلافصل سے ان الفاظ میں صاف
انکار فرمایا۔ یا ایہا الناس شقوا امواج الفتن بسفن النجاۃ۔ اے
لوگو دور رکھو موجیں مشکلات (خلافت) کی کشتی نجات سے۔ یعنی مجھ سے خلافت
کے مشکل کام کو دور رکھو کہ میں خلیفہ بلافصل ہونا نہیں چاہتا

پھر انکو حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت بلافصل پر بیعت کرنے سے نفرت
جتلانے پر جس کا جواب بھی شیعہ مذہب میں ہے۔ کہ بڑے زور سے جھکایا
کہ عرجوا عن طریق المنافرۃ۔ دور کرو نفرت کی راہ سے۔ یعنی بیعت کرنے
کے ساتھ مستحق خلافت بلافصل کے جو سوائے میرے ہے لیکن انکے خلافت
بلافصل سے مقابلہ پر ضد کرکے اور کسی غیر مستحق کو خلیفہ بلافصل مت بناؤ۔
وضعوا تیجان المفاخرۃ۔ اور اسکے سامنے رکھدو تاج بڑائی کے کیونکہ
خدا رسول کے مقرر کئے ہوئے خلیفہ بلافصل کے سامنے بڑائی کرنا اور وقت سے
قبل خلیفہ بن بیٹھنا حقیقتاً خدا رسول سے مقابلہ ہے۔ اور اُن کی مرضی کے
برخلاف عمل اور منشاء شریعت سے جنگ

جناب امیر کے ان فقروں سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب عباس علیہ السلام
اور سفیان نے سچے دل سے واقعی آپ کو خلیفہ بلافصل بننے کے لئے کہا تھا
کیونکہ شیعہ مذہب میں ان کو سوائے جناب امیر کے اور کے خلافت بلافصل
سے نفرت تھی اور نہیں چاہتے تھے کہ انکے سوائے کوئی اور شخص خلیفہ بلافصل ہو
لیکن یہ عذر نامعقول شیعہ کا جماعت عقلاء کے سامنے نامنظور ہوگا کہ
انہوں نے صدق دل سے نہ کہا ہوگا ورنہ حضرت امیر انکار نہ فرماتے۔

اگر انکار کی یہی وجہ تھی تو پس پہلا ہی فقرہ شقوا الخ مجھے معاف رکھو کافی تھا۔ آگے انکو
دھمکانے اور مفصل ذیل کھلی طور سے انکار فرمانے کی چنداں ضرورت نہ تھی بلکہ
سب باتیں واضح طور پر بتلاتے ہیں کہ انہوں نے صریح دل سے خلافت بلافصل
سے صاف انکار فرمایا اور مستحقین کی بیعت کی طرف توجہ دلائی ساتھ انکو اپنا معاون
بتلایا ؛

افلح من نھض بجناح ۔ نجات پائی اس شخص نے (مشکلات کا رستے)
جو پہنچا (اپنی منزل مقصود پر) ساتھ پروں کے ؛

جن احمقوں نے جناح سے مراد ان معاونین کو لیا ہے جو آپ سے جنگ کرکے
آپ کو خلیفہ بلافصل بناتے سخت غلطی کی ہے۔ کیا حضرت عباس علیہ السلام
و سفیان بن حرب اس قسم کے معاون اس وقت موجود نہ تھے جنکے تقلید سے
قبائل ہاشمیہ و بنی امیہ گو آپس میں انکا کچھ تخالف رہا کرتا تھا لیکن غیر کے مقابلہ
پر بڑے جوش سے آپ کی خلافت بلافصل کی اعانت کرتے اور ضرور کرتے کیونکہ
کہ عرب بھر میں ان کی دلاوری اور قرابت قریبی کے باعث غیر اقوام کے
مقابلہ پر آپس میں اتفاق مشہور تھا پھر ان سرداران قوم کی موجودگی میں ایسے معاونین
کی تلاش کی کیسی ضرورت ؛

علاوہ بریں بلحاظ منصوص بخلافہ یعنی امامت من اللہ کے ایسے معاونین کی
مطلق ضرورت نہ تھی۔ امام کو اپنا کام کرنا چاہئے تھا۔ خواہ ساری دنیا کیوں
نہ مخالف ہوتی۔ کیا حضرت رسول خدا کے شروع کام نبوت میں کئے معاون تھے
نہیں بلکہ ساری دنیا مخالف تھی۔ لیکن آپ نے بغیر جستجو کسی معاون کے کام
شروع کر دیا۔ گو بعد میں فی الفور کئے کثرت معاون ہو گئے تھے ایسا ہی
آپ کو بغیر کسی معاون کے انتظار کے کام شروع کر دینا لازم تھا ورنہ اس
انتظار نے ثابت کر دیا کہ بقول اصول شیعہ آپ کی خلافت بلافصل من اللہ نہ تھی ؛

لیکن جب ہم خصال شیعہ پر نظر ڈالتے ہیں تو بروایت جناب امام صادق علیہ السلام ۱۲ ہزار مخلص اصحاب نبوی پاتے ہیں۔ کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم اثنا عشر الفاً ثمانیہ الاف من المدینۃ والفین من غیر المدینۃ والفین من الطلقاء۔ لم یر فیہم قدری ولا مرجی ولا معتزلی ولا صاحب رای کانوا یبکون اللیل ویقولون اقبض روحنا قبل ان تاکل خبز الخمیرہ۔

جن سے کامل امید تھی کہ وے ہر وقت آپکی معاونت کو بڑے خلوص سے ہاتھ بڑھاتے۔ لیکن جناب امیر کے انکار خلافت بلا فصل سے سب نے لاچار ہو کر اوروں سے بیعت کر لی اور شاید عند الشیعہ اسی وجہ سے کل مرتد ہو گئے ہوں مگر اس میں ان کا کیا قصور۔ یہ تو حاضر تھے۔ بیعت کو تیار تھے اور اعانت پر تیار تھے۔ ہاں جناب امیر نے انکار فرمایا۔ لاچار انہوں نے اوروں سے بیعت کا رخ کیا۔ پھر شیعہ مذہب بڑا ہی زبردست ہے جو ناسواد دین کے اور سب کو مرتد کہے۔

خیر کچھ ہو آخر اس میں تو کچھ شک نہیں کہ اس وقت آپ کے لئے اگر آپ چاہتے اس قسم کے معاون از حد بکثرت موجود تھے مگر ان معاونین کی انتظار سے نتیجہ اچھا نہیں نکلتا تو یہ مراد شیعہ کی سراسر نامراد ہے۔ اور یہی مراد آپ کی اس لفظ میں ہے کہ آپ اس موقع پر جناب شیخین علیہم السلام کو اپنا پورے معاون قرار دیتے ہیں تاکہ انکے انتظام در باب خلافت سے معلومات پیدا کر کے اپنے آنے والے ایام خلافت کے کاروبار کے انتظام کو مدد پہنچاویں یعنے بغیر انکے انتظام متعلقہ امور خلافت کے مشاہدہ کے میں مشکلات خلافت سے فارغ نہیں ہو سکتا اس لیئے ضرور ہے کہ یہ لوگ مجھ سے قبل خلفا ہوں تاکہ میں انکے انتظام خلافت دیکھ کر آئندہ مشکلات خلافت سے

نجات پاکر بے فکر رہوں کہ اس صورت کے فائدہ پہنچانے میں یہ میرے پر
یعنے معاون ہیں ؛

کیونکہ یہ لوگ اسلام سے قبل بھی عرب جیسے پیچیدہ معاملوں میں صاحب قضا
اور دشوار تر جھگڑوں میں صاحب فیصلہ رہ چکے تھے۔ جس وجہ سے ان کو مشکلات
کے فرو کرنے اور ہر قسم کی شتر بے مہار سرکشیوں کو متابعت کی تکمیل میں لانے پر
پوری پوری دسترس تھی۔ اور آزادی کی پھوٹ کو اتفاق کی تقلید میں لا کر
یکجا سب کو جمع کرنے کے انتظام میں یکے منتظم تھے ؛

جب مجلس نبی سقیفہ میں بعد وفات جناب رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ و
آلہ و اصحابہ وسلم اسلام کے اندر ایسی سخت پھوٹ واقعہ ہوئی کہ جس کا بند کرنا
اور اس مشکل کا حل کرنا بجز ہزاروں افواج اور تلواروں اور خونوں کے نہایت
مشکل تھا فقط انہیں شیخین دو شخصوں نے بغیر کسی ہتھیار اور خون کے دو منٹ
کے اندر اس عالمگیر پھوٹ کو بند کر دیا۔ اور کھڑے کھڑے تمام مشکلات کو
حل اور بے انتظامی کو انتظام میں جما لیا۔ اور یہ ایسا سخت ناگہانی عالمگیر
واقعہ تھا کہ اگر جناب ابی بکر صدیق و حضرت امیر عمر موجود نہ ہوتے۔ تو بخدا
کوئی اپنے رعب داب سے بہ آسانی بند مطلق نہ کر سکتا اگرچہ وہ کتنا ہی بڑا
اور بہادر کیوں نہ ہوتا ؛

ایسا ہی بہت سے پیچ دنیا کے متعلق بے انتظامی کی حالت میں عین بعد
انتظام ان سے وقوع میں آ چکے جس انتظام نہاد برتاؤ کا دیکھنا اور دینا و متحقق
فیصلہ کے ہر طریقے کا معلوم کرنا جناب امیر کے لئے ضروریات سے تھا کہ
آپ نے قبل ازیں کبھی عرب کی پیچیدہ قضا خیز کی ہوئی تھی اور نہ کوئی
قومی پھوٹ کا مشکل مسئلہ اور دشوار تر معاملہ دیکھا ہوا تھا اور نہ اسکے تحلیل و
طے کرنیکا برتاؤ اور نہ کبھی کوئی قومی سرکشی اور اسکے فرو کرنیکا انتظام۔ کیونکہ سب لوگ

نبوت کے سایہ میں ایسے باتوں سے فارغ تھے لیکن بعد میں ان قضیاتوں کا عالم کی روش پر در پیش آنا خلافت کے عہد میں ضروری تھا جن کا نبھاؤ بغیر مناسب وقت سے قبل ذرا مشکل تھا اس لئے اس موقعہ پر آپ نے شیخین کی طرف رغبت دلائی اور اُن کو اپنا پیشے معاون قرار دیا کیونکہ ان لوگوں نے یہ سب کچھ اسلام سے قبل اپنے ہاتھ سے نبھایا ہوا تھا۔ تاکہ آپ انکے انتظام کے مطالعہ سے اپنے آنے والے انتظام متعلقہ خلافت کو مدد پہنچا دیں ✤

موٹی سمجھ والے کو شیعہ لوگ اس موقعہ پر دھوکا دیتے ہیں کہ اگر ایسا تھا تو حضرت امیر عمر نے ایام خلافت میں ایک صریح غلطی کے اندر اصلاح کی اعانت حضرت امیر سے کیوں لی۔ جیسا کہ لولا علی لھلک عمر کے مقولہ سے ظاہر ہے ✤

لیکن جب ہم اصل واقعہ کی طرف توجہ کرتے ہیں تو کوئی غلطی بروئے قانون شریعت در باب صادر فرمانے حکم سزا مجرمہ عورت کے حضرت جناب خلیفہ رسول خدا امیر عمر کی طرف سے اصلاً نہیں دیکھتے کہ آخر مجرمہ اسی حکم کی روئیداد پر سزایاب ہوئی جس کو امیر عمر نے بروئے شہادت گواہان کے اُس پر صادر فرمایا تھا ✤

ہاں مجرمہ کی ایک ایسی حالت تھی جو حضرت امیر عمر پر مخفی رہی اور اُسے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے گواہی دیکر حضرت امیر عمر پر ظاہر کر دیا جیسا کہ دیگر گواہوں نے اُس مجرمہ کی دوسری حالتیں ظاہر کیں تھیں۔ اور چونکہ حالت مجرمہ پر نہایت نازک تھی اس لئے حضرت امیر عمر نے اپنا مصدرہ شرعی حکم تا وضع حمل جاری کرنے سے روک رکھا اور بعد وضع حمل و مدت مناسب کے اسی حکم سے سزا دی ✤

ورنہ اُس وقت اجری سزا میں جنین ساتھ نقصان اٹھاتا اور امیر عمر سے

پائی تھی جس سے بر مے شہادت جناب امیر کے حضرت امیر عمر نے نجات پائی اور بطور شکریہ کے فرمایا۔ لولا علی لھلک عمر۔ اگر آج حضرت علی کی گواہی نہ ہوتی تو امیر عمر قیامت کو جنین کے نقصان سے سوال کے لئے جانے کے جواب میں تکلیف اٹھاتا۔ نہ یہ کہ حضرت امیر عمر نے حکومت میں غلطی کی تھی اور اس کی اصلاح آپ سے کرائی۔ اگر ایسا ہوتا بھی تاہم شیخین کے متذکرہ بالا اوصاف کا مخالف نہیں تھا کیونکہ خلفاء میں سے ہر ایک شخص بلحاظ منصب خلافت کے خلافت کے کاروبار میں رائے دینے کا مجاز تھا گو اس وقت مسند آراء خلافت نہ ہوتا کیونکہ یہ بات انتظام کلی کی مغایرت نہ تھی بلکہ شورے مسنون تھی اور انتظام اسی شخص کا تھا جو مسند آرائے خلافت تھا ؛

باقی رہا کسی واقعہ سے بے خبری سو یہ کچھ منافی خلافت نہیں اور نہ نقصان رسیدہ انتظام کیونکہ تلاش سے استشہاد پر سب کچھ ہو سکتا ہے۔ ورنہ جناب حضرت رسول کی طرف کسی واقعہ سے بے خبری کی نسبت نہ ہوتی۔ ما کنت تدری ما الکتٰب ولا الایمان۔ جب نبوت کے لئے مذموم نہیں تو خلافت کے لئے کیونکر مذموم ہوگی ؛

الغرض معاونین سے یہی خلفاء مراد ہیں جن کو آپ نے اپنا یار قرار دیکر دیا کہ نجات پائی اُسنے جو چھٹا اسا تھ پروں کے مسلسل اور سلامت رہا (یعنی تکالیف امر خلافت کے) فامّا من یلی والیا شخص جو معاونین کی عانت چھوڑا۔ ہر طرح کے فکروں سے بے فکر ہو کر خوش رہا ؛

سنو سنو۔ ھذا ما آخر یہ خلافت پانی ہے بد مزہ ولقمۃ یعنی نیم اکلھا۔ اور لقمہ ہے کہ گلا گھونٹتا ہے کھانے والے کا۔ یعنے خلافت کوئی آسودہ کام نہیں اور نہ اس کا نبھانا تو بغیر اسکے نشیب و فراز سے مطالعہ حاصل کئے کے آسان ہے۔ اس لئے ضرور ہے کہ مجھ سے پہلے کوئی شخص اسے نبھا سکے جو لیکے ہر ایک دوا الہ سے بخوبی واقف ہوتا کہ میں اسکے بعد امداد کروں

دیکھکر آئندہ اپنے وقت کی خلافت میں اس کی تکالیف سے دور رہوں ❊

تم تو کہتے ہو کہ میں خلیفہ بلا فصل ہوں ولیکن ومجتنی الثمر لغیر وقت اینا عہا کالزارع بغیر ارضہ۔ وقت پختگی سے قبل توڑنے والا پھل کا شخص اس مضائع (کاملہ ۔ ہلاک) کی مانند ہے جس کی ملکیت میں کھیتی کی زمین نہیں یعنے اس صورت میں پھل کا نقصان کرنے والا ہے اور مدعی بے دلیل ہے سو ایسا ہی بعد حضرت رسول خدا کے۔ خلافت بلا فصل کی زمین کا مالک میں نہیں اور بصورت دعوے کے یا قبول کر لینے کے گویا وقت سے قبل کچے پھل کا توڑنا ہے جس میں سراسر نقصان کے سوا کوئی فائدہ نہیں۔ اور چونکہ ابھی میری خلافت کا وقت نہیں آیا اس لئے آپ صاحبان ابھی ٹھہر جائیں ❊

تنبیہ۔ یہ مطالب شیعہ عبارت نکال ہی ہے ورنہ سنی مذہب اپنی طرف ایسی باتوں کے نکالنے کا اپنے مذہبی منصب کے لحاظ پر مطلق مجاز نہیں کیونکہ خلفاء رسول کی طبیعت ہر وقت انکے نزدیک فائدہ رسان ہے خواہ جناب امیر مرتبہ اول پر خلیفہ ہوتے یا مرتبہ چہارم پر ہوتے ❊

فان اقل یقولون حرص علے الملک وان اسکت یقولوا جزع من الموت

پس اگر خلافت بلا فصل کو قبول کر لوں تو کہتے حرص کرتا ہے ملک کا (کہ وقت سے قبل دعوے غرض ہے نہ طلب حق) اور چپ رہوں تو کہتے ہیں ڈر گیا ہے موت سے هیهات بعد اللتیا والتی۔ افسوس لوگوں کی دوزبانی سے کیا نہیں جانتے واللہ لابن ابی طالب کہ بیٹا ابی طالب کا قسم ہے خدا بزرگ کی انس بالموت بہت دوست رکھتا ہے موت کو من الطفل بثدی امہ نسبت دودھ پیتی شیر خوار بچہ کی طرف پستان والدہ کے ❊

پس نہیں چھوڑا میں نے خلافت بلا فصل کو باعث کسی خوف اور ڈر کے

بل اللہ عجب علی مکتوب علیہ کہ اس خلافت بلافصل سے میرا حق تھا اور
حضرت ابوبکر بیعت کو راضی ہو جانا ساتھ حکم قرآن مجید کے ہے جو کہ مرتکب
ہوا دستگاہ غرور اور قوت کے رو برو مجبور سے لے سکتا ۔

اب انصاف کیجئے کہ جب شیعہ مذہب میں کھلے طور پر یہ باتیں ثابت ہیں کہ
جناب امیر علیہ السلام نے باوجود لوگوں کی اعانت و کوشش کے خلافت بلافصل
سے انکار فرمایا۔ لوگوں کو مستحقین کی خلافت پر بیعت کی تحریص دلائی۔ مقابلہ پر
ضد سے روکا۔ اور خلافت بلافصل کا کام مشکل بتلایا۔ خود آرام چاہا۔ تو اس صورت
میں لوگ مجبور تھے انکار کسی کا کیا مقدور کہ زبردستی آپ کو خلیفہ بلافصل بنا لیتے
اگر ایسا کرتے تو یہیں لوگ مدعی شہادت کی مثالیں بنا بنا کر کہتے کہ
آخر لاچار بادل ناخواستہ و تنگ و اتباع ہوا۔ فرما تعقدا سینہ تم کو جس شخص نے خلیفہ
بلافصل مرتبہ اول بنانا چاہا جن کو آپ نے اپنا مددگار فرمایا۔ جن کی طرف لوگوں کی
بوقت سرپاسنے کے دھمکی سے توجہ دلائی یعنی جناب حضرت ابوبکر صدیق
علیہ السلام ۔

اب جو کچھ اس کا ادعا اور جا بجا انکا ماتم ہو تو شیعہ مذہب کے
سر پر ہے آپ کو فقط مرتبہ اول کی خلافت سے دور رکھا بلکہ بے شہادتی
کی تہمت سے متہم ٹھہرایا۔ ورنہ سنی مذہب سے تو آپ کو خلیفہ مرتبہ اول مان ہی لیا
جبکہ حضرت صدیق نے آپ سے فرمایا اگر آپ کو منظور ہو تو میں خلافت سے
دست بردار ہو جاؤں۔ اور حضرت عباس نے فرمایا ہم آپ سے خلافت مرتبہ
اول پر بیعت کریں ۔

لیکن خدا رحمت کرے آپ کے انصاف پر کہ اپنے مستحقین سے حق نہ چھینا
اور بہ مسلک خدا و رسول حضرت صدیق اکبر کے ہاتھ پر بیعت کر لی جس سے
جناب امیر کی لیاقت مدبرانہ منتظمانہ اور صفت بے طمعی و شجاعت انصاف

سب کچھ بحسب عقیدۂ سنی مذہب میں ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے تقاید امر خدا و رسول بلا خوف و اکراہ کے مستحقین خلافت پا اپنے اپنے رتبہ میں حق خلافت کو مسلم بنائے یا نہ یہ کہ آپ سے جبر اغضب کی گئی۔ جیساکہ شیعوں کو برخلاف اس کلام جناب امیر کے وہم ہے +

پس متمسکین جناب مولائے مرتضے کو ایمان مان لینا پڑیگا کہ حضرت ابی بکر صدیق خلیفہ بلا فصل بمرتبہ اول ہیں اور جناب امیر خلیفہ برحق بمرتبہ نمبر چہارم جیساکہ سنی مذہب کا اعتقاد بسند جناب امیر کے اس کلام اور آنے والی مسلمات شیعہ کے مضبوط ہے اگر شیعہ مخالفین جناب امیر علیہ السلام کے اقرار اور ارشاد کو نہ مانیں تو خیر آپ کی مرضی +

اس کلام پر شارحین مثل ابن حدید۔ بہجتہ الحدایق۔ فتح اللہ شیرازی وغیرہ نے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔ اصل بات کو چند در چند وجوہات بیہودہ میں لاکر پردہ میں ڈالا ہے اور حق کو چھپانا چاہا ہے۔ اور خالی از مطلب زٹل در زٹل ہانکی ہے تاہم کچھ نہیں بن سکا۔ املا غلط۔ انشا غلط۔ تحریر غلط تقریر غلط مطلب غلط سب کچھ غلط۔ مزید براں زمرۂ مصنفین سے خارج ہوئے۔ اور جو بات کہی سو ایسی کہی کہ اسکو اصل متن سے کچھ بھی مناسبت نہیں میں کہتا ہوں جناب امیر کا خلافت مرتبہ اول سے انکار نہ اسلئے تھا کہ آپ امر خلافت کا اہتمام نہیں کر سکتے تھے۔ یا نفس خلافت کوئی بری چیز تھی کہ اس سے کنارہ کشی لازم اور ہٹنا سب ضرور تھا۔ یا کوئی تقیہ کا پیچ تھا جیساکہ شیعہ کا اعتقاد ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ورنہ مرتبہ چہارم پر بھی ہرگز نہ آتے اور نہ لوگوں سے بیعت طلب فرماتے بلکہ یہ انکار مسلمہ مذہب شیعہ اسلئے تھا کہ آپ کا حق عند اللہ خلافت مرتبہ اول پر نہیں تھا۔ نہیں تو مرتبہ چہارم کی طرح کبھی انکار نہ فرماتے۔ ہاں مرتبہ چہارم پر حق تھا جیساکہ خدا تعالے نے

حضرت خضر علیہ السلام کی معرفت آپ کو کہلا بھیجا۔ اور آپ نے مرتبہ چہارم
پر اپنے حق خلافت کو سنبھال لیا بینا انا نمشی مع النبی فی بعض طرق المدینۃ
اذ لقینا شیخ طویل کث اللحیۃ ما بین المنکبین فسلم علی النبی و رحب ثم التفت
الی فقال السلام علیک یا رابع الخلفاء و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ الیس
ذلک ہو یا رسول اللہ قال بلی ثم مضی۔ میں جناب رسول خدا کے ساتھ
مدینہ طیبہ کے راہوں میں پھر رہا تھا کہ اچانک ایک بزرگ بہذا لصفات آیا۔
حضرت پر سلام کیا۔ پھر میری طرف لوٹا۔ اور کہا تجھ پر سلام ہو اے (علی) چوتھے
خلیفے۔ اور رحمت و برکت۔ پھر اس نے کہا یا حضرت کیا (علی) خلیفہ چہارم
نہیں آپ نے فرمایا بجا۔ پھر وہ چلا گیا۔ (عیون الاخبار شیعہ۔ حدیث مروی
حضرت امیر +

شیعو جب تمہارے ہی مذہب شیعہ میں خلافت مرتبہ اول سے جناب امیر کا
انکار اور خلافت مرتبہ چہارم کا اقرار اظہر من الشمس ہے تو اس پر طعن کرنا اور
سنیوں کے ملزم ٹھہرانے کی کوشش کرنا حقیقتاً شیعہ مذہب کی رسوائی ہے بہتر ہے
کہ تم اپنے شیعہ مذہب کی بات سنیوں کی طرح مان لیویں ورنہ شیعہ مذہب کی
اور پردہ دری کچھ اور ہی طرح کا شوخ رنگ نکلیگا +

مجھے اس کلام پر نظر ڈالنے سے سخت افسوس آتا ہے کہ شیعہ مذہب نے
ہمہ وقعہ پر فقط خلافت بلا فصل حضرت امیر سے انکار نہیں کیا بلکہ جناب امیر
کی لیاقت اور نیز خلافت پر بھی ایک صورت تقیہ میں خارجیانہ حرف مارا
ہے۔ جس کی تشریح سے ڈر ہے کہ کہیں شیعوں کی طرح بے ادبی کی شامت سے
تقیہ کے کفر میں شامل بھی نہ رگڑا جاوے شیعہ جانیں اور انکا مذہب +
لیکن اتنا کہنے سے نہیں رہ سکتا کہ ثم مضی کے بعد جو عبارت بڑھا دی ہے
جس کا مقصود عندالشیعہ کفران کا ہے ساتھ خلافت کا حضرت شیخین و امیر

عثمان کے سو وہ عبارت اپنی واضع کے لئے حمق اور کذب کی علامت ہے کہ نہ تو
موافق حدیث جناب امیر کے عبارت بنا سکا ہے اور نہ اس دعوے باطل پر
سند لا سکا ہے ۔ حالانکہ کتاب الکشف الیقین وطرائف شیعہ سے تحت آیت
وعد اللہ الذین آمنوا الخ کے تین خلافتوں حضرت آدم وحضرت داؤد
وحضرت امیر علے نبینا وعلیہم السلام کی کا منصوص ہونا عند الشیعہ ثابت ہے
نہ چہار خلافتوں کا ۔ تو اس واضع نے کیونکر برخلاف اپنے مذہب شیعہ کی خلافت
کی تعداد چہارم تک پہنچا کر اس چوتھی کو منصوص بنا لیا اتنا سمجھ میں نہ آیا
کہ آیت سے حضرت رسول خدا کے بعد ایک سے زیادہ خلافتوں کا ثبوت
مذکور ہے ۔ پھر کیونکر اپنے قطار والے خلافتوں میں بعد حضرت رسول خدا کے
چھوڑ کر انبیاء سابقین حضرت آدم وداؤد وہارون کی خلافتوں سے ملکر جناب
امیر کی خلافت چہارم برخلاف شیعہ مذہب کے چوتھی منصوص ہو جائیگی اور
کیا باقی خلافتیں منصوص من بعد حضرت رسول خدا آیت نہ جو کما کے
لفظ کے نیچے خلافت ہائے انبیاء ماضیہ کیطرح بہ تعداد خود منصوص ہیں کیا غیر
منصوص رہینگی ۔ واہ سمجھ کا پرتو ۔ لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف
الذین من قبلھم (حضرت رسول اللہ کے بعد) انکو زمین پر بناؤنگا جیسا کہ
پہلے ان سے امم ماضیہ سے خلفاء ہوئے ؛

عند الشیعہ یہ لوگ آدم ۔ داود ۔ ہارون ۔ پہلے خلفا منصوص ہوئے (دیکھو
عیون الاخبار الرضا) تو کمال از جن سے الخ کی مناسبت اور مماثلت
لازم رکھتی ہے کہ بعد جناب رسول خدا کے بھی تین خلفاء منصوص عند الشیعہ
ہوں نہ چار تاکہ من قبل (انبیائے کرام کے خلفاء سابقہ) کے ساتھ بموجب
اصول شیعہ مذہب کے مناسبت تعدادی اور منصوص پوری ہو ۔ ورنہ
چوتھی خلافت کے منصوص ماننے پر عند الشیعہ مناسبت تعدادی و منصوصی

پوری ہو گی۔ اسلئے جناب امیر علیہ السلام کی خلافت منصوص عند السنی فرقہ شیعہ مذہب کے اصول پر منصوص ثابت نہ ہوتی اور آپ عند الشیعہ خلیفہ چہارم ہیں جیسا کہ اوپر والی حدیث شیعہ سے ثابت ہے +

اگر مناسبت تعدادی پورا کرنے کے لئے مقابلہ پر منصوص امم ماضیہ تعداد مسلمہ شیعہ کے خلفاء دوازدہ ہی سے تین لئے جاویں تاہم عند الشیعہ بجز جناب امیر و حضرت حسنین شریفین علیہم السلام کے باقی آٹھ ائمہ اطہار بھی بدستور مذکور عند الشیعہ غیر منصوص ٹھہرتے ہیں +

بہر حال شیعہ مذہب کو جناب امیر کی کلام کی صداقت ثابت کرنے کے لئے اہل سنت کے مذہب کا اقتدا کرنا پڑیگا کہ ان تینوں کے ساتھ چوتھے حضرت یوشع بعد حضرت موسے علے نبینا و علیہم السلام کے خلیفہ منصوص ہیں۔ یعنے امم ماضیہ کے خلافتیں چار منصوص کے مقابلہ پر بعد جناب حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے ان سے ہر مناسبت میں پورا ہونے کے لحاظ پر یہاں بھی چار خلافتیں منصوص فہذا الایات ہیں +

جناب حضرت رسول خدا کے قبل جبکہ تعداد خلفاء منصوص جمع ہے: واحد تو مناسبت کما استخلف الذین کے ساتھ لیستخلفنہم کے لازم رکھتی کہ آپ کے بعد بھی منصوص خلفاء جمع ہوں نہ ایک فقط حضرت امیر تو اس صورت میں جناب امیر کا خلیفہ چہارم ہونا بہ نسبت حضرت آدم داؤد ہارون کے ہوا جو آپ کی خلافت کو عند الشیعہ نص سے بھی خارج کرتا ہے بلکہ بہ نسبت حضرت ابی بکر صدیق و امیر عمر فاروق و جناب عثمان غنی کے ہوا جو ہونا آپ کی خلافت کو عند السنی نص میں داخل رکھتا ہے جیسا کہ سنی مانتے ہیں کہ اس ترتیب سنی مذہب میں آپ کی خلافت منصوص من اللہ ثابت ہوتی ہے اور ترتیب شیعہ مذہب میں بلحاظ درجہ چہارم بہ نسبت آدم

ودا او دہارون خلفاء منصوصین من اللہ عند شیعہ کے بلحاظ مطابقت جمع
طرفین یعنے قبل اور بعد میں آپ کے مندرجہ آیت ہذا بہ تسلیم مذہب شیعہ کے
غیر منصوص من اللہ کیونکہ عند الشیعہ فقط انہیں سہ اشخاص کی خلافتیں قبل
حضرت رسول خدا کے منصوص ہیں نہ کسی اور چوتھی کی۔ اور بعد میں آپ کے
فقط ایک حضرت امیر کی جن قبل بعد طرفین کی خلافتوں کے مقابلہ میں
مطابقت جمع تعداد خلفاء کی جو آیت کی مضمون اور عبارت سے لازمی تھی
پوری نہیں آتی ۔ یعنے اس طریقہ یا اعتقاد شیعہ سے جو صاحب عیون اخبار
رضا نے حدیث بالا کے ساتھ ایزاد کیا ہے خلافت جناب امیر کی منصوص
نہیں ثابت ہوتی +

پس اے شیعو اگر خلافت جناب امیر کی منصوصیت پر ایمان لانا ہے تو
حضرات شیخین جناب امیر عثمان پر ایمان لادیں ان کی خلافتیں منصوص
ہیں ورنہ تم اپنے ہی اصول مذہب شیعہ پر بصورت بے ایمانی کے حضرت امیر
کی کلام کی صداقت اور خلافت کی منصوصیت سے منکر ہوتے +

پس جناب امیر کا خلیفہ بمرتبہ چہارم ہونا بغیر کسی وقت کے تھا بحکم خدا و رسول
و برضا و رغبت و تسلیم حضرت امیر مسلم عند مذہب الشیعہ اور ایسا ہی سنی
مذہب آپ کو مثل حضرت خاتم النبوت الانبیاء کرام خاتم الخلافت الخلفاء
عظام خلیفہ حق بقول جناب امیر بمرتبہ چہارم منصوص مانتا ہے +

شیعوں کو جناب امیر سے در پردہ تقیہ کی آڑ میں کچھ اندرونی ایسی کاوش
اور عداوت ہے کہ جہاں کہیں کوئی عمدہ فضیلت جناب امیر کی نظر آئی پس اس کے
مٹانے کے درپے ہوئے اور ایسے ڈھنگ سے کہ ظاہر میں پاسداری ہوا اور
اصل میں جڑ تک کاٹ دیا +

اس موقع پر دیکھیے مرتبہ چہارم کی خلافت سے انکار کیوں اور [illegible]

خلافت بلافصل جناب امیر میں اعتراض کیوں ۔ فقط یہ ظاہر کی لیپا پوتی
اس لئے ہے کہ جس طرح ہو جناب امیر کے شان کی شایان صفت جلیلہ جس کا آپ کے
لئے ہونا ضروریات سے ہے یعنے جناب رسول خدا کی طرح خاتم النبوت
کی صفت ہیں جناب امیر کے لئے خاتم الخلافت کی صفت کی مماثلت
رسول خدا پوری نہ ہو۔ تعجب حالانکہ لحمک لحمی و جسمک جسمی کا منصب
اتنا ضرور کہتا ہے کہ جس طرح حضرت جناب رسول خدا تمام انبیاء پر خاتم الانبیاء
کا منصب رکھتے ہیں ضرور ہے کہ جناب امیر بھی اس اعلےٰ درجہ کی صفت حمیدہ
سے اپنے ممثل کی طرح خلفاء کرام کے بعد خاتم الخلفاء کے منصب پر ممتاز
ہوں لیکن شیعہ نہیں ہونے دیتے +

للہ الحمد کہ یہ حسن عقیدہ فقط سنی مذہب کو نصیب ہے کہ آپ کو بمرتبہ چہارم
خاتم الخلفاء خلیفہ مانتا ہے اور شیعہ لوگ باوجود اقرار اپنے مذہب کے تقاضائے
عداوت تقیہ۔ جناب امیر کی اس جلیل القدر عہدہ کی خلافت سے منکر
ہیں۔ خدا تعالے ان کو ہدایت کرے۔ اور مانیں کہ آپ خلیفہ چہارم ہیں +

ص ۔ اور جو ایا نے اصلیت ہوا جس وقت یہ راز کھلا کہ حضرت ابوبکر کی خلافت
صرف امت کے اجماع یعنے پنچایت سے ہوئی +

ج ۔ یہ پنچایت یعنے شوریٰ امر خدا و رسول پر ہوئی نہ کسی اپنے رائے پر کہ
بطریق سنی مذہب حضرت رسول خدا نے فرما دیا تھا ۔ لاینبغی لقوم فیھم
ابی بکر ان یؤمھم غیرہ ۔ ابوبکر کی موجودگی میں بجز اُسکے دوسرے کو امام
ٹھہرانا مسلمانوں کے لئے روا نہیں +

جیسا کہ خود جناب رسول خدا بھی بعض امور مقدرہ معلومہ پر شوریٰ (پنچایت)
(اجماع) لیا کرتے تھے ۔ دیکھو وشاورھم فی الامر الی آیت +

ایسا ہی شیعہ مذہب میں جناب امیر کی خلافت محض پنچایت سے

نہ کسی نفس کے ساتھ جس میں امر خدا و رسول ہوتا۔ واللہ ما کانت لی فی الخلافۃ
رغبۃ ولا فی الولایۃ اربۃ ولکنکم دعوتمونی الیہا وحملتمونی علیہا
نہج البلاغۃ ص۱۶۶ کلام نمبر ۱۸۷ باب المختار من الخطب والکلام

مجھے مطلق خلافت کی رغبت نہ تھی۔ اور نہ امیر ہونے کی خواہش لیکن
آپ (اے حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ تعالے عنہما) صاحبوں نے مجھے خلافت
کی طرف بلایا اور خلیفہ بنایا۔

اب خلافت نصی جناب امیر کی شیعہ مذہب سے اٹھ گئی اور ثابت ہو گیا
کہ آپ کو بمذہب شیعہ خلیفہ پنچایت یعنے کمیٹی نے مقرر کیا تھا نہ خدا و رسول
نے۔ ورنہ بصورت خدا رسول کی طرف سے منصوص ہونے کے خلافت
منصوص سے بے رغبتی کیوں فرمائی۔ اور انکار جلی کیوں کیا۔

خدا سنیوں کا بھلا کرے جنہوں نے اس وقت بمرتبہ چہارم باوجود صاف
انکار کے آپ کو خلیفہ مان ہی لیا۔ ورنہ شیعوں نے تو اس وقت بھی مرتبہ چہارم
پر آپ کو خلافت سے نکالنے کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ اور اتنا تو
کر ہی دکھلایا کہ آپ کی خلافت کو نص سے باہر کر دیا دیکھو فقرہ عبارت ہذا
ولکنکم سے اخیر تک۔ کہ تم لوگوں نے مجھے خلافت پر بٹھلایا اور خلیفہ بنایا
نہ خدا و رسول نے ورنہ عبارت یوں ہوتی سلی الخلافۃ من اللہ امرٌ
وحمل فی عیبہ رسول صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم

ص۳۴ اور شیعوں کی تمام اقوال کی تائید اپنی مذہب کی کتب سے پائی۔ گمان
قوی ہوا کہ شاید مذہب شیعہ برحق ہے۔

ج۔ خواب میں تائید ہو تو ہو۔ ورنہ آنکھیں کھول کر انصاف کی نظر سے دیکھئے
پر معاملہ تائید کا برعکس ہے کہ سنیوں کی اقوال کی تائید۔ گو انہیں کچھ ضرورت
نہیں لیکن شیعہ مذہب کی کتب سے ہو رہی ہے۔ پھر سنی مذہب برحق ہے

نہ شیعہ مذہب +

ص۳ اب بالکل یقین ہوگیا کہ مذہب اہل سنت کسی طرح مذہب حق نہیں ہے +

ج۔ حق مذہب وہ ہے جس کو جناب امیر سے تعلق ہے یعنے اہل سنت والجماعت مذہب حق ہے کیونکہ آپ کا مذہب ہے انا واللہ اہل السنت والجماعۃ حضرت امیر نے فرمایا خدا کی قسم میں سنی ہوں (ص۵ رسالہ رد تبرا مطبوعہ بریلی یوسفی از جانب شیعہ منقول از رسالہ تقیہ مصنفہ محمد قلی خان) اور مذہب شیعہ یقیناً کہ جناب امیر نے کبھی ایسے اہتمام سے نہیں فرمایا کہ انا واللہ شیعۃ خدا کی قسم میں شیعہ ہوں۔ مذہب حق نہیں۔ دیکھئے جناب امیر علیہ السلام سے فرقہ شیعہ کو اتصد تبرا ہے کہ اب آپکے مذہب کو بھی مذہب ناحق کہنے لگے +

ص۴ بلکہ مذہب اثنا عشریہ برحق ہے +

ج مذہب شیعہ بروئے تحقیق ہرگز برحق نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ابتداء سے اس کی بناء کفر اور انبیاء کرام سے عداوت اور ائمہ ہدا سے مخالفت پر ہے اور ائمہ ہدیٰ ہمیشہ اس کی تقلید سے دور رہے کہ انکا مذہب بہ تقلید جناب مولائے مرتضے علیہم السلام سنی تھا۔ نہ شیعہ +

بلکہ شیعہ لوگوں کو سنی بننے کے لئے تاکید بلیغ فرماتے رہے۔ واستنوا بسنۃ خطبہ ۱۱۰ ان تاخذ بسنۃ کلام ۵۵ ص۸۳ والزموا سواد الاعظم فان یداللہ علی الجماعۃ کلام ۵۶ ص۸۵ فالزموا السنن القائمۃ خطبہ ۱۶۱ ص۸۶ نہج البلاغۃ +

مطلب ان سب حدیثوں کا یہ ہے کہ سنی بنو کہ خدا کی رحمت کا ہاتھ اہل سنت جماعت پہ ہے اور کہیں نہیں فرمایا کہ تم شیعہ بنو یا شیعہ مذہب سے تمسک پکڑو بس مذہب حق وہ ہے جو ائمہ اطہار کا مذہب ہے اور جس پر چلنے اور اس سے تمسک پکڑنے اور اس مذہب میں ہو رہنے کا لوگوں کو فرماتے ہیں اور جس پر خدا کی رحمت بتلاتے

ہیں یعنے مذہب سنی۔ نہ غیر اسکا یعنے مذہب شیعہ کے آپنے کہیں اسکی [illegible]
اور اس میں پیر ہونے کی اجازت نہیں فرمائی اور نہ شیعہ مذہب پر خدا کی رحمت
بتلائی ہے*

عکے بعد وفات حضرت نوح علیہ السلام کے چند بالا دست لے بغوائے شیطان رہ مستقیم سنی مذہب
حضرت نوح سے رفض کیا یعنے منہ توڑا اور خلفاء حضرت نوح کی تصاویر بنا کر دیکھنا مرادہ
غلو کار ثواب سمجھا۔ ہرچند علماء حق نے سمجھایا۔ چونکہ غالی تھے مطلق باز نہ
آئے نہ ان تصویروں کے بلکہ انکی پرستش کو عبادت حق سمجھے فزادھم اللہ
مرضی۔ آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ انکو خدا سمجھنے لگے۔ چنانچہ اس امت کے
شیعوں میں بھی یہ اثر اب تک باقی ہے کہ بعض شیعہ جناب مولائے علی علیہ السلام
کو خدا سمجھتے ہیں۔ ملا مہر علی تبریزی شیعہ کہتا ہے*

هاعلی بشر کیف بشر ربه فیه تجلی وظهر

تنبیہ۔ افسوس ہے کہ اس مرض نے زمانہ کے نام صوفیوں یا نام کے
جاہل صوفیوں میں بہ رشک اہل تشیع اثر کر دیا ہے کہ جسے لوگ بھی اپنے صادقین
مرشدوں کو ایسی ہی بیجا کلموں سے یاد کرتے ہیں کہ اُن کو خدائی تک
پہنچا دیتے ہیں یا خدا غیر محدود کو ان میں محلول مانتے ہیں حالانکہ یہ رفض کا
کام ہے*

اس میں نہ فقط وے خود بدنام ہیں بلکہ انکی اس ناجائز حرکت نے اس
طریقہ نیک سلیقہ صوفیہ عالیہ کو ساتھ متہم کر دیا ہے اور عموماً لوگ اسکو انکی
اس حرکت کی برکت سے نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں*

ان کے شوقیہ اشعار کبھی خدائے محیط کو عرش سے لا کر بندرا بن کے
گدن کا چرواہا بتلاتے ہیں کبھی کسی اولیا کرام میں بٹھاتے ہیں دہلی کا سیر
کراتے ہیں۔ پھر کبھی سندھ پر پہنچاتے ہیں۔ اور آخر گیتا او بھگت

پر اُن مذہب شیعوں کا پیرو تھے ہیں ٭

چنانچہ جیسا اُن شیعوں سے یہ غلو اچھا طور دور ہوا اور یہ لوگ اس نے کہ کفر
الٰہی ہی بالصاحبہ ہوں جیسا کہ اُن کا طریقہ عقیدہ تصوف ہے ٭

الغرض یہ بیماری اُن رافضیوں کی اس حد تک بڑھ گئی کہ کچھ زمانہ کے
بعد ساری دنیا بت پرستی سے بھر گئی اور ایشیا کو چک کے ملک شام میں
انکا ایک بھاری بتخانہ قائم ہو گیا اور اُس قوم کا نام شیعہ نوح قائم ہو گیا
جیسے کہ موجودین اپنے آپ کو شیعہ علی کے نام سے مشہور کرتے ہیں ٭

اب ان کی ہدایت کے واسطے خدا نے منجملہ دیگر مذاہب والوں کے
خاص اسی فرقہ سے حضرت ابراہیم علے نبینا وعلیہم السلام کو پیدا کیا جیسا کہ
حضرت ابراہیم آذر کافر کے گھر پیدا ہوئے ٭

حضرت ابراہیم کے لئے آذر سے پیدا ہونے میں کسی صورت کا نقص نہیں
تھا ایسا ہی شیعہ مذہب والوں کے درمیان پیدا ہونے سے بھی حضرت
ابراہیم کے لئے کوئی نقصان کی بات نہیں ہے کیونکہ حضرت ابراہیم شیعہ
مذہب نہیں تھے بلکہ انکی ہدایت کے واسطے انکے درمیان پیدا ہوئے تھے
جیسا کہ تنہا آذر کافر سے پیدا ہوئے وان من شیعتہ لابراہیم اور تھا ابراہیم
نوح کی قوم شیعہ میں سے ٭

شیعوں نے اس آیت کے سمجھنے میں زیادہ توجہ نہیں فرمائی اور اس قوم
پر انہوں نے شیعہ کو کچھ بہت عمدہ چیز سمجھ لیا۔ بعضوں نے ہ کا ضمیر راجع
بجناب رسول خدا کیا۔ لیکن خیال لگا کر دیکھنے میں ایسا نہیں بلکہ شیعہ
اس موقع پر بجائے عمدہ چیز کے برا مذہب ثابت ہوتا ہے ورنہ اُن کو اس مذہب
سے نکالنے کے لئے حضرت ابراہیم کیوں مبعوث ہوتے ٭

حضرت ابراہیم نے بہت کوشش فرمائی۔ اکثر شیعوں کو راہ حق کی طرف لائے

لیکن بعد میں حضرت موسے علیہ السلام کے ساتھ باوجود اُن سے تابعہ ہونیکے انہوں نے نہایت برا سلوک کیا اور تناصر ابن شیعہ نے جس کی حمایت میں آپ نے اُسکے دشمن کو مار ڈالا تھا یہ حرکت کی کہ جاسوس کو دوسرے دن روبرو نے حضرت موسے علیہ السلام کے صاف بتلادیا کہ قاتل فلانے کا حضرت موسے ہے جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ کل شہر آپ کا دشمن ہوگیا اور آپکو وہاں سے نکلکر مدین کی راہ لینی پڑی ۞

جناب رسول خدا کے عہد میں بعض بعض شیعہ لوگ ایمان تو لے آئے لیکن تقیہ یعنے نفاق میں رہے کہ وقتاً فوقتاً نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہے لیکن خدا نے جناب کو شیعوں کے شر سے محفوظ رکھا اور آخر حضرت رسول خدا نے مطلع ہوکر انکو اپنے دربار فیض بار سے نکالدیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

یہ لوگ شیعت کے پیغمبر مسیلمہ کذاب کے ساتھ جاملے اور خدا نے سنیوں کو اُنکے ساتھ تعلق رکھنے سے منع فرمایا اور تاکید کی کہ تم اپنے مذہب سنی پر قائم رہو ۔ نماز پڑھو با جماعت اور شیعت نہ ہو وأقيموا الصلوٰة ولا تكونوا من المشركين من الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعا ۔ چنانچہ اب تک یہ تاثیر شیعوں میں موجود ہے کہ خدا کی جماعت کے ساتھ نماز کم پڑھتے ہیں اور چھوٹ ڈالکر الگ خاک پرستی پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور سچ مچ بجودگی جماعت کے اُسے چھوڑکر شیطان کے پیرو ہو رہتے ہیں ۔ فان الشاذ من الناس للشيطان کلام نمبر ۱۲۵ ۔ شرح نہج البلاغہ ۞

عہد خلافت میں حضرت ابوبکر کی خلافت بلافصل سے ناراض اور زکوٰۃ سے منکر ہو کر باقی شیعہ منافق بھی مسیلمہ کذاب سے جاملے ۔ اور انکے امام عبداللہ بن سبا نے جو یہودی تھا اول اول جناب شیخین کی نسبت کفر کا اتہام لگایا ۔ اپنے شیعوں کی معرفت لوگوں کے دلوں میں وسواس کا

پہنچ ہوا۔ تبرا کیا۔ جناب امیر کی وصی ہونے کا مسئلہ نکالا اور آپ کی امامت کا اعتقاد پھیلایا۔ چنانچہ سب سے پہلے شیعوں کی کتاب منہج المقال میں مذکور ہے

ان عبد اللہ بن سبا کان یہودیا فاسلم ووالی علیا وکان یقول وہو علی یہودیتہ فی یوشع بن نون وصی موسی بالغلو۔ فقال فی اسلامہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم فی علی مثل ذلک وکان اول من شہر بالقول بفرضیۃ امامۃ علی واظہر البراءۃ من اعدائہ وکافرہم فمن ہنا التشیع والرفض ماخوذ من الیہودیۃ

شیعوں کا عقیدہ درباب امامت وصیت جناب امیر و تبرا وغیرہ باقرار مذہب شیعہ غلو سے پیدا ہوا ہے اور خود مذہب شیعہ خود یہودیت سے پیدا ہوا مستقیم ہے یعنی یہودیت اور شیعیت ایک ہی چیز ہے ✤

یہی اثر تھا کہ آخر اس مخلص شیعہ نے جو عبد اللہ سبا کے ساتھ جناب امیر کی خدمت بابرکت میں بھیجا تھا باوجود یکہ خواص غلامان علی کے سرگروہ ہوں کے یہودیوں خارجیوں کے کہنے پر آتش شقی پر ذات تکبر اعظم شیعہ ابن ملجم ملعون نے عین نماز کی حالت میں آپ کو شہید کیا اور تمام محبت کے غلو کو دل سے یک لخت بھولا دیا ✤

جناب امام المسلمین وسید المومنین جناب امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جو کچھ شیعوں نے کیا ظاہر ہے۔ آپ کو اہل بیت کے سایہ اور رسول اللہ کے گھر میں بیٹھنے والے خدا کے عزیز کو فریب آمیز خطوط بدیں صورت لکھ کر مدینہ سے نکالا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سید نا سلیمان بن صرد و مسیب بن نجبہ رفاعہ بن شداد بجلی۔ حبیب بن مظاہر و دیگر جمیع شیعان و مومنین و مسلمین اہل کوفہ کی جانب سے بخدمت امام حسین علیہ السلام ابن امیر المومنین علی۔ صف

جلاء العیون جلد دوم چھاپہ جعفری لکھنؤ واقعہ مجالس جدید ۔

جب آپ بطلب ان کوفی شیعوں کے میدان کربلا کے موقع پر پہنچے تو تمام
بے وفا شیعے آپ سے برگشتہ ہو کر بجائے معاون کے قاتل امام ہو گئے۔
چنانچہ جناب کے ارشاد میدان کربلا خطاب شیعیان بے وفا سے معلوم
ہوتا ہے کہ آپ کے قاتل وہی مخلص کوفی والے شیعہ تھے جنہوں نے
جناب کو بذریعہ احسان بھیجنے خطوط کے کہ منتظر ہیں بلایا تھا ۔
اے بے وفایان جفا کار غدار تم پر وائے ہے تم نے ہنگام اضطرار
اپنی مدد کو مجھے بلایا۔ صفحہ ۲۲۷ جلد دوم جلاء العیون ۔
اس ہنگام میں شیعوں کا ان خوارج کے ساتھ موافقت کرنا جنہوں نے
جناب کو سخت بے رحمی اور بڑی بے دردی کے ساتھ اپنے گھر بیٹھے سے
باہر کیا تھا اغلباً اس وجہ سے تھا کہ امام کیوں بوقت ضرورت تقیہ نہیں
کرتے۔ چونکہ امام سنی تھے اور ان پر تقیہ حرام تھا اس لئے آپ نے نہ کیا لیکن
شیعوں نے بھی ترک فرض تقیہ کا اتہام امام پر لگا کر کربلا کے میدان سنسان
میں اکیلا چھوڑ دیا اور خود شیعہ خارجیوں سے جا ملے۔ فالتفت الساق
بالساق۔ باقی ائمہ اطہار کے ساتھ بھی تقیہ کی بدنیتی کے اثر جس طرح
ہو سکا شیعوں نے بدسلوکی کا کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ جہاں تک ہو سکا
اذیت پر اذیت پہنچائی۔ اور ان پر جھوٹ کی تہمت لگائی انما الشیعۃ
کانوا یکذبون علی الائمۃ وھم قد ۳ فروع منہ کلینی) دراصل غرض
یہ کہ کوئی انکو اہل حق نہ سمجھے اور انکی اطاعت نہ کرے اور ہمارے جعلی
مذہب تشیع کا پرزہ چلتا رہے۔ آخر ائمہ اطہار نے تنگ آکر اکابرین
شیعہ کے حق میں مثل ہشام۔ طاق اور دوسرا ہشام۔ میثمی وغیرہ
مجتہدان شیعہ کے حق میں بد دعا کر دی اور ساتھ یہ بھی جتلا دیا کہ یہ لوگ ہمیں جھوٹ کا

سنی ان کا اعتبار نہ کرے۔ یروی عنا الاکاذیب
البیت۔ قاتلہم اللہ اخزیہم اللہ ولعنہما
ان شیعوں کو خراب کرے اور مارے ۔ ۔ ۔ ۔ جب ثابت

اس مذہب شیعہ کی ابتداء سے انتہا تک یہ ہے کہ نہ انبیاء سے ہے اور نہ
ائمہ نجباء سے بلکہ ہدایت اور سنت راشدہ کے علانیہ برخلاف ہے تو کیونکر
مانا جاسکے کہ ائمہ اثنا عشر اس مذہب شیعہ میں تھے اور یہ مذہب انکے نام سے
اثنا عشری کہلاتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ائمہ اثنا عشر مع دیگر ائمہ اطہار اہلبیت
کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس مذہب شیعہ سے کوسوں دور اور
دل سے متنفر تھے اور ہمیشہ اپنے دربار اقدس سے شیعوں کو دھتکارتے رہے
اس لعنت کے زمانہ میں یہ مذہب شیعہ شیطان بنام عبد اللہ بن سبا یہودی
شیعہ کہلاتا ہے جو کسی صورت میں برحق نہیں ہو سکتا۔

اے طالبان حق جب آپ لوگوں پر شیعہ مذہب کی کیفیت بخوبی کھل گئی
اور اسکے مذہب باطل ہونے میں کسی صورت کا شک نہ رہا۔ تو لازم ہے کہ آپ
شیعہ مذہب سے تبرا کریں اور سنی مذہب کی جو خدا رسول کی پاک سنت سے
سنی مذہب کہلاتا ہے پیروی کریں کہ سنی مذہب متمسک بہ ثقلین ہے اور
اسی میں فلاح دارین ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حسب الامر جناب مولائے حیدر علیہ السلام
واجب ہے کہ طالب نجات کل تمام بدعات سے نجات پانے کے لئے فقط سنی
مذہب سنت نبی اختیار کریں واقتدوا بہدی نبیکم فانہ افضل الہدی
واستنوا بسنتہ فانہا اہدی السنن (صفحہ خطبہ ۵۵ نہج البلاغہ)
پیروی کرو اپنے نبی کی ہدایت کی کہ بڑی ہدایت ہے اور سنی ہو سنت
سنت نبی اپنے کہ بڑی ہدایت والی سنت ہے۔ ورنہ سنی مذہب سے
منہ پھیرنے والا اپنی نجات کے لئے نقصان پہنچانے والا ہے۔

بڑی مصیبت ہے شیعوں کے واسطے چہ باوجود اس قدر تاکید مزید جناب رسول مقبول
کے وہ باوصف اقرار پابندی مذہب سنی کے جو سراسر محبت اہل بیت کرام سے مجسم ہے
بجائے اسکے جسکی محبت آل نبوی میں مسلم ہے۔ من مات علی حب آل
محمد مات علی السنة والجماعة (حدیث نبوی بجامع اخبار شیعہ) کہ جو
فوت ہوا محبت آل رسول پر وہ فوت ہوا سنی ہوکر۔ پھر بھی اس مذہب سنی
اہل سنت کرام کے کو دشمنی کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور بدی سے یاد کرتے ہیں
بلکہ مذہب ناحق شمار کرتے ہیں ❊

حالانکہ رسول خدا نے ان حرفوں میں صاف جتلا دیا ہے کہ محب اہل بیت
کرام کا سنی ہے نہ غیر اُس کا۔ اور وہ سنی ہوکر مرتا ہے کیونکہ محبت علامت
ایمان ہے اور شیعہ کی محبت میں زبانی جمع خرچ کے سوائے ایمان کی
خوشبو تک نہیں۔ اور سچی محبت کے لئے ایمان کے مذہب پر ہونا ضروری
ہے اسلئے وہ سنی ہوکر مرتا ہے کیونکہ حضرت رسول خدا نے اس سنی کو مذہب دار
فی الواقع وہ اصل صاحب ایمان فرمایا ہے پس سنی مذہب مذہب برحق ہے
اہل بیت کرام کا اور شیعہ مذہب مذہب ناحق ہے عبد اللہ بن سبا یہودی کا

اب طالبان نجات کو سوچ سمجھ کر چلنا چاہئے اور ایسے مذہب کو اختیار
کو اختیار کرنا چاہئے کہ جس کا خاتمہ ایمان پر ہے یعنی سنی کا۔ نہ اندھا دھند
ایسے مذہب کو اختیار کرنا جو سراسر تقیہ کے نفاق سے بھرپور ہے
[illegible] میاں جعفر زٹلی کا یہ مقولہ صحیح ہے کہ السنی متمسک بہ
ناحق [illegible] ❊

ج۔ زٹلی کے مقولہ کو کیوں نہ صحیح سمجھیں جبکہ جعفر زٹلی تمہارا امام ہے اور تم
اسکے شیعہ ہو۔ ہم تو ایسے زٹلی اماموں اور انکے شیعوں کو الٹے ہاتھوں
سے سلام کرتے ہیں ❊

تم اپنے امام جعفر زکی کے مقولہ کو صحیح مانو اور ہم اپنے امام ہمام عالیمقام حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرمودہ کو سچا مانیں انما الشیعۃ کانوا یکذبون الخ کہ شیعہ جھوٹے ہیں +

پھر شیعوں کی تکذیب پر خدا کی کلام کو گواہ لاتے ہیں ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا کہ جو جدا ہوئے دین اپنے سے اور بنگئے شیعہ + لست منھم فی شئے نہیں تو ان میں انکی کسی چیز پر یعنے وے شیعہ تجھ سے ایمان نہیں رکھتے جبکہ تیری بات مشتمل بر صداقت خلفاء راشدین کو سچا نہیں جانتے اور تو ان میں شیعوں سے بیزار ہے کہ وے تجھ کو کچھ نہیں سمجھتے +

انما امرھم الی اللہ شیعوں پر عذاب وغیرہ کا حکم خدا کے پاس ہے ثم ینبئھم بما کانوا یفعلون پس عذاب دیگا شیعوں کو اس کام پر جسکو انہوں نے کیا۔ مثل تکذیب کلام نبوت و اتہام کذب بائمہ ہدیٰ و سب جناب خلفا راشدین اور اس ہتک کا بدل جو عاشورا کے ایام میں شیعہ لوگ نقل اور سوانگ کربلا کی صورت میں اہل بیت پاک کے ساتھ کرتے ہیں +

سچ ہے

ہر بے ادبی کہ رفت با آل نبی ۔ یزید یک سال کرد شیعاں ہمہ سال

کوئی احمق کا مقولہ صحیح سمجھے تو سمجھتا رہے۔ لیکن ہم خدا اور امام صادق کی کلام سچی۔ پھر شیعوں کو تنبیہ کرتے ہیں کہ جلد تر اس باطل مذہب سے توبہ کریں ورنہ عنقریب اپنے سب کا پھل کھائینگے +

ص ۵۔ مقدمہ۔ بموجب عقائد اہل سنت کے مسلمان وہ شخص ہے جو وحدانیت خدا اور نبوت انبیاء اور کتب ربانی و ملائکہ و مبداء و معاد کا قائل ہو اور چونکہ شیعہ ان باتوں کے قائل ہیں اس لئے بعقیدہ اہل سنت انکے

ایمان میں کچھ فرق نہیں +

ج خدا کی وحدانیت کا شیطان بھی قائل ہے پھر وہ کیا مومن ہے اور خوارج بھی نبوت کتب ملائکہ وغیرہ کو مانتے ہیں تو کیا وے مومن ہوئے ایسا ہی شیعہ لوگ صرف ان باتوں کی زبانی مان لینے سے مومن نہیں کیونکہ سنی مذہب میں ایمان کیلئے وحدانیت نبوت کتب کے ساتھ اُن کی کلام کی صداقت کا تسلیم کرنا بھی شرط ہے جو شیعوں میں نہیں کہ جن کو حضرت رسول خدا نے اخی۔ رفیق خلیل۔ عزت اسلام فرمایا ہے شیعہ ان کو کافر منافق تقیہ باز مانتے ہیں پھر کیونکر ثابت ہوا کہ شیعہ لوگ بعقیدہ اہل سنت والجماعت کے مومن ہیں جبکہ شیعوں میں ایمان کی بو تک نہیں +

البتہ منافقوں کا سا ایمان شیعوں میں بے شک ہے ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الاخر کہ کہتے تھے ہم خدا اور قیامت کے ساتھ ایمان لائے۔ لیکن یہ ایمان شیعوں کا قابل پذیرائی نہیں وما ھم بمؤمنین کہ وے فی الحقیقت مومن نہیں۔ کہ مخالفوں کے سامنے صرف زبان سے ٹال مٹول کرتے ہیں واذا خلوا الی شیطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزءون۔ ورنہ فی الاصل جب اپنے معرکہ شیعوں میں جاتے ہیں تو علانیہ کہتے ہیں کہ ہم نے تقیہ کیا تھا۔ جب اسطرح کا ماجرا ہے تو کیونکر شیعہ مومن ہیں نہیں ہرگز نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ +

ص۲۶ اور بموجب عقیدہ کے شیعہ متمسک بااہلبیت ہونا اور امامت کو داخل رکن ایمان تصور کرنا علاوہ امورات متذکرہ بالا کے اصل الاصول ایمان ہے ۔ ۔ ۔ ۔ +

ج تمسک بااہلبیت کرام کی تو وجہ ہے کہ سنی مذہب حضرت خلفاء راشدین علیہم السلام کی امامت کو حق مانتا ہے کہ جناب حضرت امیر علیہ السلام نے ان کی امامت کو حق کی امامت فرمایا اور اُنکے ساتھ بیعت کی اور خود خلافت بلافصل سے

انکار فرمایا اور خلفا کو اپنا معاون بتایا لیکن شیعہ اس معاملہ میں جناب مولائے علی علیہ السلام
سے تمسک نہیں رکھتے کہ ان کو غاصب بتلاتے ہیں +

پھر سنی مذہب جملہ اہل بیت کو امام مانتا ہے برخلاف شیعہ مذہب کے
کہ یہ بجز دوازدہ کرام کے اور کسی اہلبیت علیہم السلام کو امام نہیں مانتا بلکہ کسی کو
مرتد اور کسی کو کاذب جانتا ہے . . . .

تو اس صورت میں شیعہ مذہب نے نہ جناب اہل بیت سے تمسک پکڑا اور نہ اُنکی
کل امامت کے ساتھ ایمان لایا یعنے بعقیدہ خود بھی شیعہ مومن نہیں . . . .

ص۱۲ ش نہ اُنکے (سنیوں کے) سلف نے اس حکم کی تعمیل کی اور نا خلف نا انصاف
اُسکے پیرو ہیں +

ج سنی سلف سعید اور خلف رشید سب کے سب متمسک با اہل بیت کرام اور اُنکے
پیرو ہیں اور خلفاء راشدین کو آئمہ ہدیٰ کے اسیواسطے مانتے ہیں کہ اہل بیت کرام نے
اُن کو اپنا پیش رو بنایا۔ تو اس تسلیم میں بھی سنیوں کا اہل بیت کرام کے اتباع سے تمسک ہے
صحاح اہل سنت میں جناب امیر کی مرویات پانچسو چھیاسی ۵۸۶ ہیں جس میں
اہل سنت کے تمسک کا بجناب امیر علیہ السلام خاصہ ثبوت ہے۔ ہاں اب شیعوں
کو لازم ہے کہ ثبوت تمسک بجناب رسول خدا کے لئے اپنے صحاح اربعہ سے ایکصد
یا اس سے کم دو صد تک یا کچھ اور بھی کم تک ایسی احادیث نکال دیویں جو حضرت
رسول خدا سے مروی ہوں۔ یعنے احادیث مرفوعہ۔ ورنہ شیعہ لوگ متمسک اور
پیرو بحضرت رسول خدا علیہ السلام ہرگز ہرگز نہ ہوسکتے +

جناب امامین ہمامین شریفین حضرت حسنین علیہما السلام و دیگر اہل بیت
کرام علیہم السلام کے مرویات بھی اہل سنت کی کتب صحاح میں بکثرت موجود
ہیں خصوصاً علم تزکیہ ارواح میں جو بہ نسبت سائر علوم دینی کے اعلیٰ ہے اوس میں
اہل بیت ہی سے تمسک رکھتے ہیں۔ تو پھر کیونکر سنی متمسک با اہل بیت نہ ہوئے

تمہارا کہنا غلط ہے بلکہ تحقیق کے رُو سے صاف ثابت ہوا کہ متمسک بہ اہل بیت رسول سنی ہی مذہب ہے نہ شیعہ +

نہ فقط اپنے اجتہاد کے روے سے بلکہ شیعہ مذہب کے اجتہاد کے روے سے بھی سنی مذہب کا متمسک باہل بیت ہونا ثابت ہے کہ بارشاد جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے موچھیں کٹواتا ہے عن ابی عبد اللہ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم لا یطولن احدکم شاربہ فان الشیطان تیخذہ مخبأ یستتر بہ فروع کلینی باب اللحیۃ والشارب ص من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول باب اخذ الشارب وتقلیم الاظفار +

فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ لمبی رکھے کوئی تم میں سے موچھیں اپنی کیونکہ شیطان اُن میں جگہ پکڑتا ہے اور چھپ رہتا ہے +

حق علی کل مسلم فی کل جمعۃ اخذ شاربہ واظفارہ ومس شئی من الطیب فروع کلینی باب الطیب یعنی ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ہر جمعہ کو موچھیں کٹوائے ناخن اتروائے اور خوشبو لگائے +

تحقیق کے روے سے ثابت ہے کہ یزید ملعون منجملہ دیگر ارتکاب منہیات کے داڑھی منڈواتا تھا اور موچھیں نہیں کٹواتا تھا۔ اور یہی بدعات تھیں جنہوں نے درمیان امام عالیمقام علیہ السلام کے اور اُس پلید ملعون کے دشمنی و عداوت کو گاڑ دیا +

پھر تعجب ہے کہ شیعہ کس دلیری پر ائمہ اطہار کے ایسے جلی اور ظاہر حکموں کی مخالفت کی جرات کرتے ہیں اور مقابلہ پر ایسے مردود شخص سے اقتدا اور پیروی کا تمسک پکڑتے ہیں جس کو خدا نے دنیا اور آخرت میں پکے درجہ کا ملعون بنایا۔ دیکھئے قیامت کو یزید شیعوں کی کس طرح شفاعت کرتا ہے یہاں تک

شیعوں نے یزید کو اپنا پیشوا اور امام بنا ہی لیا ہے کہ یزید کی پیروی میں مونچھیں نہیں کٹواتے"
اس پر تماشا یہ کہ سنیوں کو جناب ائمہ اطہار کا مخالف بتا دیں اور خود شیعہ متمسکین
یزید پلید اپنے آپ کو پیرو ٹھہرا دیں۔ واہ ◆

اب معاملہ میں روشن ہو گیا کہ مونچھیں کٹوانے والے پاک مذہب ہیں یعنے
سنی اور نہ کٹوانے والے تابع پلید۔ جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے کہ
قال الحسین بن العلاء للصادق علیہ السلام ما ثواب من اخذ شاربہ
وقلم اظافیرہ فی کل جمعۃ قال لا یزال مطہراً الی الجمعۃ الاخریٰ
صـ۳۸ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول باب اخذ الشارب ◆

امام صاحب سے دریافت کیا گیا کہ کیا ثواب ہے مونچھیں کٹوانے والے اور ناخن
اتروانے والے یعنے سنی کو۔ تو آپ نے فرمایا وہ دوسرے جمعہ تک پاک رہتا ہے
(پس ہر وہ شخص جو عمر بھر کے ہر ایک جمعہ میں کٹواتا ہو وہ ساری عمر کے لئے پاک
ہے) اے سنی صاحبو آپ کو یہ پاکیزگی مبارک ہو کہ بجز آپ کے شیعہ نہیں کٹواتے ◆

اس موقع پر علمائے کرام کا اختلاف انسان کو تحیر میں ڈال دیتا ہے کہ کس حد تک
کٹوائے آیا کل کو یا جز حصہ شارب کو۔ . . . . ۔ سنتو ہم حنفیوں کا مسئلہ
بعض کے نزدیک تو اوپر سے کل کو کٹوائے لیکن مجھے تحقیق کے رو سے یوں ثابت
ہوتا ہے کہ بیچ میں سے لیکر دونوں طرف ناک کے دونوں نتھنوں کے برابر بیچ
کے بال کٹوائے کہ ایکے محاذ کا حصہ کچھ ہلکا سے نیچے کی طرف ڈھلا ہوا ہوتا ہے جسکو
شارب کہتے ہیں اور یہ ڈھلکاؤ پینے کے وقت پانی میں ڈوب جاتا ہے اسلئے ان کے
کٹوانے کا حکم ہے ◆

آیت وامسحوا برؤسکم میں کل سر کا مسح ثابت ہے۔ اور سر کی حد روئیدگی
بالوں تک کی ہے لیکن ہمارے مذہب حنفی میں بہ تائید حدیث مسح ناصیہ سر کا
چہارم حصہ فرضیت مسح میں داخل ہے۔

سے علےٰ ہذا احادیث سنی قص الشوارب میں لفظ شارب ہے جس کی حد طرفین پر ناک کے بن سے لیکر نیچے والے ہونٹوں کے ملاپ والے زاویہ تک بتلائی جاتی ہے ایسا ہی ہے۔ لیکن بہ تقلید اجتہاد بالا۔ بتائید فعل جناب امیر عمر علیہ السلام ادھر ادھر سے السب یعنے شاہ تبر رکھواکر درمیانی حصہ جس کا ذکر اوپر آیا ہوں کٹوانا چاہیئے سو مقص شوارب کی حد یہی معلوم ہوتی ہے جو ناک کے رخ (ناس) کی حد کی عاذ کے اندر اندر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ؛

میں نے یہ حد اس سند کے ساتھ نکالی ہے۔ فلا باس بترک سبالیہ وھما طرفا الشارب۔ فعل ذالک عمر وغیرہ لان ذالک لا یستر الفم وغیرہ الخ (صلا احیاء العلوم جلد اول چھاپہ نولکشور لوع ثانی من الطائف) سو اگر کسی ہم مذہب مقلد کی سمجھ اسکے برخلاف علم رکھتی ہو تو اسکو سمجھنا چاہیئے ؛

الغرض دونوں امر ثابت ہیں کہ تعمیل امر کٹوانے کی دونوں صورتوں میں ہے لیکن خوبصورت طریقہ خصوصاً غازیوں کے لئے یہی دوسرا مورد ہے۔ نہ مطلق نہ کٹوانا جیسا کہ بجز غازیوں کے عام لوگوں کا بھی رواج ہو رہا ہے

ف دوم وضو میں پاؤں دھونا ہے۔ عن عبداللہ ابن منبہ عن الحسین ابن علوان عن عمر ابن خالد عن زید بن علی عن آبائہ عن علی علیہ السلام قال جلست اتوضا فاقبل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وآلہ حین ابتدأت فی الوضوع فقال لی تمضمض واستنشق واستنشق ثم غسلت وجھی ثلاثا فقال قد یجزیک من ذالک المرتان فقال فغسلت ذراعی ومسحت براسی مرتین فقال یجزیک من ذالک المراۃ وغسلت قدمی فقال یا علی خلل بین الاصابع لا تخلل بالنار۔ صلاا باب وجوب المسح علے الرجلین از استبصار مطبع حیدری

واقع نخاس جدید لکھنو +

جناب امیر فرماتے ہیں کہ میں وضوء کر رہا تھا پس رسول خدا میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے علی ناک میں پانی ڈال ۔ غرغرہ کر ۔ پھر میں نے منہ دھوا تین دفعہ تو آپ نے فرمایا دو دفعہ کافی ہے ۔ پھر میں نے بازو دھوئے دو دفعہ اور سر کا مسح کیا تو آپ نے فرمایا ایک دفعہ کافی ہے پھر میں نے پاؤں دھوئے تو آپ نے فرمایا اے علی خلال کر درمیان انگلیوں کے تاکہ نہ خلال کرے آگ دوزخ کی ساتھ +

اس ترتیب سے یہ وہم بھی دور ہوگیا تھا جو شیعہ پہلے پاؤں دھوتے ہیں پھر وضو کر کے پیچھے مسح کر لیتے ہیں ۔ کیونکہ آپ نے ایسا نہیں کیا بلکہ تمام وضو کے بعد پاؤں کو دھویا اور مسح مطلق نہ فرمایا ۔ بلکہ بصورت نہ یاد رہنے کسی عمل کے وضوء میں اور قبل اس کی تکمیل کے پاؤں دھو بیٹھے تو بجائے یاد آنے کے اس بھولے ہوئے عمل کی تکمیل کے بعد پاؤں کا پھر دھونا لازم ہے ۔ جس ترتیب وضو کی جو سنی کرتے ہیں اور دھونا پاؤں کا تصریحاً ثابت ہیں ۔ ان نسیت مسح راسک حتی اغسل رجلیک فامسح الرسک ثم رجلیک باب وجوب الترتیب استبصار ۔ اگر مسح سر کا بھول گیا اور دھو لیا پاؤں پس مسح کر سر کا اور سر دھو پاؤں کو +

بعض شخصوں کو آیت وضوء سے مسح رجلین کا وہم ہے ۔ لیکن یہ خیال ان کا سست ہے اور سند ضعیف ہے کہ ارجل کا عطف رؤس پر ہے اور رؤس ۔ وامسحوا کے نیچے ہے ۔ اور معطوف معطوف علیہ کی حالت یکساں ہوتی ہے اس لئے ارجل کی حالت رؤس کے موافق ہو کر ممسوح ٹھہری نہ مغسول +

جواب رؤس کے سین کی زیر ہے اور ارجل کے لام کی زبر اور ارجل کے

آگے الی الکعبین تک کی تعدی شرط ہے اور رءس غیر متعدی الی الحد ہے
پس ارجل اور رءس کے درمیان یک حالتی کی نسبت جو معطوف معطوف
الیہ کے لئے لازمی ہے ثابت نہ ہوئی۔ اس لئے ارجل کا عطف رءس
پر نہیں +

بلکہ ارجل کا عطف ایدی پر ہے کہ دونوں میں آخری حروف لام۔ ی
پر زبر ہے اور نیز ایدی کے تجاوز مرافق تک مثل ارجل کے تجاوز
کعبین تک کی مناسبتوں نے ثابت کر دیا ہے کہ ایدی اور ارجل کے
درمیان یکحالتی کی مناسبت ہے جو معطوف معطوف علیہ کے لئے ہونی
ضروری ہے +

پس ارجل کا عطف ایدی پر ہے اور فاغسلوا کے نیچے ایدی کی طرح
ارجل مغسول ہے نہ وامسحوا کے نیچے رءس غیر مناسب با وصاف عطف
کی طرح ممسوح +

الغرض۔ آیت اور حدیث سنی و شیعہ سے کھلے طور پر ثابت ہے کہ
پاؤں کا دھونا وضو میں فرض ہے۔ جس کا عملدرآمد علانیہ سنی کرتے ہیں اور
غسل رجلین کو صحیح جانتے ہیں۔ خواہ کوئی کم علم یا جاہل کیوں نہ بکتا رہے
کہ یہ خبر سنیوں کے موافق تقیہ کی اوٹ میں ہے۔ فہذا خبر موافق
للعامة و قد ورد مورد التقیة +

کمبخت عقل کے اندھے کو اتنا نہ سوجھا کہ اکیلے حضرت رسول خدا کے سامنے
کس خوف پر تقیہ کی کیا ضرورت۔ شاید جناب امیر بزعم شیعہ حضرت
رسول خدا کو بھی مخالف جانتے ہوں اور یقین نہ رکھتے ہوں۔ اور یہ اندیشہ
کیا ہو کہ کہیں خلفاء کو جا کر بتا نہ دیویں کہ حضرت امیر نے وضو میں پاؤں
پر مسح کیا ہے۔ پھر کوئی شامت نہ آ جائے۔ لو آج غسل ہی سہی۔ عمل حق

چھوڑا تو چھوڑا ہی سہی ✤

افسوس شیعوں کی اس حالت پر افسوس کہ ائمہ اطہار خصوصاً حیدر کرار علیہم السلام پر بھی اتہام وغیرہ قبائح لگانے سے نہیں رکتے۔ پھر نہ معلوم کس ایمان سے کہتے ہیں کہ ہم ائمہ اطہار کے پیرو اور انکے محب۔ اگر یہی پیروی اور محبت ہے تو پھر نہ معلوم مخالفت اور دشمنی کیا بلا ہے خداوند ایا ان کو ہدایت نصیب کر کہ اہل بیت کی دشمنی سے شیعہ باز آویں اور ائمہ بدلے پر تقیہ یعنے منافقت کی تہمت نہ لگاویں کہ یہ کرام اس عیب سے پاک ہیں ✤

سیوم ماہ رمضان شریف میں بیس رکعت تراویح پڑھنا ہے۔ عن هارون ابن المسلم عن مصدق ابن صدقه عن ابی عبد الله علیه السلام قال مما كان يصنع في شهر رمضان كمان يتنفل في كل ليلة ويزيد على صلوته التي يصليها قبل ذلك منذ اول ليلة الى تمام عشرين ليلة في كل ليلة عشرين ركعة۔ ص ۲۳۲ باب الزيادة في شهر رمضان من النوافل از استبصار ✤

ثابت امام صاحب نے ذکر فرمایا اس نماز نوافل سے جو رمضان میں پڑھا کرتے تھے معمولی نماز نوافل سے کہ پڑھتے تھے بیس رات تک ہر رات میں بیس رکعت نوافل (تراویح) کی ✤

یعنے بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے جو سنی مذہب پڑھا کرتا ہے اور اس فرق سے ہمیں کچھ غرض نہیں کہ بیس رات پڑھا کرتے تھے۔ شاید کاتب کی غلطی ہو کہ ثلثین (تیس) کی جگہ عشرین لکھدیا یا محض عداوت اہل سنت سے تغیر کے فرض ادا کرنے کے لحاظ پر ثلثین کی جگہ عشرین لکھدیا تا کہ تطابق ثابت ہونا نہ پائے۔ ہمارا منشا فقط ثبوت نفس تراویح سے ہے کہ حضرت امام صاحب تراویح پڑھا کرتے تھے۔ جیسا کہ ان کی تقلید سے سنی

کہتے ہیں۔ نہ تارک التراویح جس تراویح عبادت حسنہ کے شیعہ منکر ہیں ۔

اداء میں فرق اوقات کا اور تعین ایام سے حکم یہ ثابت نہیں کرتا کہ اس
چیز کا نفس شے نہ دارد ہے جیسے اداء کے اوقات یا تعداد ایام میں فریقین
کا اختلاف ہے۔ کیونکہ مسئلہ میں جس طرح کا اختلاف ہو۔ وجود ذات
شے کے لئے نفی کی دلیل نہیں اور اس اختلاف سے کوئی فریق بھی خالی نہیں ۔

جس طرح شیعہ مذہب کو اہل سنت جماعت سے اداء وقت اور تعداد
ایام میں اختلاف ہے علی ہذا اہل سنت کے فریقین مقلد و غیر مقلد
کے درمیان تعداد رکعات کا اختلاف ہے کہ ہم مقلدین بیس رکعت کے
معتقد ہیں اور برادران غیر مقلد آٹھ رکعت کے لیکن تحقیق سے یوں
ثابت ہوتا ہے کہ بیس رکعت کو فوق ہے ۔

تراویح کو خصوصیت ہے ماہ رمضان سے لیکن حدیث جناب عائشہ صدیقہ
علیہا السلام سے (جو مندرج ہے صفحہ ۳ رسالہ تراویح ۸ رکعت مولفہ شیخ
محمد حنیف صاحب پر) یہ خصوصیت نہیں نکلتی بلکہ اس حدیث کی بنا پر کیا ماہ
رمضان کیا غیر ماہ رمضان دونوں ایام میں برابر تھی تو اس صورت میں
تراویح نہ رہی ۔

ہاں جستجو کرنے پر نماز تہجد ثابت ہوتی ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم اوتروا بخمس او بسبع او باحدی عشرۃ رکعۃ او باکثر
من ذلک اخرجہ ابن حبان وابن المنذر والحاکم بروایت ابی ہریرۃ ۔
یعنے وتر کرو پانچ پر یا سات پر نو پر گیارہ پر یا اس سے زیادہ پر تو علاوہ
وتر کے باقی تہجد ہیں جس پر اہل تحقیق کا اتفاق ہے ۔

پھر اگر یہ تہجد ماہ رمضان میں آکر تراویح بن جاتے ہیں تو بصورت رخصت
احد عشر سے زیادہ پر ہم مقلدین کی بیس رکعت تراویح منشاء ہو

صحیح ٹھہریں یا غیر صحیح تو پھر اپنے گھر سنی مذہب میں شیخ محمد حنیف صاحب کو
تفرقہ ڈالنے سے کیا سود ۞

حدیث کے لفظ ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ

علی احدی عشر رکعتہ سے کھلے طور پر ثابت ہوتا ہے کہ یہ نماز گیارہ
رکعت آپ کی طرف سے ماہ رمضان و غیر ماہ رمضان کے تمام راتوں
میں ہوا کرتی تھی۔ نہ کسی مہینے کی ایک دو رات میں فقط یا رمضان ہی خاص
اور صحیح مسلم کی حدیث متعلقہ تراویح سے آپکا ماہ رمضان کے اندر کل تین
رات میں تراویح کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے نہ چوتھی رات کا تو حدیث احدی عشر
رکعتہ کو تراویح سے اصلاً تعلق نہیں۔ بلکہ یہ وہی تہجد ہیں جن کا ثبوت
اوپر گذر چکا ۞

ہاں ہاں دوسری تیسری شب کی تراویح میں تہجد کی روایت آتی نہیں ہے
کہ اخیری وقت تک جو تراویح کے جماعت لمبی ہونے کی غرض پر تراویح کو اس وقت
تک طول دینا پڑا کہ آخر وقت تہجد کا نہ رہا۔ تو اس ایک رات میں ترک
تہجد ہے جس کا آپ کو خیال رہتا تھا تہجد کی ہمیشگی رمضان غیر رمضان سے تھا
لازم نہیں آتا کیونکہ یہ تسلسل ضرورت کے لئے کالمعدوم ہے اور اخیر
بحث کا یہی نتیجہ ہے کہ تہجد آپ کے ہمیشہ کے تھے کیا ماہ رمضان اور کیا غیر
ماہ رمضان اور نماز تراویح فقط ماہ رمضان کی تین رات میں۔ نہ کل ماہ رمضان
میں اس لئے یہ حدیث گیارہ رکعت کی جس کو رمضان غیر رمضان دونوں سے
ہمیشگی کا تعلق ہے تین رات کی تراویح سے کچھ علاقہ نہیں رکھتی ۞

جب تراویح تین راتیں ہو چکی اور چوتھی رات میں نہ پڑھی گئی تو اب
حضرت جابر کی روایت (صفحہ رسالہ تراویح آٹھ رکعت مطبوعہ ...)
رسول اللہ صلعم فی رمضان ثمان رکعات ثم اوتر یعنی نماز پڑھائی ہم کو رسول اللہ

صلعم نے رمضان میں آٹھ رکعت اور وتر۔ جو اپنی طرز عبارت سے بالحصر
تمام رمضان ثابت ہوتی ہے۔ خود بخود تہجد ٹھہری نہ تراویح۔ پھر اس کی
نقل سے جناب شیخ محمد حنیف کو ثبوت آٹھ رکعت تراویح کے لئے کیا سود؟
حدیث نمبر ۳ مسند جو رسالہ آٹھ رکعت شیخ محمد حنیف صاحب جس میں
آپ بحوالہ موطا امام مالک صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعداد رکعت گیارہ [illegible]
ہیں بروایت اصحاب سنن حضرت عبدالرحمن [illegible] کل احوال [illegible] خود
یوں مذکور ہے کہ لوگ متفرق متفرق پڑھ رہے تھے کہ حضرت عمر نے
اُن کو ایک قاری ابی بن کعب پر جمع کیا۔ پھر ہم دوسری رات آئے تو لوگ
جماعت سے نماز پڑھ رہے تھے (خلاصتاً) اس میں مطلق تعداد رکعت
کا ذکر نہیں تو بہرحال ان میں بھی تعداد حنفی تقلید کے اندر ٹھہر گئی جس پہ
خلفاء راشدین میں سے کسی نے خود عمل کیا یا لوگوں نے انکے سامنے عمل کیا
اور ان کرام نے لوگوں کو برضاء خود ترغیب دی۔

ہم حنفی مقلد ہوں یا غیر مقلد۔ کوئی ایسی سند پیش نہیں کر سکتا [illegible]
جناب رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز تراویح کی رکعت کی [illegible]
طور تعداد بیان ہوا اور جو کچھ ہیں تو ان سے مقلدین کی طرف سے عدم تطابق
پہ تراویح کا عذر پیش ہے اور غیر مقلدین کی طرف سے عدم [illegible] کا
حملہ ہے جس میں کوئی کسی کی بات کو سچے نہیں دیتا اور ایک [illegible]
خالف شخص کو اپنے پر شبہ آتا ہے . . . .

اس کشمکش کے دوران میں لازم ہے کہ جناب خلفاء راشدین کے بارے
منکر ہیں کہ اول تو ان کا قول اور فعل حسب الارشاد جناب حضرت رسول
خدا سنت کا منصب رکھتا ہے دوم انہوں نے اس معاملہ میں ٹھیک اور
تعداد کی تقلید کی ہے جو انہوں نے اپنے رہبر کو اس معاملہ میں کرتے دیکھا

پس اس تعداد کے تشخیص ہو جانے پر ہمیں ضرور ماننا پڑیگا کہ آپ کی
تراویح کی تعداد وہی تھی جس تعداد پر خلفاء راشدین نے تراویح کو ادا کیا
کیونکہ ان کو متابعت تام اور نسبت آپ سے تھی اور ان کی معمول بہا تعداد
صحیح ہوگی کیونکہ ان کا زمانہ خیر القرن کذب وضع کے تمام عیوب سے مبرا و پاک تھا

.... و البیہقی بسند صحیح انہم کانوا یقومون علی
علی عہد عمر عشرین رکعۃ و علی عہد عثمان و علی مثلہ +
و در کتاب معرفت عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمان
عمر بعشرین رکعۃ و الوتر +
و در موطأ مالک عن یزید ابن رومان قال کان الناس یقومون
فی رمضان فی زمان عمر بثلث و عشرین رکعۃ +
عینی شرح ہدایہ میں ہے فی المغنی عن علی انہ امر رجلا ان یصلی
بہم بعشرین رکعۃ والوتر +

ان احادیث سے لوگوں کا خلافت راشدہ کے عہد ہدایت مہد میں
خلفاء راشدین کی طرف سے تراویح کی بیس رکعت پر کھڑا کیا جانا اور امر
کیا جانا اور صحابہ کرام کا بیس رکعت تراویح پڑھنا صحیح روایات سے ثابت ہے
جو اندازہ قربت زمانہ و چشم دید عملیات رسول یگانہ کے باوجود ان کا عمل
بیس رکعت تراویح پر ایما تام ہے اقرار کراتا ہے کہ بے شک فعل رسول تعداد
تراویح میں بیس رکعت کا تھا۔ جیسا کہ ہم حنفی مقلدوں کا معمول ہے +
حدیث اول صحیح ہے دوسری کا راوی بھی سائب بن یزید ہے
جس کی روایت سے شیخ محمد حنیف صاحب اپنے رسالہ کے ص۱۲ پر حدیث
لائے ہیں اور چوتھی تو جناب مولائے علی علیہ السلام کا امر ہے کوئی شیعہ بھی
تو انکار کرے ورنہ کسی کی مجال نہیں اور تیسری کا راوی یزید رومان ہے

جس پر شیخ صاحب اپنے رسالہ تراویح ۸ رکعت کے صفحہ ۵ میں جرح کرتے ہیں سو یہ اثر منقطع ہے یزید بن رومان نے زمانہ حضرت عمر کا نہیں پایا +

جواب یزید بن رومان نے حضرت عمر کے ہم عہد ہونے کا دعوے تو نہیں کیا تاکہ وہ اس جرح کا مصداق ٹھہرے ۔ یہ تو اس عہد کی حالت کا ذکر کرتا ہے جیسا کہ اب کوئی صحیح مسلم کو دیکھ کر کہے کہ حضرت علیہ السلام تراویح پڑھا کرتے تھے تو اب اس معاملہ میں اسکا یہ کہنا بباعث نہ پانے آپ کے زمانہ کے تمہاری جرح کا مجروح نہ ٹھیریگا ۔ علیٰ ہذا یزید بن رومان کا یہ کہنا مجروح علیہ نہیں ہو سکتا ۔ بلکہ عہد نبوی و خلفا سے لیکر طبقہ خامسہ تک ثبوت ملتا ہے کہ تراویح کی رکعت بیس تھی شرکم ۔ اور اگر ضعیف بھی ہو تو یہ ضعف اس اثر کے لئے حنفی مذہب کے امام صاحب کے اخذ سند سے بعد کا ہے جو حنفی مذہب کے قوت کے لئے کسی طرح کا اثر نہیں کر سکتا کیونکہ روایت مع آثار و عمل صحابہ سے قوی کی حیثیت رکھتی ہے ....

گیارہ و تیرہ رکعت کی احادیث اگرچہ تراویح کے لئے نہیں کہ محدثین رحمہم اللہ تعالے بھی ان احادیث کو قیام اللیل میں لاتے ہیں لیکن تراویح کے لئے فرضاً مان لینے پر آخر یہی کہنا پڑیگا کہ اول رات تراویح کی تعداد رکعت ہجر تر سے گیارہ ہوئیں علیٰ ہذا دوسری رات میں تیرہ ہوئیں اور تیسری رات میں بیس رکعت تراویح تین رکعت وتر سے تئیس ہوئیں جس پر صحابہ کرام نے جن کو خدا کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرتا اجماع کیا ۔ کما ۔ اجمع الصحابۃ علے ان التراویح عشرون رکعت صحیح ابن خزیمہ و ابن حبان +

اس صورت میں حضرت امام مالک رضی اللہ تعالے عنہ کا بھی عمل گیارہ رکعت صحیح رہا اور ہمارے حنفیوں کا عمل ۲۰ رکعت کا بھی صحیح ہے لیکن یاد رہے کہ بے تقلیدی کی صورت میں یہ آٹھ رکعت قطعاً تراویح کے لئے نہیں ہو سکتیں

جب اپنے ثبوت کا یہ حال ہے تو کس فخر پر جناب شیخ محمد حنیف صاحب نے
بیس رکعت تراویح کے لئے فی حدیث دس روپیہ کا انعام رسالہ تراویح ۸ رکعت
کے حصہ کے حاشیہ پر مشتہر کرایا کہ قبل ازیں اپنا ثبوت پختہ کرنا چاہیے مقلدین
کے لئے تو عمل خلفاء کرام کا حضرت علیہ السلام کے بیس رکعت تراویح کے لئے
کافی ثبوت ہے ؛

صفحہ رسالہ ۸ رکعت تراویح ۔ صاحب مجمع البحار تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ جو روایت
کیا جائے صحابی سے قول ہو یا فعل متصل ہو یا منقطع وہ حجت نہیں ؛

جواب ۔ جب صحابی کا قول فعل حجت نہیں تو اس عدم حجت کے ثبوت کے
لئے صاحب مجمع البحار کا قول (بشرطیکہ انہوں نے اسی مطلب کے لئے کہا ہو)
کب حجت ہو سکتا ہے ؛

صاحب مجمع البحار کے لئے اگر ان کا یہی مطلب ہے جو آپ نے نکالا ہے
تو مغفرت چاہتے ہیں ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان
اور آپ شیخ صاحب غیر مقلد کے لئے نصیحت کرتے ہیں کہ اس ناجائز تقلید پر
آپ نہ اڑے رہیں ورنہ اس کی شامت سے آپ کو ایک دن احادیث
سے منہ موڑنا پڑیگا کیونکہ احادیث کی حجت کے لئے انہیں صحابیوں کا قول
فعل حجت ہے جس کو آپ فرماتے ہیں کہ حجت نہیں ؛

الغرض ہم سبھی تقلید کے پیروں کے لئے اتباع حضرت رسول خدا صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم و آلہ کا قول فعل جس کے ذریعہ ہم قرآن احادیث کی حجت
پا سکتے ہیں یا حجت قوی ہے کہ انہوں نے جو کچھ آپ کو کرتے پایا کہتے دیکھا اور
سنا آگے انہوں نے اسی کو جاری کیا اور کہا ۔ اور حضرت رسول خدا
نے ان کے ساتھ حجت دلیل تمسک پکڑنے کو فرمایا کہ علیکم بسنتی وسنۃ
خلفاء الراشدین کیونکہ حضرت رسول خدا کی صحبت پائی ہے انہوں نے اور کو

اس قابل بنا دیا تھا کہ تمام عالم میں سند لئے جاتے اور حجت شرعی سمجھے جانے کی
جگہ اور دلیل راہ ہوں ۔

تو اب ہم کیونکر رسول خدا کے مقابلہ پر صاحب مجمع البحار کے قول کو معتبر
سمجھیں اور اہل بیت کرام جنکی شان میں ہے مثل اہل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبہا
ومن تخلف عنہا غرق واصحاب عظام جنکی تحسین ہے اصحابی کالنجوم
بایہم اقتدیتم اہتدیتم کے اقوال وافعال کو حجت نہ سمجھیں۔ حالانکہ آپ کے ان
فرمودوں کا یہی مطلب ہے کہ آنے والے لوگ ان سے حجت شرعی پکڑیں
جیسا کہ ہم ان کے قول فعل سے تعین بیست رکعت تراویح کی سند پکڑتے ہیں
اگر صاحب بحار کا کچھ اور مطلب ہے اور شیخ محمد حنیف صاحب نے کچھ اور نکالا ہے
تو یہ شیخ صاحب کی سمجھ کے ذمہ رہا۔ ہم بری ہیں ۔

ص۶۔ ایضاً۔ باقی ضعیف واسطے مقابلہ روایات صحاح قابل احتجاج نہیں
ہیں ...... ۔

جواب۔ ٹھیک لیکن جب کسی امر کے لئے صحاح ہی ہوں اور مقابلہ پر فریق
ثانی کے پاس صحاح ہوں تو پھر یہ نامعقول عذر کیوں۔ جیسا کہ ۸ رکعت تراویح
کے لئے آپکے پاس کوئی ثبوت نہیں اور ہم مستدلین کے پاس بیست رکعت
کا عمدہ ثبوت ہے ۔

ص۷ رسالہ تراویح ۸ رکعت۔ گیارہ پڑھنے والوں کو طعن تشنیع سے پیش
آتے ہیں جیسا کہ آجکل مقلدوں نے وطیرہ اختیار کر رکھا ہے ۔

جواب۔ ہم لوگ نفی ہی نہیں جو اس معاملہ میں یا آمین بالجہر و رفع
یدین و قرات فاتحہ خلف الامام وغیرہ مسائل میں جن کا تذکرہ احادیث
میں آچکا ہے اور اہلحدیث نے ان پر عمل ہمیشہ کر لیا ہے طعن تشنیع کرتے
ہوں کہ اس صورت میں انہوں نے خود جناب رسول خدا و ائمہ پر طعن کیا

نعوذ باللہ من ہا ۔

مگو ہم ان کے مقابلہ پر بہت کتب تاریخ و آمین بالاخفاء و عدم رفع یدین
و عدم قرأت فاتحہ خلف امام کے سندیں رکھتے ہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں
آتا کہ مقابلہ کے دوسرے کام ہمارے امام حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ
عنہ کے نزدیک سنن ہی نہیں سنن ہیں اور فرق یہ ہے کہ مقابلہ کے ہمارے کام
ہمارے امام کے نزدیک اعلےٰ سنن ہیں جن پر ہم بہ تقلید اپنے امام کے عمل کرتے
ہیں اور دوسرے کاموں پر جو بہ نسبت خفی سنن کے دوسرے درجہ کے سنن
ہیں دیگر ائمہ و مقلدین یا غیر مقلدین کل فرقہ اہل سنت جماعت عمل کرتے
ہیں۔ تو اس صورت میں طاعن نے سنن رسول خدا پر مذہب ائمہ ہدایت طعن
تشنیع کیا۔ جو کسی وجہ سے اسلام کا کام نہیں بلکہ خوش ہونا چاہیئے کہ ہمارے
رسول علیہ السلام کے جملہ سنن عالم میں جاری ہیں ..... تعین مذاہب
خدا کی رحمت ہے۔ خدا کو منظور تھا کہ آپ کے جملہ سنن عبادات معاملات کے
متعلق جو آپ نے انسان کی بہبودی کے لئے عمدہ سے عمدہ اور احسن سے احسن
صورت میں لا کر وقتاً فوقتاً بعد وقت جاری کئے تھے اور لوگوں کو
ان پر چلایا تھا ہمیشہ کے لئے جاری ہیں اور میرے پیارے رسول علیہ السلام
کا کوئی بھی کام ذرہ تک بھی مفقود ہونا نہ پائے لیکن انسان کے لئے مشکل تھا
کہ وہ ایک عمل میں اس کی جملہ صورتوں کو جمع کر پاتے اسلئے تعین مذہب کی صورت
شکل آئی کہ ہر ایک سنت فرداً فرداً لیتے ایک عمل مثلاً نماز میں بہ تقلید قید
مذہب بلا کسی دقت کے جاری ہے کہیں آرام سے دست بستہ ہے کہیں
رفع یدین ہے اور بندش کہیں سینہ پر ہے کہ تخیلات بد سے دل محفوظ ہے کہیں
پیٹ پر ہے کہ طعم حرام سے بچاؤ کہیں زیر ناف ہے کہ زنا سے امن ہو۔
کہیں بازو کھلے بازو ہیں کہ عذاب قبر سے بدن کو نجات ہو ......

آپ کا منصب کامل فرد ہونا تقاضا رکھتا تھا کہ آپ اپنی امت کے لئے اُن جملہ وسائل متعلقہ ہائے عبادات و معاملات کو اکٹھا کریں جو عقل سلیم کے موافق ہوں اور کامل ہوں تاکہ امت کسی عمدگی اور خوبی سے محروم نہ رہے کہ تکمیل دین جس کو آپ سے خصوصیت تھی اسی کا نام ہے +

تو اس صورت میں طعن تشنیع کسی شخص کے کام پر نہ ہوئی بلکہ جناب رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم و آلہ کی مقدس سنت پر ہوئی پھر سنت پر طعن تشنیع کرنیوالا کیونکر حنفی رہ سکتا ہے بلکہ میرے نزدیک ایسا مردود ہو ڈبل بدعتی ہے ......

ہم حنفی ہرگز ہرگز کسی سنت کے عمل پر طعن تشنیع نہیں کرتے یہ آپ کا وہم ہے البتہ غیر مقلدین کی ترک تقلید پر اعتراض ضرور ہے کہ اس صورت میں غیر مقلدوں نے اس مقدس شخص کا مقابلہ کیا ہے جس کو خدا نے مقلد بہ ہونے کا منصب عطا کیا ہے بحالتیکہ ان کو یہ استحقاق نہیں پہنچتا ہے تقلیدی پر طعن کریں تو بجا ہے +

خیر یہ تو سنیوں میں آپس کے جھگڑے ہوئے محالفان مذہب کے بحث میں چھیڑنے مناسب نہیں غرض ثبوت تراویح سے ہے کہ کیا ہم مقلد اور کیا دیگر غیر مقلد دونوں شاخوں کی طرف سے سنی مذہب سنت تراویح کا کامل ثبوت رکھتا ہے اور اس مذہب کی دونو شاخیں اس معاملہ میں باجتہاد شیعہ مذہب کے جناب سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام بھی متابعت رکھتے ہیں۔ مقلد بہ ہیئت مجموعی کہ آپ نے جملہ تراویح بیس رکعت پڑھیں اور دوسرے غیر مقلد بہ ہیئت داخل ہونے آٹھ رکعت کے بیس میں بیس پڑھنے سے آٹھ ادا ہو گئیں +

اس مسئلہ یعنی بیس رکعت تراویح کے ثبوت کے لئے نہ فقط ایک ہی مذکورۃ الصدر حدیث ہے بل دوسری حدیث اس سے بھی زیادہ واضح طور پر

ثابت کرتی ہے کہ بیس رکعت آپ خاص ماہ رمضان میں اول رات سے لیکر بیس
رات تک پڑھا کرتے تھے جو خصوصیت ماہ رمضان کی ثابت کرتی ہے
کہ وہ تراویح تھیں الحسین ابن سعید قال سألته عن رمضان کم یصلی فیہ
فقال کما یصلی فی غیرہ - الا ان لرمضان علی سائر الشھور من الفضل
ما ینبغی للعبد ان یزید فی تطوعہ - فان احب وقوی علی ذلک ان
یزید فی اول لیلۃ من الشھر الی عشرین لیلۃ کل لیلۃ عشرین
رکعۃ ص۲۳۲ استبصار ۔

بلکہ اس حدیث سے یہ مسئلہ نکل آیا کہ فضیلت ماہ رمضان کو تراویح سے
اور انسان مومن تراویح کے لئے بروئے مذہب شیعہ کے مجبور ہے - یعنی
جس نے بیست رکعت تراویح نہ پڑھی تو اس نے ماہ رمضان کو فضیلت نہ دی
علاوہ بریں جو تعداد رکعت کے جن کی تفصیل شمائل کتاب المنتخب
والثنی عشر بعد العشاء والیضا بعد عشاء الآخرہ وغیرہ وغیرہ ہے اور اسکی
جمع کو بست رکعت کی جمع سے مطابقت نہیں اصل تراویح بست رکعت میں
نہیں سمجھا اور نوافل مزید ان میں جیسا کہ احدی عشر بعد ما ینام ہیں
ما بیعہ تہجد نوافل مذکور ہیں - یعنی علاوہ تراویح کے امام صاحب اور نوافل
بھی پڑھا کرتے تھے - جیسا کہ سنی لوگ مثل تہجد وغیرہ کے پڑھتے ہیں ...

چہارم سنی مذہب کسی مقدس شخص کی سب نہیں کرتا کہ جناب مولائے امیر
علیہ السلام نے ہر دو کی سب تک منع فرمایا ہے پھر کیونکر ہو کہ بحالت اتباع
جناب امیر کے اُن کے برخلاف شخصوں کی سب کرے ۔

وقد سمع قوماً یسبون اھل الشام ایام حربھم بصفین انی اکرہ
لکم ان تکونوا سبابین - ولکنکم لو وصفتم اعمالھم وذکرتم
حالھم کان اصوب لکم بالقول وابلغ فی العذر ص۱۷۷

کلام نمبر ۸۸ نہج البلاغۃ ۔

جناب امیر نے شیعوں کو صفین کی لڑائی میں شامیوں (خارجیوں) کی سب کرتے ہوئے سنا تو فرمایا میں تمہارا سب کرنا بہت برا جانتا ہوں اگر ان کے اعمال اور احوال کی نیکی بیان کرو تو تمہارے لئے بہت اچھا صواب ہے کلام میں اور عمدہ عذر ہے . . . ۔

شامی باعتقاد شیعہ خوارج ہیں بموجب بقول جناب امیر کے انکی سب ممنوع ہے تو تعجب ہے کہ شیعہ ان شخصوں کی سب کیوں ثواب جانتے ہیں جن کی تعریف خدا رسول اہل بیت کرام و آئمہ عظام نے بڑے اہتمام سے کر دی ہے اور جتلا دیا ہے کہ وہ مقدس اشخاص ہیں بارے الحمد للہ کہ سنی مذہب بہ تقلید جناب امیر کے اس شنیعہ کے سب سے محفوظ ثابت ہوا برخلاف اسکے شیعہ مذہب کے موذیان سلف ہمیشہ خلفاء جناب آئمہ اطہار علیہم السلام کو ایذا اپہنچاتے رہے ہیں کما مر شیعوں . اگر ذرا انصاف سے دل سے جناب اہل بیت کرام علیہم السلام کے پیرو ہیں بلکہ عناد کے رو سے ان کو تقیہ باز ٹھہرا کر انکے ہر ایک قسم کے اقتداء کے مخالف ہیں ۔ کہ طہارت کے تارک ۔ عبادت کے منکر ۔ تہذیب اخلاق سے عاری ۔ پھر نہ معلوم کس منہ سے دعوے ہے کہ سنی اہلبیت کے پیرو نہیں ہیں خوش الطامیر کو توال کو ڈانٹے . . . . . اور ہم شیعہ اہل بیت کرام کے پیرو ہیں . . . . . اس موقع پر امر بھی قابل فکر ہے کہ سنی مذہب میں صحابہ کرام کی بہ نسبت اہل بیت کرام کس حد تک تسلیم اور اقتداء ہے اور شیعہ مذہب کے رو سے اہلبیت کو خیابین تک اور اقتداء سے کس قدر نفرت ہے تا کہ بزرگ مذاہب کی موافقت بہ اہل بیت کرام کا صاف صاف نتیجہ نکل آسکے ۔

سنیوں کی صحاح میں اور شیعوں کی نہج البلاغہ میں اگرچہ صحابہ کے تمسک
بہ اہل بیت کرام کا خاصہ ثبوت ہے۔ لیکن اس وقت ایک تمسک کو غیر قوم کے
مورخین کی کتابوں سے نقل کرتا ہوں تاکہ کسی بھلے مانس کو کچھ تو شرم
آئے کہ ایسے ظاہر تمسک کے ثبوت پر بھی سنیوں کو بے تمسکی کا الزام لگانا
سراسر بے حیائی نہیں تو کیا ہے۔ بیت المقدس کے سفر میں جناب
مولائے حیدر سے تمسک جناب امیر عمر کا بہ تشریح ذیل یوں ثابت ہے
کہ حضرت عثمان اس بات سے کہ وہ دشمن (یا دری سوفرونیس
پیش نماز و سردار یروشلم) جو مغلوب ہو گیا تھا شرطیں کرتا ہے بہت خفا
ہوئے اور انکے (شرائط صلح کے) قبول نہ کرنے پر بہت سا کچھ کہا۔ لیکن
کہنے سے حضرت علی کے کہ مسلمانوں نے جو تکلیفیں کہ جاڑے کے سبب سے
لڑائی میں اٹھائیں اور تھکے ہوئے ہیں دیکھنے سے خلیفہ کے بھول جاوینگے
اور انہیں پھر قوت حاصل ہوگی حضرت عمر نے سوفرونیس اور ابوعبیدہ
کی مرضی کے موافق (امیر خود تشریف آور یروشلم ہوں) کیا۔
حضرت علی کو اپنی جا پر قایم کیا اور تھوڑے سے رفیقوں کے ساتھ
روانہ ہوئے اور ان میں سے بہت سے لوگ تھوڑی دیر تک انکے ساتھ
گئے۔ اور مدینہ کو الٹے پھرے۔ وہ ایک اونٹ سرخ پر سوار ہوئے
الخ خلیفہ نے اس سامان اور تیاری کے ساتھ کوچ کیا ص۲ باب از کتاب
مہر الاسلام مستشرق۔ ترجمہ منشی نور محمد صاحب۔

ابوعبیدہ نے یہاں سے خلیفہ سے استمزاج کیا کہ حکم ہو تو یروشلم کا
محاصرہ کیا جاوے۔ یہ خط اس وقت پہنچا جبکہ حضرت علی بھی حضرت عمر کے
پاس تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے بھی یہ صلاح دی کہ اس شہر کا
محاصرہ ضرور چاہئے کیونکہ ہمارے پیغمبر صلعم کی تمنا تھی باب ۱۲ کتاب واشنگٹن

اروِنگ مطبوعہ لندن ۱۸۶۶ء ✤

حضرت عمر نے حضرت علی کی صلاح کو پسند کیا اور ابو عبیدہ کو حکم بھیجا کہ یہودیہ میں فوج لے جا کر یروسلم کا محاصرہ کرو۔ ایضاً ✤

ان تحریروں سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ باوجود بہت کچھ کہنے جناب امیر عثمان کے امیر عمر نے مولائے مرتضےٰ کے منشاء اور صلاح کا تمسک کیا اور باقتدائے انکے فرمانے کے یروسلم کے محاصرہ کا فرمان بنام امیر الافواج حضرت ابو عبیدہ روانہ فرمایا اور بوقت آمد التجا برائے صلح اہل یروشلم آپ کے ہی ارشاد کا تمسک کر کے اس طرف کا سفر تن تنہا اُس بہادر جوان نے اختیار فرمایا ✤

ملاکیہ پیشین گوئی پوری ہوئی جو کئی سو برس سے پہلے خدا نے امیر عمر خلیفہ رسول کے شان میں فرما رکھی تھی۔ ملاکی ۳ باب ۱-۲- دیکھ عہد کا رسول جس سے تم خوش ہو۔ وہ اپنی ہیکل کو آویگا دیکھو وہ یقیناً آویگا رب الافواج فرماتا ہے پر اسکے آنے کے دن کون ٹھہر سکیگا اور جب وہ نمود ہوگا کون ہے جو کھڑا رہیگا کیونکہ وہ سنار کی آگ اور دھوبی کے صابون کی مانند ہے ✤

عہد یعنی جناب رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم و آلہ بن کی آمد کا خدا نے جناب حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام سے عہد کیا تھا دیکھو استثنا ۱۸ باب ۵ الغایہ ۱۸ اور ۱۹ ✤

رسول جناب امیر عمر ہیں کہ آپ کی ذات رسالت کی حیثیت رکھتی تھی بشرطیکہ جناب رسول خدا علیہ السلام پر رسالت کا خاتمہ نہ ہوتا البتہ امیر امیر عمر رسول خدا ہو کر آتے لو کان بعدی نبی لکان عمر لیکن خاتمہ نبوت جناب رسول خدا علیہ السلام کے باعث اب جیسے امیر عمر جناب رسول خدا کے رسول کہلائے ✤

عہد کا صدل یعنے امیر عمر حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا رسول
جس سے تم خوش ہو کر سوفرونیس امیر بیت المقدس نے جب صلح کو منظور
کیا تو اس شرط پر کہ خلیفہ اسلام یعنے امیر عمر خود تشریف لاویں ورنہ کسی کے
ہاتھ بیت المقدس کو سپرد نہ کرونگا۔ جس میں اس کی حضرت امیر عمر کی آمد پر طبعی
فرحت کا ثبوت ہے کہ وہ آپ کے آنے پر خوش تھا اور ہوا ✦

وہ اپنی ہیکل کو آویگا یعنے بیت المقدس کی ہیکل (مسجد) امیر عمر کی ہیکل
(مسجد) کہلاویگی چنانچہ (ان دنوں اسی جگہ پر مسلمانوں کی ایک مسجد الصخرہ جو
عمر کی کہلاتی ہے بنی ہے۔ دیکھو تفسیر اسکاٹ رومن کالم نمبر ۲ صفحہ ۱۶۴ مطبوعہ
الہ آباد سنہ ۱۸۴۶ء) وہ یقیناً آویگا۔ باوجودیکہ حضرت امیر عثمان نے بہت
کچھ روکا مگر جناب حسن اصادق البیان کی پیشین گوئی کے موافق حضرت
مولائے مرتضیٰ کے رائے پر حضرت امیر عمر بیت المقدس میں [illegible] تشریف
لائے ✦

جب وہ موجود ہوگا کون ہے جو کھڑا رہیگا یعنے اس کی ہیبت و جلال کے سامنے
کوئی شخص مقابلے پر جنگ کے لئے کھڑا نہ رہیگا بلکہ بے اختیار اس کے سامنے
مخالفوں کے ہتھیار کھل جائینگے ✦

چنانچہ اس وقت ایسا ہوا کہ آپ کے جلال کو دیکھتے ہی سوفرونیس
وغیرہ اہل یروشلم نے قلعہ کی چابیں جو چھ ماہ کی لڑائی سے نہ کھل سکتی تھیں
بے اختیار ہو کر خود بخود کھول دیں۔ ہتھیار اور چابیں آپ کے سامنے [illegible]
تابعداروں کی طرح رکھے اور سب کو [illegible] کا نقشہ دکھلایا ✦
کیونکہ خلیفہ اسلام سنا کی آگ کی مانند ہے کہ جیسے آگ خشک چیز و
وغیرہ کو جلا دیتی ہے ایسا ہی امیر عمر کی صولت ہے۔ جس سے تلوار [illegible]
بڑے بڑے سخت دلیر شجاع بہادروں کے قوی دل [illegible] سوفرونیس

نے کہا اس جگہ اپنی مسجد بناؤ یعنے جہاں پہلے حضرت سلیمان کی مسجد تھی +

پھر دصوبی کے صابون کی مانند ہے کہ بیت المقدس کو کفر شرک تثلیث اور صلیب پرستی کی میل کچیل سے صاف پاک کیا۔ چنانچہ اس دن سے لیکر آج دن تک توحید کی پاکیزگی سے مزین ہے اور رہیگی۔ انشاء اللہ تعالے +

اسے توحید کے رکن اعلے اور نبوت کے سچے خادم یا امیر عمر خلیفہ برحق رسول صلے اللہ تعلے علیہ وسلم و آلہ۔ خدا تجھکو تیری کرامت کا یہ نشان تاقیامت مبارک رکھے کہ یروشلم کی دیواریں تیری احسان کا کلمہ پڑھتی ہیں اور دیکھنے والے کو یاد دلاتی ہیں کہ مجھ اجڑے گھر کو حضرت امیر عمر نے آباد کیا اور میرے قلعے کی بلند چوٹی پر توحید اور رسالت کا سچا جھنڈا گاڑا اور میرے پیٹ کو شرک و انکار کی میل سے صاف کیا اور تیری ہی ہیبت سے میرے محکم دروازے جن تک پہنچنے کی کوئی بہادر جرات تک نہ کر سکتا تھا خودبخود کھلنے لگے اور دیواریں لرزہ کھا کر گر گئیں پھر تو تو اے اسلام کا رسالا افواج اسلامی کی تشفہ پہنے ہوئے مجھ میں چاند کی طرح نمودار ہوا۔ اور اس شان شوکت سے داخل ہوا کہ مقابلے کے لئے کوئی شخص تیرے سامنے کھڑا نہ ہو سکا۔ بلکہ مجھ کے سردار ایسے رعب میں پھنسے کہ جب تو نے نماز کا ارادہ کیا تو صوف رومانس گڑ گڑا کر عرض ہوا کہ حضرت اعلے اس جگہ پر نماز پڑھی۔ جہاں حضرت سلیمان و دیگر انبیا کرام کے سوائے آج دن تک ہم میں سے کسی بادشخص نے قدم دھرنے کی جرات نہیں کی اور نہیں دھر سکا +

اے آقا اسی مصلے پر نماز پڑھنے کے مقدسوں کے لئے مخصوص ہے اور مدت سے آپ کی انتظار کر رہا ہے چنانچہ حضرت امیر عمرؓ اسی جگہ پر نماز پڑھی کیونکہ وہاں کے مجاور صبح شام ادب سے چوما کرتے تھے۔ کیونکر آپ مقدس تھے اور حق تھا کہ آپ مقدسوں کے مصلے پر نماز پڑھیں +

حضرت امیر عثمان نے اہل بیت وسلم کو ذلیل و خوار سمجھ کر بلفتح لوا بیت وسلم کے لینے کی رائے دی جس میں خلیفہ اسلام کے وہاں جانے کی چنداں ضرورت نہ تھی اور شیخین کرنی کا پورا ہونا آپ کے خود جانے پر منحصر تھا اس لئے آپ بہ تمسک و اقتداء رائے حضرت مولائے علی مسافر بیت وسلم ہوئے +

اب مقابلہ کے لئے تمسکات شیعہ کا احوال سنئے۔ جناب مولائے علی امیر معاویہ سے عند الشیعہ ہمیشہ جنگ کرتے رہے جیسے کہ کتاب نہج البلاغۃ کے مطالعے سے ثبوت ملتا ہے۔ اور شیعہ لوگ اسی وجہ سے امیر معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ کو نہایت ہی برا مانتے ہیں لیکن جناب امام حسن علیہ السلام نے اس شخص کے ساتھ جس کے ساتھ باپ کی ہمیشہ لڑائی رہی برخلاف اپنے والد ماجد کے صلح کی نہ فقط صلح کی بلکہ بیعت کی جیسا کہ صفحہ ۱۴-۱۵ حبیب السیر جلد دوم مصنفہ غیاث الدین شیرازی اور کشف الغمہ اور جلاء العیون جلد اول صفحہ ۲۶۹ میں مسطور ہے +

انصاف کیجیے شیعہ مذہب کا تمسک و اقتدء بجناب مولائے علی علیہ السلام کہاں رہا۔ اور نہیں تمسک کے لئے ایک جنگ تو ضرور ہی ہو جاتا۔ امیر عثمان علیہ السلام پر منہ چڑھا اعتراض ہے کہ مروان علیہ ما یستحقہ کو برخلاف جناب رسول خدا و شیخین علیہم السلام کے مدینہ طیبہ میں کیوں واپس بلایا۔ اور یہاں گھر میں سانس تک نہیں نکالتے کہ برخلاف جناب امیر علیہ السلام کے کیوں صلح اور بیعت کی۔ وہاں تو ایک عذر معقول بھی تھا کہ مروان جناب امیر عثمان علیہ السلام کا نہایت قریبی رشتہ دار تھا اور مسلمان تھا اگر آپ نے اس کی تقصیر معاف کی جس کا اختیار رکھتے تھے اور بلا لیا تو کون سا قصہ ہوا۔ اور یہاں کونسا عذر چل سکتا ہے کہ طرفین کی فوجیں میدان میں لڑنے بھڑنے کو صف باندھے کھڑے ہیں اور پاس فوج بھی

کثیر رجسٹر ہے کوئی موقع تقیہ کا بھی نہیں ۔ باوجود این باپ کے دشمن سے
صلح اور بیعت کر لی اور سنت جناب امیر کی اقتدے کا کچھ خیال نہ
فرمایا ◆

شیعہ مذہب میں جناب امیر پر تقیہ باری کا بھی اہتمام ہے لیکن جناب
امام حسین علیہ السلام نے عین اس وقت جبکہ مخالف کثیر تھے پچیس ہزار
کی فوج اور جناب بہتر کی تعداد سے زیادہ نہ تھے بحالت فرضیت تقیہ کے
جناب نے تقیہ کا اقتدے نہ فرمایا جیسا کہ ترک تقیہ کا شیعہ خود مرثیہ گایا کرتے
ہیں کہ ایسی نازک وقت میں جناب امام صاحب نے والد ماجد کے تقیے سے
تمسک نہ کیا جبکہ سخت ضرورت تھی تاکہ باپ کیطرح مخالفین کے درمیان
بچے رہتے ◆

لیکن یاد رہے کہ سب کچھ جناب ائمہ اطہار کی نسبت شیعہ مذہب کہتا ہے
ورنہ ہم سنیوں کی طرف سے جناب ائمہ اطہار علیہم السلام پر کوئی اعتراض
نہیں آسکتا کہ جناب امام حسن علیہ السلام کی صلح امیر معاویہ سے ہوئے
تو اقتدے جناب امیر پر کیونکہ آپ نے بھی امیر معاویہ سے صلح کر لی تھی
اور تقیہ ہمارے مذہب میں ائمہ اطہار کے حق میں مسلم ہے فقط شیعوں
کی تہمت ہے بلکہ اس موقع پر جناب امام حسین علیہ السلام کے لئے عند السنی
جنگ کرنا فرض تھا کہ جو تا قیامت موجب حفظ شریعت ہوا ◆

اس لڑائی کی برکت سے آپ نے شریعت کو بدعت سے محفوظ رکھا
جان گئی تو کیا ہوا مردان خدا خدا ہی کے کام آتے ہیں اور یہی معنے ہیں
سنیوں کی حدیث سفینۃ النجات کے کہ آپ نے شریعت کی کشتی کو بدعت
کے گھمر گھیر سے بچا کر امن امان پار اتارا ◆

یہ آپ کی لڑائی کی برکت ہے کہ آج دن تک سنی مذہب اہلسنت کی شریعت

عمل کرنا آنحضرت [illegible] سے ثابت ہے اور صحابہ [illegible] کا عمل [illegible]

[illegible] تابعین کا دوسرا [illegible] اہل امام

[illegible] تھے ۔

اب ان مسئلوں اور فتووں کو آپ ہی ملاحظہ فرمائیے اور انصاف

داد دیجئے کہ آیا اہلبیت کرام کے پیرو ہیں اور تمسک و اقتدا کرنے والے سنی

اور انکا مذہب سنی ہے اور مخالف انکے شیعہ قرار پاتے ہیں یا کیونکر ۔

حدیث ثقلین کی صحت پر [illegible] ہیں ۔ [illegible]

صحابہ نے اہل بیت سے تمسک نہیں کیا ۔

پنجم ۔ حضرات اہل بیت کرام کی تعظیم [illegible] جناب [illegible] علیہم السلام

[illegible] ازواج مطہرات [illegible] بنات [illegible]

[illegible] دیگر [illegible] اہل بیت [illegible]

[illegible] جناب امام جعفر

صادق علیہ السلام [illegible] مسائل [illegible]

کرتے ہیں [illegible] زیادہ [illegible] ہیں ۔

علاوہ بریں ہر ایک کتاب اہل سنت میں [illegible] روایات اہل

بیت کرام سے مروی ہیں ۔ اور ہر ایک صحابہ کرام کیا خلفاء راشدین و کیا

دیگر [illegible] اہل بیت کرام کی زیادہ حرمت اور [illegible]

تعظیم بجا لاتے تھے ۔ اور سب سے زیادہ عزیز جانتے تھے دیکھو [illegible]

بخاری [illegible] فضل [illegible] التاریخ [illegible] الصواعق [illegible]

دار قطنی [illegible]

[illegible]

جناب [illegible] لوگوں کو تمسک جناب [illegible] کا حکم دیا تو [illegible]

پہنچایا اب شیعہ مذہب کا اصول سنئے جو جناب اہل بیت کے مسلک کے برخلاف
اور ان کی اطاعت کرنے کو نہ فقط ناجائز رکھتا ہے بلکہ موجب عذاب
دوزخ بتلاتا ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ یا علی من
اطاع امرأته اکبه اللہ تعالی علی وجهه فی النار ص۳۲ جلد ۲ باب
ما ... من لا یحضرہ الفقیہ

شیعہ مذہب میں ہے کہ جناب رسول خدا علیہ السلام نے حضرت امیر کو وصیت
فرمائی کہ اے علی جس نے اطاعت کی اپنی بیوی کی اوندھا ڈالے گا خدا اسے دوزخ میں
منہ کے بل کس پیشانی کے ... گا

[illegible] ... کی ... وصیت ... [illegible]
[illegible] ... جناب ... حضرت ... [illegible]
کی ... کام میں اطاعت ... [illegible] ... اطاعت
[illegible] ... جناب ... [illegible]
اطہار ... شیعہ مذہب میں ... شیعوں کی حدیث کا ... عذاب
... الصواب

اور یہ ظاہر ہے ... کہ جناب رسول خدا
علیہ السلام ... بیوی ... [illegible]
اطاعت میں شیعہ عذاب ... اور دوسری بیوی ... [illegible]
میں ... اطاعت ... حضرت امیر کو ... [illegible]
کی ... شیعہ مذہب ... اور بیوی ...

اب شیعوں کو انصاف کرکے شرمندہ ہونا چاہئے کہ کس مذہب والوں
نے ثقلین والوں سے تمسک پکڑا انہیں سے اور کس مذہب نے ثقلین والوں
کے مسلک سے خارج ہوئے اور ان کی اطاعت کو موجب عذاب ٹھہرایا

شیعوں نے۔ یا کسی اور نے .... +

ص۵۴ اور قول حضرت عمر حسبنا کتاب اللہ بروایت بخاری دلالت عدم تعمیل ارشاد نبوی پر کرتا ہے +

ج۔ کیا قرآن پر عمل سمجھ شیعہ کے نزدیک ارشاد نبوی سے باہر ہے اور اہل بیت کو قرآن کے ساتھ تم شیعہ نہیں مانتے۔ سموقع پر نفرت قرآن سے تمہاری عجب ایمانداری ظاہر ہوتی +

اگر اس وجہ سے عدم تعمیل پر دلالت کرتا ہے کہ کتاب اللہ کے ساتھ اہل بیت کا مذکور خیر ہے تو بہت موقعوں پر شیعہ مذہب میں خود جناب امیر نے کتاب اللہ کے ساتھ اہل بیت کا ذکر خیر نہیں فرمایا ہے۔ حالانکہ وہاں ذکر بھی تمسک کا فرمایا ہے جو بعین موقعہ تھا ذکر اہل بیت کا واسطے جتلانے حق تمسک باہل بیت کرام کے مثل قرآن مجید کے +

وتعلموا القرآن فانہ احسن الحدیث وتفقھوا فیہ فانہ ربیع القلوب واستشفوا بنورہ فانہ شفاء الصدور احسنوا تلاوتہ فانہ انفع القصص ص۲۲۳ خطبہ ۱۰۵ نہج البلاغہ +

فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول فردہ الی اللہ ان نحکم بکتابہ وردہ الی الرسول ان ناخذ بسنتہ ص۲۳ کلام نمبر ۱۲۵ ایضاً +

وعلیکم بکتاب اللہ فانہ الحبل المتین والنور المبین والشفاء النافع والعصمۃ للمتمسک والنجات للمتعلق ص۱۰۳ کلام نمبر ۱۵۴ ایضاً +

قرآن عمدہ ذکر ہے اسکے نور سے شفا پکڑو وکہ یہ بہار (خوشی) میں لانے والا دل کا ہے جب تم جھگڑا کرو تو فیصلہ کے لئے تمسک پکڑو بکتاب خدا

وسنت رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم اور ماخذ یعنے تمسک کرنا تمہیں
ساتھ کتاب اللہ کے ضروری ہے کہ یہ رسن ہے محکم اور نور ہے روشن اور دلگار
ہے عمدہ متمسک کے لئے نگہبان ہے اور پیرو کے لئے نجات ہے ٭

ان خطبوں اور کلاموں سے بے شک تلاش کر لیجئے۔ کہیں جناب
امیر نے باوجود ذکر تمسک بہ قرآن مجید کے تمسک بہ اہلبیت کرام کا ذکر
نہیں فرمایا۔ تو کیا ان احادیث شیعہ سے ثابت ہو گیا کہ جناب امیر نے
بروئے شیعہ مذہب ارشاد نبوی باہل بیت کرام علیہ السلام کے تمسک کی
کی تعمیل نہیں کی ٭

اولیں تو امیر علیہ السلام کے مجرد ذکر قرآن پر کیوں طعن جبکہ اس وقت
پر اہل بیت بھی موجود تھے جو تمسک بہ قرآن سے مامور ہیں۔ یا اے شیعو
انکار کیجئے کہ اہل بیت مامور بہ تمسک قرآن نہیں ہیں۔ اور اگر اقرار ہے کہ ہیں تو
پھر ان کی موجودگی میں فقط قرآن کا ذکر کرنا جیسے تمسک سے جملہ کسان
کیا اہلبیت و دیگر اشخاص مامور ہیں۔ کیونکر جائے طعن ہے۔ حالانکہ جناب
امیر کے فرمودوں کا موقع ضرورت رکھتا تھا کہ وہاں قرآن کے ساتھ
اہل بیت سے تمسک کا ذکر ضرور جتلایا جاتا ٭

اے شیعوں کے پیت شیخ احمد سنو تمہارے خیال بموجب اقوال جناب
امیر مندرجہ نہج البلاغتہ آمر بہ تمسک بالقرآن وغیر ذاکر تمسک بہ اہلبیت کرام
وسیلہ نجات دلالت بہ عدم تعمیل ارشاد نبوی بہ تمسک اہل بیت نبوی
کرتے ہیں ٭

اور عندنا اقوال امیرین میں ترک اصلی واقعہ نہیں کیونکہ ہر دو شئے
واحد ہیں الا قرآن بزرگ تر ہے اور اہلبیت اسکے اندر ہیں جیسا کہ جنت کے
اندر اسکے انعمہ پھر کہیں جنت کا مفرد ذکر ہے قرآن میں اور کہیں مع انعمہ تو

اس تقریر و ذکر سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرات خلفا [illegible] خلافت کو چھوڑ دیا ہے [illegible]
خلافت کے ذکر سے قرآن میں بھی انکے القاب ذکر نہیں ہیں *

ایسا ہی سمجھو کہ ان اقوال آپ سے [illegible] قرآن کے ذکر سے
اہل بیت کی لازم نہیں آتی کہ [illegible] ہو کے
اسکے ساتھ ذکر ہیں جیسا کہ اعتقاد اہل سنت والجماعت ہے مگر
شیعوں کو جناب امیر کے ترک ذکر اہلبیت کا جواب دینا باقی رہے گا *

گو ہم نے شیعہ کے اعتقاد کے بموجب ثابت کر دیا ہے کہ حق یہ کہ انہوں نے
اہل بیت سے تمسک تعلیل حسب الارشاد نبوی پورے پورے [illegible] ان کو یاد
کرا [illegible] ثقلین [illegible] اہل بیت [illegible]
[illegible] فرمایا *

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اولاد تھی [illegible]
ذریعہ اوقات بسر کرتیں پس ان کی خبرگیری کے لئے [illegible]
[illegible] جن میں جناب امیر بھی [illegible] کے [illegible] ہیں *

جناب رسول خدا کی بجز جناب فاطمہ الزہرا کے اور کوئی اولاد صاحب
حیات نہ تھی۔ اور جناب معصومہ حضرت فاطمہ الزہرا نے خود صاحب اولاد
صاحب تھیں اور آپ کی وفات کے وقت انکے خبرگیران موجود تھے اسلئے
ضرورت انہیں کے لئے تھی جن کی کوئی اولاد خبرگیران آپ کے بعد نہ تھی اور

اور شوہر نہ تھے جو بعد وفات رسول کے ازواج مطہرات بھی [illegible] تھے جنکے
لئے آپ نے اس حدیث ثقلین میں ایک ضرورت کی وصیت کی اور یہ وصیت
خصوصیت بنا بر خصوص اہلبیت ہے کہ حدیث ثقلین میں ان کی خبرگیری کے
لئے اس ارشاد نبوی کے مامور حضرات صحابہ ہوئے ہیں لیکن [illegible] وال
اسی طرح [illegible] ازواج مطہرات بھی اہلبیت ہیں اور جن [illegible]
حین حیات میں آپ [illegible] ان کی خبرگیری کے لئے
حضرت [illegible] بعد [illegible] اس وقت بھی آپ حضرت
علی کو ان کی خبرگیری کے لئے [illegible] مخصوص [illegible] صحابہ کو ارشاد
فرمایا [illegible] خلافت
[illegible] ان کی خبرگیری
[illegible]
[illegible]
[illegible] آپ نے اپنی ازواج مطہرات کی
خبرگیری کی اس حدیث ثقلین میں وصیت فرمائی [illegible] ہر ایک
شخص [illegible] ہر ایک اہلبیت کی خواہ ازواج مطہرات تھے یا [illegible] جناب [illegible]
علی و جناب فاطمہ الزہرا [illegible] جناب امام حسن و امام حسین [illegible] ودیگر
[illegible] سب کی خبرگیری کی اور اس ارشاد نبوی کی پوری پوری تعمیل
کر دکھائی ۔

مگر شیعہ مذہب نے اس ارشاد نبوی کی تعمیل مطلق نہ کی [illegible] اہلبیت
کو اہلبیت نہیں مانا ۔ اور اہلبیت [illegible] کی بھی اپنے [illegible] اور [illegible] باطلہ
[illegible] کی ۔ حالانکہ شیعوں کے نزدیک [illegible]
واقعات [illegible] ہیں کہ [illegible] جناب امیر [illegible] کی [illegible]

اٹھاتے اور ارشاد نبوی کی تعمیل کر دکھاتے .... ❖

شیعہ کہتے ہیں کہ جناب معصومہ کا پیارا باغ فدک باپ کی نشانی بڑے ظلم ستم کے ساتھ چھینی گئی۔ اور ہر چند آپ نے جناب امیر کو مدد کے لئے اکسایا۔ معاونت کے لئے بلایا کہ اب وقت ہے اٹھو۔ ذوالفقار کی مار اور رسد اللہیت کا زور دکھلاؤ۔ میدان میں بڑھو دشمنوں کو مارو اور میرے باپ کا دیا ہوا باغ واپس لے دلواؤ۔ اور ارشاد نبوی کی تعمیل کرو ❖

باوجود این منت وسماجت وحق معاونت بارشاد نبوی حضرت امیر نے جناب معصومہ کی باتوں کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور نہیں تو حجت قائم کرنے کے لئے ایک دفعہ تلوار چاہیے اٹھاتے اور ارشاد نبوی کی تعمیل کر دکھلاتے لیکن شیعہ مذہب کہتا ہے آپ نے کچھ نہ کیا ❖

جب جناب معصومہ نے اس منت سے کام نکلتا نہ دیکھا۔ تو ایسے الفاظ کہکر مانند جنین رحم پردہ نشین شدہ ومثل خائنان در خانہ گریختہ۔ خود را ذلیل کردہ الخ واز جائے خود حرکت نمی کنی سخت فرمائے جس سے آپ کو امنگ پیدا ہو اور مدد جناب زہراؑ کے لئے تلوار اٹھائیں اور ارشاد نبوی کی تعمیل کر دکھائیں ❖

مگر ان باتوں سے بھی مطلب برآمد نہ ہوا۔ اور بجائے اسکے کہ آپ کی مدد کرتے ارشاد نبوی کی تعمیل کرتے۔ حق واپس دلا کر آپ کو راضی اور خوشنود کرتے بدیں الفاظ امیر المومنین فرمود صبر کن وآتش خود را فرو نشان الخ ایسا کڑوا جواب دیا کہ ویسا کسی شیعوں کے دشمن نے بھی نہ دیا ہوگا۔ پھر اس پر جناب صدیق رنج کرنے کے الزام سے معترض علیہ ٹھہرائے جاویں۔ تعجب خیر یہ ماجرا تو آگے چلکر نبٹیگا۔ یہاں تو حق الیقین کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ شیعوں کے مذہب میں جناب امیر نے اہلبیت کی نسبت اس

ارشاد نبوی کی تعمیل نہ کی جو آپ نے اپنی اہلبیت کے لئے فرمایا تھا ؛

شیعہ کہتے ہیں کہ (حضرت) عمر نے دروازہ پر جناب معصومہ کو صدمہ پہنچایا

اور آپ نے اس مصیبت میں اپنے والد ماجد کو یا رسول اللہ کہکے پکارا

لیکن حضرت امیر جو پاس بیٹھے تھے اور یہ تمام حالت دیکھ رہے تھے آپ کی

مدد کے لئے سب کچھ دیکھ سنکر نہ اٹھے تا کہ ارشاد نبوی بحق اہلبیت کی

تعمیل کرتے ؛

اگر یہ عذر ہے کہ آپ کو وصیت تقیہ کی تھی تو سراسر جھوٹ ہے کیونکہ ساتھ ہی

ہوا ہے کہ جب امیر عمر جناب سیدہ پر پہنچے تو انہوں نے اٹھ کر امیر عمر کو پکڑ کر

زمین پر ایسا دے مارا کہ ان کی ناک گردن زخمی ہو گئے ؛

کیوں شیعو اپنے لئے تقیہ یاد نہ رہا اور جناب اہلبیت کی مدد کے لئے انکے

مصائب کے وقت میں تقیہ یاد آیا اور وصیت ارشاد نبوی بحق اہلبیت کو جو ایک

اعلیٰ وصیت تھی اور جس کی تعمیل ضروریات سے تھی باوجود ان کی فریاد و طلب

معاونت کے فراموش کر دیا۔ واہ . . . . جلاء العیون جلد اول کے

صـ۱۵۱ سے جب یہ سب باتیں عدم تعمیل ارشاد نبوی بحق اہلبیت کرام کی نسبت

جناب سیدہ علیہ السلام کے ثابت ہیں تو کس منہ سے کہتے ہیں کہ صحابہ کرام

نے خصوصاً جناب امیر عمر علیہ السلام نے ارشاد نبوی کی تعمیل نہیں کی ؛

الغرض شیعوں کے نزدیک کوئی مومن مسلمان حضرت مولائے علی مرتضیٰ

ہوں یا کوئی دیگر صحابہ کرام ارشاد نبوی بحق اہلبیت کرام کا تعمیل کنندہ نہیں

اور ہم سنیوں کے نزدیک ہر ایک شخص جناب اہلبیت کی نسبت ارشاد نبوی کا

تعمیل کنندہ ہے خواہ جناب مولائے مرتضیٰ علی ہو یا حضرت امیر عمر یا دیگر

صحابہ کرام جیسا کہ سنی مذہب سے ثابت ہے کہ حضرت امیر جناب ام المومنین

حضرت عائشہ صدیقہ و دیگر ازواج مطہرات علیہن الصلوٰۃ و السلام جناب

حضرت سیدنا امیر علیہ السلام و دیگر اہلبیت کرام کی جس طرح سے جو جوان کے
رتبہ کے شایان شان تھی توقیر و تعظیم کرتے تھے [illegible] سے تعظیم سے اور ایسا
ہی دیگر خلفاء و صحابہ کرام ارشاد نبوی کی پوری پوری تعمیل کرتے تھے متلاشی حق
کو کتب اہلسنت کا سیر کرنا چاہئے +

چونکہ اس موقع پر مخالف نے جناب امیر پر اعتراض لگایا ہے جس کا جواب
بالا میں ہو چکا ہے لیکن تحقیقاً اس اعتراض کے رفع کرنے کے لئے منتخب الحقائق
شرح کنز الدقائق کا یہ مقام دیکھنا چاہئے جس کے مطالعہ سے ماننا پڑتا ہے
کہ حضرت سیدنا امیر عمر باوجود اپنے اجتہاد و اختیار کے جناب امیر علیہ السلام
کے اجتہاد کی تقلید کیا کرتے تھے۔ یعنی آپ ارشاد نبوی کے تعمیل کنندہ
اور یہ اعتراض آپ کی نسبت عدم تعمیل کا مخالف کے سراسر تعصب ہے +

صفحہ ۲ کنز الدقائق مطبوعہ احمدی دہلی کے حاشیہ پر لکھا ہے رجع عمر الی قول علی
عورت جس کا خاوند مفقود الخبر ہو امیر عمر کے نزدیک چار سال انتظار کرے اور حضرت
امیر کے نزدیک طلاق یا خبر موت تک انتظار کرے۔ مگر اس مسئلہ میں حضرت
عمر نے اپنے اجتہاد کو ترک کر کے حضرت علی کے اجتہاد پر عمل کیا یعنی ارشاد
نبوی کی تعمیل کی جیسا کہ اوپر کی عبارت سے ثابت ہے۔۔ سو معترض کو
شرمندہ ہونا چاہئے کہ کس مذہب کے نزدیک کون اہلبیت سے متمسک نہیں آیا
شیعہ یا کوئی اور اور کون تعمیل کنندہ ارشاد نبوی بحق اہلبیت کرام کا ہے آیا
سنی یا کوئی اور +

الغرض بخوبی ہر طرح ثابت ہو گا کہ متمسک اور تعمیل کنندہ ارشاد نبوی کا
فقط سنی مذہب والے ہیں۔ باقی شیعہ ان کے مدعی ہی مدعی ہیں نہ اصل
میں متمسک +

صفحہ [illegible] ثابت کریں گے کہ [illegible] اہل السنن [illegible] صرف اجتہاد فاروقی کے مقلد ہیں

کیا ہے اور اجتہاد مرتضوی کو قصداً ترک کیا ہے ✦

ج۔ اس وقت ہم بھی ثابت کر دینگے کہ ائمہ اربعہ مقتدان اہلسنت نے ہر چہار خلفاء راشدین کے اجتہادوں سے اخذ کیا ہے اور کسی کو ترک نہیں کیا۔ نہ یہ ثبوت فقط زبان سے بلکہ کتابی ثبوت سے ثابت کرینگے کہ ائمہ اربعہ اہل سنت نے کس قدر فقہی مسائل میں جناب مرتضوی کی اجتہاد فرمایا ہے۔ پھر اس وقت دیکھ لینا جھوٹے مفتری خود بخود شرمندہ ہونگے ✦

ص۔ اهل بیتی کمثل سفینة نوح من رکبها نجی ومن تخلف عنها غرق۔ محیط ناپیدا کنار ضلالت و ظلمت میں ڈوب مرے ✦

ج۔ ناظرین کو شیخ الشیعہ کی اس عبارت پر ذرا غور سے توجہ فرمانا چاہیئے کہ محیط ناپیدا کنار میں ڈوب مرے کن کو بتلاتا ہے۔ ظاہر عبارت سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیتی کی بے ادبی کرتا ہے اور ان کو بتاتا ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ اس بحر ظلمات شیعیت محیط ناپیدا کنار شیطنت کی ضلالت میں شیعہ اور شیعہ مذہب ڈوب مرے ہیں۔ جنہوں نے کشتی نجات کو پاش پاش کیا کہ ایک کو اہلبیت سے نکالا دوسرے کی سب کی وغیرہ وغیرہ اور تبرا سب کے کفر کی قعر میں غوطے کھانے ✦

یہ تو شیعہ کا کھلا مسئلہ ہے کہ جن کو خدا نے اہلبیت فرمایا ہے حضرت علیہ السلام کے ازواج مطہرات یہ اُن کو اہلبیت نہیں مانتے باقی رہے وہ اہلبیت جن کو حضرت علیہ السلام نے بذریعہ دعاء داخل فرمایا ہے۔ یا قاعدہ نسب و رشتہ داری نے بتایا ہے سو ان میں سے بجز دوازدہ امام کے جن سے وصیت خاص بتلاتے ہیں یعنے اوصیاء کے سوائے اور کوئی اہلبیت نہیں اگرچہ آل محمد علیہ السلام و اولاد علی کرم اللہ وجہہ کی بھی ہو ✦

شیعوں کی شافی شرح کافی میں تحت حدیث ان اهلبیت کل نبی اوصیائه کے لکھا ہوا ہے وعلی هذا یمکن دخول فاطمة فی اهلبیة باعتبار انها

وسیلتنا واوصیاؤہ ولکن لا تکون داخلۃ فی اھلبیت اھل بیت کل۔
نبی کے فقط اس کی وصی ہیں لیئے اس قاعدہ پر ہو سکتا ہے کہ جناب معصومہ
داخل البیت ہوں باعتبار اس امر کے کہ آپ وسیلہ اوصیا ہیں اور یہ بھی
سکتا ہے کہ جناب معصومہ داخل البیت نہ ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
اگرچہ ثبوت انکار البیت ہونے جناب معصومہ علیہا السلام کے لئے عند الشیعہ
ان کی حدیث ہی کافی تھی جس میں حصر البیت کا با وصیا ہے اور جناب معصومہ کو
یہ لوگ وصی نہیں مانتے لیکن ان کی مجتہد نے صاف فتوے لکھ دیا ہے کہ داخل
البیت نہیں۔ اور جو کچھ بابت امکان کے لکھا ہے وہ قابل پذیرائی نہیں کیونکہ
البیت ہونا بہ تعلق نبی کے ہے سو اس امکان میں مجتہد نے یہ تعلق اوصیا
کے ممکن ٹھہرایا ہے۔ نہ بہ تعلق حضرت علیہ السلام کے۔ پس یہ امکان بھی
شیعوں کا انکو ان کی دین داخل ہے یعنے عند الشیعہ جناب معصومہ علیہا السلام
داخل البیت نہیں ۞

پھر اور سنئے عن محمد بن عبد الرحیم ابن القصیر عن ابی جعفر
فی قول اللہ تعالیٰ۔ النبی اولی بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم
واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللہ فیمن نزلت فقال
نزلت فی الامرۃ ان ھذہ الآیۃ جرت فی ولد الحسین من بعدہ
فنحن اولی بالامر وبرسول اللہ والمؤمنین والمہاجرین والانصار قلت لولد
جعفر فیھا نصیب فقال لا۔ قال فقلت لولد العباس فیھا نصیب فقال لا
فعددت علیہ بطون بنی عبد المطلب کل ذلک یقول لا۔ وقال ولنسیت
فقال لا۔ واللہ یا عبد الرحیم ما لمحمدی فیھا نصیب غیرنا ۱۷۶
کلینی جلد اول ۞

عبد الرحیم بیان کرتا ہے کہ میں نے جناب حضرت سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام

سے دریافت کیا کہ یہ آیت حضرت رسول خدا مومنین کو اپنے وجود سے زیادہ سزاوار ہیں اور آپ کے ازواج مطہرات مومنین کی والدہ ہیں اور رشتہ دار آپکے اولے ہیں بعض سے۔ کن کن کے حق میں اتری ہے تو آپ نے فرمایا یہ اتری ہے اولاد میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے اور ہم بہت اولے ہیں بیچ امر قرابت کے بہ نسبت اوروں کے ساتھ حضرت رسول خدا کے بروئے مہاجرین اور انصار ہونے کے ۔

پھر میں نے پوچھا کیا اولاد حضرت جعفر طیار و حضرت عباس علیہم السلام و دیگر اولاد عبد المطلب کو کچھ حصہ ہے امر قرابت میں ساتھ حضرت رسول خدا کے تو آپ نے سہ بار فرمایا نہیں لیکن میں اولاد جناب امام حسن علیہ السلام کی نسبت پوچھنا بھول گیا۔ پھر لوٹا اور پوچھا کہ یا امام کیا اولاد حضرت امام حسن علیہ السلام کے لئے کچھ حصہ ہے بیچ امر قرابت کے ساتھ حضرت رسول خدا کے علیہ السلام تو آپ نے فرمایا نہیں پھر خدا کی قسم اٹھا کر فرمایا کہ ہم حسینیوں کے سوا اور کسی یعنی حسنیوں کو کچھ حصہ قرابت نبوی کا نہیں ۔

اگرچہ بموجب جناب امیر بھی اس حدیث کے رو سے اہلبیت یعنی قرابت سے دور ہوتے ہیں لیکن جناب امام حسن اور آپ کی اولاد خاندان فاطمہ و دیگر اولاد جناب امیر علیہ السلام کے لئے شیعہ مذہب میں قرابت نبوی سے خارج ہونے میں کسی صورت کا شک نہ رہا ۔

اگر اولے بالامر رسول اللہ کے صاحب امامت و صاحب وصیت مراد ہوں تاہم بقاعدہ حصر حدیث بالا خاندان حسینی سے بجز اوصیاء دوازدہ گانہ کوئی شیعوں کے نزدیک حسینی بھی اہلبیت نہ رہا ۔

شاید یہی وجہ ہے جو شیعہ کہتے ہیں کہ اصل میں کوئی سید جہان میں نہیں

اگر ایسا ہے تو شیعہ مذہب میں شیعہ سیدوں کو کس فضیلت اور اس مذہب کی حقانیت کا فخر ہے جبکہ سادات کرام اس مذہب میں آکر سید ہی نہیں رہ سکتے +

گو شیعوں کو زبانی اولاد حسینی کے وجود کا سرے سے انکار ہے لیکن اس حدیث شیعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اولاد حسنی اس وقت کے بعد موجود تھی جس وقت پر شیعوں کو ان کے خاتمہ کا دعوے بے دلیل ہے۔ تو اس ثبوت پر دیگر اپنے مذہب کے ثبوت پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ حسنی سادات دنیا میں موجود ہے حتے کہ حضرت امام آخر الزمان جناب محمد مہدی علیہ السلام اسی حسنی خاندان سے ہونگے اور ایک امام عالی مقام اولے العزم جناب حضرت سید عبدالقادر جیلانی غوث صمدانی علیہ السلام پہلے ہو چکے ہیں مگر شیعوں کا ان پر ایمان نہیں اور یہی کہتے ہیں کہ بجز حسینی خاندان کے بعض چند شخصوں کے سوا اور کوئی اہلبیت نہیں +

لیکن اس حسینی مقدس خاندان کی نسبت بھی شیعوں کا عقیدہ سن لیجئے مناظرہ کی کتابوں میں دیکھا گیا ہے کہ شیعہ مذہب حضرت زید شہید امام ابن الامام حضرت زین العابدین علیہما السلام کو برا مانتے ہیں۔ ساتویں امام حضرت موسے کاظم کے فرزند جناب امام حضرت ابراہیم و حضرت امام جعفر ثانی کو کذاب یعنے جھوٹھا جانتے ہیں۔ حضرت امام جعفر ثالث ابن امام حضرت علی رضا عند الشیعہ امام ہشتم برادر حضرت امام حسن عسکری امام یازدہم کو دشمن رکھتے ہیں +

شاید حضرت امام عبداللہ فرزند رشید جناب امام جعفر صادق و حضرت امام ذکریا ابن جناب حضرت امام محمد باقر علیہم السلام کو اچھا نہیں جانتے اور حضرت امام محمد بن امام قاسم ابن حضرت جناب امام حسین و حضرت امام یحیےٰ فرزند جناب امام عمر ابن حضرت امام زین العابدین علیہم السلام کو توبہ کہ آفت ما مبتلا سے ہیں +

حضرت امام حسن مثنے فرزند جناب امام حسن المجتبے کو جن سے حضرت

امام حسین نے اپنی مقدسہ معصومہ بیٹی جناب حضرت فاطمہ صغرےٰ کا ناطہ کیا تھا
جناب امام حسن المجتبےٰ علیہم السلام کا فرزند نہیں مانتے اور ان کے پوتے بیٹے
حضرت امام حسن ابن حضرت امام حسن مثنےٰ کو اور اُن کے فرزند حضرت امام
عبداللہ پروتے جناب امام حسن المجتبےٰ اور پڑپوتے اُن کے حضرت امام محمد
علیہم السلام کو تو یہ مرتد مانتے ہیں ✦

اب بتلائے کشتی نجات کو توڑ تاڑ اور شکستہ کر کے بحر محیط بدعت و شقاوت
میں کون ڈوب مرے شیعہ مذہب اور اس کے پیرو رافضی مصداق آیت
تکفرون ببعض و تؤمنون ببعض جو چند اہلبیت کرام کو مانتے ہیں پر لیکن تمام اولاد
اور باقی اہلبیت کو نہیں مانتے بلکہ اُن کی سب اور تبرا کرتے ہیں ✦

کنارہ نجات پر کون پہنچے سنی مذہب اور اس کے پیرو اہل سنت و الجماعت
جنہوں نے کشتی نجات کی کل رسیاں کو مستحکم پکڑا اور ہر ایک حبل المتین سے اپنے
آپ کو مضبوط جکڑا اور بحر ظلمات کے قعر اور طوفان کے صدمات سے
بے کھٹکے سلامت پار جا اُترے ✦

جب اس مذہب کی یہ حالت ہے کہ اہلبیت کل سے ایمان نہیں رکھتا
تو اے سادات عظام حسنی حسینی آپ صاحبوں کو لازم ہے کہ اس مذہب سے
متنفر اور دور رہیں کیونکہ اول یہ مذہب آپ موجودین کو سید نہیں مانتا اور
حسنی خاندان کو سرے سے آل رسول علیہ السلام نہیں جانتا حسینی خاندان کے
اکابرین کی نسبت ارتداد اور کفر کا الزام لگاتا ہے انکو برا مانتا ہے پھر
کیا وہ سید جو اپنے باپ دادا کی عزت کا حافظ ہے اس مذہب شیعہ میں
داخل ہوگا جس میں اُن کی نسبت بہت کچھ برا لکھا ہوا ہے اور اس کے
اکابرین پر داغ لگانے کا عقیدہ رکھتا ہے ✦

کچھ شک نہیں کہ صحیح النسب سید اس مذہب سے ضرور متنفر رہیگا کیونکہ

تاثیر محمدی اس کو اس حق سے دور رکھنے والی ہے اور سنت کی طرف ہدایت
دینے والی کہ یہ وسیلۂ نجات ہے اور کشتی بغیر ہدایت نجوم کے چل نہیں سکتی۔
پس نجات یافتہ وہ ہے جو کشتی نجات کو نجوم الہدیٰ کے نشان پر چلاتا ہے
یعنی سنی مذہب سفینۂ نجات اہلبیت عظام و نجوم الہدیٰ خلفائے کرام
سب کو مانتا ہے صاحب نجات ہے اور لفحوائے کل شیٔ یرجع الیٰ اصلہ سادات عظام
کو سنی مذہب سے جنگل مارنا چاہئے کہ یہ انکے پاک نانے اور مقدس دادے کا مذہب
ہے اور سادات کو سادات مانتا ہے۔ نہ شیعہ مذہب کہ جسنے سادات
کو سادات سے نکالا۔ نہ فقط یہی بات بلکہ انکے اکابرین معظمین سے بعض کو ڈرپوک
تقیہ باز ٹھہرا۔ بعض کو خارج از اہلبیت بتایا۔ کسی کو کاذب کسی کو مرتد وغیرہ
بنایا۔ اور خود سادات عظام تو جانتے ہی ہیں کہ ان کو ایک صورت میں شیعہ مذہب نے
غیر صحیح النسب بتایا۔ پھر بڑے افسوس کا مقام ہے کہ سید صاحبان باوجود ان
الفت شیعہ مذہب کے وہ بدوداں سنی مذہب کنارہ کشی فرماویں جو سادات
عظام کو شریف اور صحیح النسب فرماتا ہے +

الغرض پہلے جو کچھ شیعوں کی زبانی تشریح تھی ان باتوں کے کھلنے پر اونٹ
کا بیٹ (شتر گوز) ہوگئیں۔ اور صاف ثابت ہوگیا کہ اہلبیت عظام کی سفینہ
نجات کو چھوڑ کر اور اس کی مخالفت و عداوت کی نا سے شیعہ لوگ بحر ظلمات
ناپیدا کنار ضلالت و ظلمت میں ڈوب گئے ہیں +

ص اور متمسک باہلبیت نہیں ہیں +

ج یعنی بقول شیعہ سید و سنی خارجی یا ناصبی +

ص اب متمسکان اہل بیت کا یہ عقیدہ ہے کہ بعد رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے حضرت علی مرتضیٰ بلا فصل خلیفہ اور امام برحق ہیں اور ان کے لئے

ع یہ اسماء اکابرین شیعہ کے ہیں +

حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام اسی طرح تا امام دوازدہ +

ج بروئے اصول شیعہ مذہب کے یہ عقیدہ شیعوں کا از روئے تحقیق ان کے انہیں کے مذہب کے عند الطالب محض غلط ہے کیونکہ روئے تعریفیں حرف شیعہ مذہب جو حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ و آلہ وسلم نے اپنے خلفاء راشدین کے حق میں فرمائی ہیں + شیعہ مذہب میں ان سے ثابت ہیں تین

مثلاً قال امیر المومنین علیہ السلام ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللھم ارحم خلفائی ۔ قیل یا رسول اللہ من خلفائک قال الذین یاتون من بعدی ویروون حدیثی وسنتی صفحہ ۳۶۳ جلد چہارم من لا یحضرہ الفقیہ +

حضرت امیر راوی ہیں کہ فرمایا رسول خدا نے صلی اللہ تعالے علیہ وسلم خدا رحم فرمائے میرے خلیفوں پر صحابہ نے عرض کیا کہ خلفاء آپ کے کون ہیں جن کے لئے آپ رحمت طلب فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ ہیں جو آئیں گے میرے بعد اور جاری کریں گے میری سنت اور حدیث کو +

دنیا کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ بعد حضرت رسول خدا علیہ السلام کے بلا فصل خلیفہ نہیں ہوئے بلکہ حضرت صدیق ہوئے ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی ۔ پس اگر بعد آپ کے حضرت امیر ہوتے تو البتہ خلفاء کا یہ سلسلہ قائم رہتا اور حدیث کے مصداق ہوتے کیونکہ کلام رسول کو اس شخص کے حق میں ویسا ہی پورا ہونا لازم ہے جیسا کہ آپ کسی کے حق میں فرمائیں سو جب یہ جناب امیر کی بعد حضرت کے خلافت بعد بہ شیعہ مذہب جناب امیر اطہار دوازدہ پر موافق ارشاد نبی کے پوری نہیں آتی تو شیعہ مذہب میں سے کرام کیونکر خلفاء ٹھہریں گے +

یہ بھی ہر چھوٹا بڑا جانتا ہے کہ شیعیت کی امامت کو سنت سے بر ملا اعتقاد دلایا ہے
بزمانہ جناب امیر و سبط اکبر تقیہ کی بدعت میں گذری اور مخالفین
منافقین کا غرض کے ساتھ با وجود طاقت ظاہری باطنی جہاد کرنے کی سنت کو جاری نہ فرمایا پھر سید الشہدا
کے عہد میں مہدی بیٹا اپنے بھائی کا مخالف واقعہ ہوا اور ترک فرض تقیہ کے لازم ٹھیرے پھر بعد میں وہی کی غیبت
حتی کہ سرمن رائے مہدی کے عہد میں کچھ ایسی ڈر کر بھاگی اور غار میں
جا چھپی کہ آج دن تک منہ نہ دکھلایا۔ کروڑہا بدعتیں قائم ہوئیں
تعزیہ بنا۔ راگ حلال ہوا۔ ماتم دین جاری ہوئے۔ ائمہ اطہار علیہم السلام
کی نقلیں اتاری گئیں۔ اُن کی ہتک کی گئی۔ اور سال بسال ان کی شجاعت
خداداد پر عیب اور بٹہ لگایا گیا اور وغیرہ وغیرہ ظلموں سے عالم بھر گیا
مگر شیعوں کی امامت نے آکر سنت کو جاری نہ کیا۔ تاکہ وہ ان بدعتوں کو
نکالتی یا نہ جاری کرسکتی کیوں۔ اس لئے کہ شیعوں کی امامت خدا اور رسول
کی طرف سے نہ تھی ؛

باقی رہی روایت حدیث سو بحار الانوار کھولکر دیکھئے یا معلی من اذاع
حدیثنا و امرنا و لم یکتمہ اذلہ اللہ فی الدنیا۔ اے معلی جس نے
ہماری حدیثیں روایت کیں اور ہمارا حکم بیان کیا۔ تو خراب کریگا اُسے
دنیا میں خدا اور بے نور کریگا اور ڈالے گا اُسے آگ میں وغیرہ وغیرہ ؛

یہ شیعوں میں ارشاد ہے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کا اور
کلینی میں اس کے ہم مضمون حدیثیں بہت ہیں صفحہ ۴۸۶ جلد اول کافی ؛

تنبیہ یہی وجہ ہے کہ صحاح اربعہ شیعہ میں جناب رسول خدا علیہ السلام
کی حدیثیں معدودے چند کے سوائے جن کی تعداد شاید پچاس سے بڑھکر
نہیں کوئی مروی نہیں۔ اور اس کے خلاف سنی مذہب میں کل حدیثیں
جناب رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے مروی ہیں تو تمسک

بصاحب ثقلین اہل سنت ہوئے نہ شیعہ ۔

پس جب بموجب شیعہ مذہب کے حضرت امیر سے لیکر تا مہدی مزعوم
نہ اجرائے سنت ہے نہ روایت حدیث اور نہ صورت امامت و خلافت کی اُن پر یہ
مذہب ثابت ہونے دیتا ہے بلکہ ان سب اوصاف کا ان پر تخالف ثابت
کرتا ہے۔ تو صاف نتیجہ نکل آیا کہ بتحقیق اصول شیعہ کے مذہب میں
خلافت بلا فصل درکنار مطلق وجود خلافت ائمہ اظہار علیہم السلام
کا بھی ثبوت نہیں۔ پھر کس زور پر خلافت بلافصل کا دعویٰ ہے ۔

ہاں یہ جملہ اوصاف اور صورت خلافت کی سنی طریق پر خلفاء راشدین
میں ثابت ہیں سو بے شک سنی مذہب کا جناب ابوبکر صدیق و امیر عمر
و امیر عثمان و مولائے علی ۔ علیہم السلام کو خلفاء حق ماننا صحیح ہے۔ اور یہ
جملہ اوصاف ان خلفاء راشدین میں نہ فقط سنی مذہب ہی کے دعوے سے
ثابت ہیں بلکہ بشہادت شیعہ مذہب کے بھی انہیں پر صادق ہیں ۔

ع۱ ان میں سے ہر ایک جاری کنندہ سنت جہاد ہے ۔ جسے کہ آج تک کہ
۱۳۰۰ سو برس گذر چکے ہیں اس وقت کے ممالک مفتوحہ سے جناب امیر عمر
کی ہیبت نہیں اٹھی۔ اور جناب امیر نے شیعہ مذہب میں صاف شہادت
دی ہے کہ اقامہ السنۃ ط ۱۸۲ کلام ع۹۹ نہج البلاغۃ ۔ امیر عمر نے سنت
قایم کیا ۔

ع۲ (خ) بجائے اسکے کہ حضرت امیر علیہ السلام مخالفان خدا سے لڑتے۔
دشمنان دین کو مارتے ۔ اور سنت جہاد قایم کرتے شیعہ مذہب کہتا ہے اپنے
برادران اسلام سے لڑے ۔ انما اصبحنا نقاتل اخواننا فی الاسلام
ط ۸۲ کلام نمبر ۵۲ نہج البلاغہ ۔ جو ہر طرح بر خلاف امر خدا فاصلحوا بینہما
کے ممنوع تھا ۔

(ھ) یہ قول قال حضرت البدعۃ ہذہ میں باقرینہ قول فعل خلفاء کے سنت
ہونے پر لفظ بدعت کا شرعی اصطلاح پر نہیں کہ معنے اسکے نو احداث کے ہیں
جو ہر طرح دین میں مذموم اور ضلالت ہے - بل اپنے لغوی معنے پر بہ معنے
بدیع لیتے عجیب کے ہے جو اس موقع پر غایت تحسین کے لئے آپ نے بولا
اچھا ہے (بدیع) نہایت اچھا یہ لوگوں کا ایک قاری پر جمع ہو کے
نماز تراویح کا پڑھنا - جس میں قطعاً الزام بدعت کا خلیفہ رسول خدا کی
طرف نہیں آتا +

اجتہادی لڑائی مرتضویہ سے ہم بھی قائل ہیں لیکن ہم اسے صلاح قومی
تصور کرتے ہیں اور اجتہاد جو آپ کو اس ملک کے باشندوں کے طبیعت کے
موافق کرنا پڑا - جیسا کہ کابلی رعایا کے سخت طبیعت کے موافق ان کے حاکم کو
رفع فساد کے لئے کسی سخت سلوک کا برتنا معیوب نہ ہوگا ایسا ہی جناب امیر
علیہ السلام کی لڑائی باغیوں کے مقابلہ پر قتال نہ ہوگا جو ہر طرح سے معیوب ہے
اور شیعوں نے آپ کے لئے ثابت کیا بلکہ اصلاح قوم والی گوشمالی ہے جیسا کہ
سنی مانتے ہیں +

جب میں شیعہ مذہب میں ظاہر کی محبت آپ کی نسبت اس قسم کی پاتا ہوں
کہ آپ کو حد سے بڑھا کر انہوں نے اذان میں خدا رسول کے ساتھ شریک
کر دیا ہے "اشہد ان امیر المومنین علی ولی اللہ" پھر باطن کی دشمنی شیعوں
کی آپ کے ساتھ اس قسم کی دیکھتا ہوں کہ جہاں کوئی موقع آپ کی عملی
فضیلت کا آیا ہے تو انہوں نے سجاد فی تقریروں کے ساتھ ایسا اڑایا کہ
فضیلت کے نقطہ تک نہ پہنچنے دیا شیعوں کی فضیلت تقسیم میں اڑا دی -
خاتم الخلافت کی تشبیہی فضیلت بہ خاتم النبوت کو بلا فصل خلافت کے
کی صورت پر اٹھا دیئے - اتباع سنت کی فضیلت شیخین و امیر عثمان پر

کفر کے جو ٹھے الزام لگائے اور ان کو اہل بدعت قرار دینے سے
اور انکو ان کی بدعت کا تبع ٹھہرا کر ستائی - اور برملا ثابت
کردیا کہ آپ نے کسی موقع پر سنت کی پیروی نہیں کی وغیرہ
وغیرہ تو دل میں غم بھر آتا تھا کہ ہائے افسوس کیا مقتدی
اور پاک مولائے مرتضی کا شیعیان بے وفا پر بھی حق تھا
کہ انھیں پر فضیلت سے کرائیں اور بری طرح کے الزام لگائیں
پس اے صاحبان انصاف فرمائیے شیعیان دوستی نما دشمنی اندرون
شیعہ مذہب میں جناب امیر سے بجز تارک سنت کہلانے کے کون سا فائدہ
اوٹھایا ٭

یہ تمام الزام جو شیعوں نے جناب پاک حضرت علی مرتضی پر لگا رکھے
ہیں اس عقیدہ سنی سے تمام اٹھ جاتے ہیں اور اٹھے ہوئے ہیں کہ بعد رسول
کریم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم و آلہ کے وہی بلافصل خلیفہ ہے جن کو آپ نے
خلیفہ بلافصل مقرر فرمایا اور وہ سلسلہ جو آپ کے بعد حسب الارشاد عالی آپ کے
جاری ہوا صحیح ہے یعنے خلیفہ بلافصل بعد آپ کے حضرت ابوبکر صدیق بعدہ
عمر فاروق بعدہ عثمان غنی بعدہ مولائے علی علیہم السلام ہیں ٭

اگر بعد رسول خدا کے خلیفہ بلافصل حضرت مولائے علی ہوتے تو بے شک
آپ پیشتر تذکرہ بالا میں سائل کے لئے حضرت امیر کا نام ظاہر فرما دیتے
یہاں تقیہ کی کیا ضرورت تھی - یہ تو امر حق ادا تھا - تبلیغ فرض تھی بالخصوص
نہ ظاہر فرمانے سے شیعوں کے نزدیک نابلغت رسالتک کی دھمکی خدا کیطرف
سے تھی - باوجودیں ایک ضروری امر کا نہ نام لینا تعجب ٭

صاحبو حضرت امیر سائل کے دریافت کے وقت پاس موجود تھے سو بحالت موجودگی حضرت امیر کیطرف نہ اشارۃً فرمانا۔ نہ ظاہراً در نہ خفیتاً نام لینا بل مطلق ایسے اوصاف پر ذکر فرما کے چھوڑ دینا جنہیں شیعہ آپ کے حق میں نہیں ثابت ہونے دیتے صاف تائید کرتا ہے کہ بعد آپ کے بلافصل وہی شخص خلیفہ ہے جو ظاہر اور اصل میں ہو ا یعنے حضرت ابوبکر صدیق ورنہ مجال نہیں گئی تھی کہ کوئی غیر مبشر شخص خلیفہ بلافصل ہوتا اور اہلبیت کرام اُس کی تصدیق تسلیم فرماتے۔

شاید کوئی یہ جواب دیوے کہ اُس حدیث کا لفظ من بعدی دلالت کرتا ہے خلافت بلافصل جناب مرتضوی میں یا علی انت الذی تبین لامرما یختلفون فیہ بعدی وتقوم فیہم مقامی۔ قولک قولی وامرک امری ص ۲۶۵

جلد رابع من الاکسیرہ الفقیہ۔

اے علی تو وہ شخص ہے کہ بیان کریگا اُس امر کو جس میں اختلاف کرینگے لوگ میرے پیچھے اور تو کھڑا ہو گا انکے درمیان میری جاپر۔ تیرا قول میرا قول ہے اور تیرا امر میرا امر ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جواب۔ اولاً لفظ بعدی متعلق اختلاف کے ہے کہ اختلاف میرے بعد ہوگا اختلاف کرینگے میرے بعد۔ سو امر خلافت میں بعض لوگوں نے اختلاف کیا تھا ایسے لوگ کہ بعد جناب امیر عمر کے حضرت مولا نے مرتضے کو خلیفہ بنایا چاہتے تھے۔ سو اس کشمکش میں آپ نے وہی فیصلہ آخر طول طویل بحث کے بعد فرمادیا جو کچھ آپ نے جناب حضرت رسول صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہوا تھا جس میں آپ خلیفہ چہارم ثابت ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ خلیفہ بافصل ہیں نہ بلافصل اور ترتیب خلافت مسلمہ اہل سنت کی جس میں آپ خلیفہ چہارم مسلم ہیں حسب اجتہاد شیعہ کے بھی

صحیح ہے واللہ انا اول من صدقہ فلا اکون اول من کذب علیہ (قسم خدا کی میں
اول شخص حضرت رسول خدا کو سچا ماننے والا ہوں اب میں (خلافت کے
طمع میں) آپ پر جھوٹ نہ کہونگا (بلکہ وہی کچھ کہونگا جس کی آپ نے مجھے خبر دی تھی) سو
فنظرت فی امری میں نے اپنی امر (خلافت کی نوبت) میں دیکھا۔ فاذا
طاعتی سبقت بیعتی پس (دیکھا) کہ میرا فرمانبردار رہنا سبقت لے گیا ہے
میری بیعت لینے سے یعنی اس وقت مامور رہنا پہلے ہے میرا مامور ہونے کے (ضروری
ہے کیونکہ) واذا المیثاق فی عنقی لغیری (عہد خدائی اس امر میں واسطے غیر میرے کے
بیچ گردن میری کے ہے یعنی تسلیم کرلینا خلافت جناب امیر عثمان کا میرے لئے
روز میثاق سے ہے ص۲۹ کلام ع۳۷ نہج البلاغہ ٭

یہ اُس وقت کے جھگڑا میں جو بعد آپ کے واقع ہوا حضرت امیر کی طرف
قول فیصل ہے چونکہ منشاء نبوی کے موافق ہے اس لئے یہ قول یا امر آپکا نبوی
قول و امر ہے جس کو اہل جماعت سنت بسر وچشم منظور رکھتے ہیں ٭

الغرض یہ فیصلہ آپ کا تصدیق ہے ترتیب خلفاء مسلمہ اہل سنت کے لئے
کے سامنے اور ترتیب ہے اوپر قایم رکھنے امر نبوی کے تاکہ آیندہ کے لئے غالی محبوں کو
نقوم مقامی یعنے اُس جھگڑے اور مخاصمی کے وقت آ ہی جگہ پر کھڑا ہو جیسا
پر میرا قیام ہے کہ میں اپنے بعد شیخین و امیر عثمان کو خلفاء گردان چکا ہوں سو
بھی اسی بات کے مقام میں ہیگا کہ انکو اپنے قبل خلیفہ سمجھیگا نہ بعد میں۔ اور جو
مقام میں نے تیرے لئے مقرر کیا ہے کہ وہ درجہ چہارم ہے۔ اسی مقام چہارم
میں قیام کریگا نہ اول و دوم سیوم میں۔ اور مخاصمین کو میری سنت تقرر اس
ترتیب کے تغیر سے روکیگا سو ایسا ہی ہوا کہ آپ نے بہ رضا مقرر کردہ خلفاء کو
تسلیم کرلیا کما موثوبہ من نہج البلاغہ اور خود مقرر کردہ چہارم مقام
نبوی میں خلیفہ چہارم ہوئے ٭

ثانیاً۔ اگر من بعد کا تعلق خلافت جناب امیر سے مانا جاوے کما زعم اہل التشیع
تو یہ جواب ہے اُن شخصوں کے لئے جو جناب امیر کو آپ کی عین حیات میں
خلیفہ جانتے۔ یعنے جواب ملا کہ اب خلیفہ نہیں ہاں بعد ہونگے۔ سو ایسا ہی ہوا کہ
بعد زمانہ نبوت کے خلیفہ ہوئے کیونکہ عند الشیعہ خلافت شے دیگر ہے اور
امامت شے دیگر۔ خلافت کو نبوت سے ماتحتی کا تعلق ہے۔ اور امامت
مانند نبوت کے از سر خود ایک شے ہے بلکہ ایک قسم کی نبوت ہے پس بعد
اس وقت ہوگا جبکہ نبوت اور اُس کی متعلقہ خلافت ختم ہو چکیگی سو یہ وقت
خلافت ہائے ثلاثہ کے ختم پر ہے۔ پھر بعد سے بلا فصل کیونکر ٭

اگر اس توجیہ کو تسلیم جانے دیں تاہم بعد سے بلا فصل کا ثبوت نہیں
کیونکہ حدیث [illegible] خلفائے [illegible] بھی من بعدی کا حرف ہے جس کا تعلق
تمام خلفاء سے ہے [illegible] ایک [illegible] بعد آئیگا سو بعد اگر مطلب بلا فصل کا مفید ہے

[illegible]

کے ساتھ پڑا ہے۔ تو اس صورت ثابت ہوا کہ من بعد کا حرف بلا فصل کا
فائدہ اور ثبوت نہیں دیتا۔ فقط وہی مطلب ہے جو ابھی اوپر کی توجیہ میں مذکور
ہوا اور اہل سنیوں کی [illegible] روایت میں بھی یہ حرف ہو تو بھی مستند
نہیں ہے نہ بلا فصل کیا ٭

ہاں اگر بعدی کے ساتھ کوئی حرف قید ہوتا کہ جو بلا فصل کے معنی
دیتا [illegible] جیسا کہ سنیوں کی حدیث [illegible] من بعدی
[illegible] حرف [illegible] بعدی کا ثبوت بلا فصل [illegible]
[illegible] موافق [illegible] ہے تو یہ
[illegible] بعدی کے [illegible] شیعوں کا جناب امیر کی خلافت کے لئے

بلافصل کے مرتبہ پر ناز کرنا شیعوں کے حق علی کے سوا اُن کو اپنے مطلب کے لئے کچھ
مفید نہیں اور دعوے بلا دلیل ہے اور نہ اس میں شیعوں کی کچھ جناب امیر کے
ساتھ سچی حمایت پائی جاتی ہے بلکہ اُلٹی دشمنی ہے کہ جناب امیر کی فضیلت مشابہت
خاتم کے منکر ہو رہے ہیں ۔۔۔۔

اس حدیث یا مثل اس کی سے ان علیا وصیی وخلیفتی ص ۳۶ من لا یحضرہ الفقیہ
جلد رابع یعنے علی میرا وصی ہے اور خلیفہ ہے۔ فقط خلافت کا ثبوت ہے نہ
خلافت بلافصل کا کیونکہ بقول حضرت امیر کے خلافت بلافصل سے آپ کا
انکار ثابت ہے اور آور یعنے حضرت صدیق کے لئے تائید ہے اور دو خلافتوں کی
بھی اوروں کے سچے دل سے آپ کو تسلیم ہے اور ان سب باتوں کی کہ
جناب حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمادی
تھی۔ جس وصیت کو آپ نے بوقت لگنے لوگوں کے آپ کو خلافت بلافصل
کے لئے اور بوقت تعین خلافت یوم کے جھگڑے میں ادا کر دیا اور سر بلا خلافت
بلافصل سے انکار فرما کر کہہ دیا کہ خلافتیں عند اللہ مجھ سے پہلے اوروں کی ہیں
جیسا کہ نہج البلاغۃ سے ثابت ہو چکا اور سنی مذہب اس کا متمسک ہے ۔

اب جو کچھ شیعہ مذہب اندر اسکے برخلاف خدا رسول و حضرت امیر کے کہتے ہیں یا اپنے [illegible]
اور محض غلط باتے ہیں اور اس باتے میں مثل [illegible] اہلبیت کرام نہیں بلکہ [illegible]
یا محبت ثابت [illegible] ۔ اور [illegible] کے سوا اصل میں کچھ نہیں ۔

[illegible] اہل سنت [illegible] خلیفہ بعد حضور صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم [illegible] ابوبکر [illegible] عمر فاروق [illegible] علی [illegible]
ہے ۔ جیسا کہ خود حضرت رسول خدا اُن کی خلافت کے قائل اور اس
ترتیب کی جناب امیر کو وصیت فرماویں اور حضرت امیر اُن کو خلفاء اور اسی
ترتیب کو برحق تسلیم کریں اور جناب امام حسن علیہ السلام ان کو خلفاء راشدین
مانیں اور ان کی تقلید کی لوگوں کو تاکید فرماویں ۔ تو پھر [illegible] اہلبیت کرام کے

متمسک ان کو کیونکر برحق نہ مانیں ہماری تو اہلبیت کرام کے مقابلہ پر انکار کی مجال نہیں گئی۔ جب دختر اہلبیت کرام اُن کو برحق خلفاء مانیں۔ تو ہم ایسے متمسک چشم ماروشن دل ماشاد۔ اگر کوئی منکر غیر متمسک مخالف اہلبیت کرام کا غالی خارجی۔ انکار کرے تو کرتا رہے۔ اس میں اہل حق کا کیا نقصان +

ص۔ اور ان چار خلافتوں کو راشدہ کہتے ہیں +

ج۔ ہاں جی۔ کیونکہ جناب امیر کی خلافت اور ان کی خلافت شئے واحد ہے کہ بیعت ایک ہی چیز پر سب نے لی تھی (دیکھئے) معاویۃ انه بایعني القوم الذین بایعوا بابکر و عمر و عثمان علی مابایعوهم علیہ ص۱۲۹ کتاب ۶ نہج البلاغة +

معاویہ رضی اللہ تعالٰے عنہ کیطرف آپ لکھتے ہیں۔ لے معاویہ میرے ساتھ اس قوم نے بیعت کرلی ہے جس نے ابوبکر و عمر و عثمان کے ساتھ بیعت کی تھی اور اُسی شئے یعنے خلافت پر بیعت کی ہے جس پر اُس قوم نے اِن کی ساتھ کی تھی ،،،، اور نیز جناب امیر کی خلافت وہی خلافت تھی جو حضرت شیخین و جناب امیر عثمان کی خلافتیں تھیں اس لئے چاروں خلافتیں شئے واحد ہو کر خلافت راشدہ ٹھہریں نہ غضب۔ تو بدیں صورت خلفاء کی خلافتوں کے رشد کے انکار سے جناب امیر کی خلافت کے رشد کا انکار ساتھ لازم ہے اور جو ایک کیلئے ثبوت ہو گا شئے واحد کے لحاظ پر سب کے لئے برابر ہی ہو گا سواب ہرگز وہ جناب امیر کی خلافت کے رشد سے انکار کرو۔ تو تمہارا اختیار ہے۔ . . . .

نہج البلاغت کی اس عبارت سے یہ امر واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ جناب امیر سے پہلے بھی خلفاء راشدین اہل حق بہ ترتیب مسلمہ اہل سنت والجماعت ہو گذرے ہیں اور یہ بھی کہ یہ لوگ خلفاء حق ہیں بلکہ یہ فیصلہ بھی کہ خلافت بلافصل جناب صدیق کی رشد ہے اور خلافت جناب امیر کی بھی بدرجہ چہارم رشد ہے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جسے احادیث اور اقوال جناب امیر کے جہاں خلافت خلفاء کا

تذکرہ ہے اور نام نہیں اُن میں بھی حضرت ابو بکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی مقصود و مطلوب اہل سنت ہیں۔ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین اور ترتیب مسلہ اہل سنت کی نہایت صدق پر ہے جسکو ازا لہلبیت کرام +

پس جب ایسا ہے تو کیونکر سنی خلافتوں کا نام خلافت ہائے راشدہ نہ ہو بیشک بہ تمسک ارشاد مرتضوی کے یہ خلافتیں راشدہ ہیں اور عند اللہ و رسول مقبول صلے اللہ تعالے علیہ وسلم و آلہ منظور و مقبول +

ص۔ واضح ہو کہ جمیع علماء اہل تسنن کا یہ مقولہ ہے کہ خلیفہ رسول کو دنیات سے کچھ تعلق نہیں +

ج۔ علیکم بسنتی وسنۃ خلفاء الراشدین جب رسول خدا کی سنت کو دین دنیا دونوں طرف سے تعلق ہے اور سنت خلفاء راشدین سنت نبوی کی حیثیت کا قرب رکھتی ہے تو پھر سنت خلفاء کو کیونکر دین دنیا دونوں طرف سے تعلق نہ ہوگا۔ ضرور بل ضرور۔ پھر اہلسنت کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ دنیات سے خلیفہ رسول کو تعلق نہیں +

جناب رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے دنیا دی کاروبار کو صاف پاک کرکے ایسا کر دیا ہے کہ وہ بھی دین کی ایک جز ثابت ہو چکا ہے جس میں نائب اور خلیفہ رسول کو اتباع نبوی پر بہر حال کام کرنا پڑیگا۔ تو اس حکومت میں خلیفہ رسول خدا کا ہر ایک کام دنیات میں داخل ہے۔ پھر بے تعلقی کیونکر +

حضرت رسول خدا علیہ السلام کی سنت کا نام دین ہے۔ اور اپنے خلفائے راشدین کے کل کام کا نام خود حضرت علیہ السلام نے سنت رکھا ہے اور دونوں سے تمسک پکڑنیکا حکم برابر دیا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ خلفائے نبوی کے کل کام سنت دنیات ہیں گو وے کام دنیا دی بھی کیوں نہ ہوں۔ پھر دنیات سے بے تعلقی کیونکر +

خلفاء راشدین کی خلافت راشدہ سے بعد کی حکومت کا نام حضرت نے جبر ہے یعنی محض دنیاوی دھندہ اور ریاست۔ الخلافۃ من بعدی ثلثون سنۃ ثم یصیر ملکا عضوضا۔ جس کا ترک کرنا نبوت کے لئے ضروری جیسا کہ جناب امام حسن علیہ السلام نے بعد میعاد مقررہ کے ترک کر دیا۔

تو اس سے ثابت ہوا کہ خلافت خلفاء راشدین کی۔ خواہ انفاذ احکام دینی میں تھی یا دنیوی میں اس میعاد کے اندر آ کر اپنی منیب صاحب نبوت کی طرح متعلق ہوئے دینیات سے۔ یا یوں کہو کہ اُس کا ہر ایک کام اگرچہ دنیوی بھی تھا۔ دین ٹھہرا۔ پھر بتلائیے خلفاء رسول کو کیونکر دینیات سے تعلق نہ ہوا۔

جبکہ سنی مذہب بطرز بتلا رہا ہے کہ خلیفہ راشد رسول کا ہر ایک کام دینی ہو یا دنیوی۔ دین ہے اور دینیات۔ تو باور نہیں آتا کہ کسی سنی صاحب نے ایسا کہا ہو۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ مخالف ہی نے چالاکی کی ہو۔ اور جھوٹ موٹ کہہ دیا ہو ورنہ کسی سنی امام۔ اصحاب۔ مجتہد۔ محدث کا نام تو ضرور لکھا ہوتا۔

الغرض خلیفہ و نائب رسول کا منصبی فرض ہے کہ وہ شریعت محمدیہ علے صاحبہا الف الف صلوٰۃ و سلام سے ہر ایک کاروبار کو دینی ہو یا دنیوی جاری کرے کیونکہ وہ جناب حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے بعد اُن کے ہر ایک بات۔ اور کام اور سنت کا ضامن و وارث ہے۔

اس بات کو مخالفین تک بھی مانتے ہیں۔ چنانچہ ایک نصرانی عالم لکھتا ہے "کہ ابوبکر کے انتقال کے بعد عمر ازراہ وصیت خلیفہ مقرر ہوا۔ انہیں خلفاء کہتے ہیں جو محمد صلعم کے بعد کاروبار عبادات و معاملات میں وارث ہوں" ص ۵ جلد دوم لب التواریخ۔ پھر افسوس ہے کہ محمد کو نہ مانیں۔ بلکہ در پردہ وارثان رسول کو بے دین کہیں۔ افسوس ہے کہ اگر کسی مذہب کے بانی نے

ایسا کہا بھی ہو۔ تو اُسے بھی ہمارا رخصت کا سلام ۔

جناب مولانا نے امیر بھی صفحہ ۱۸۴ کلام نمبر ۹۹ میں حق خلفاء رسول فرماتے ہیں
اقام السنۃ۔ ذھب نقی الثوب۔ (یعنی اپنے عہد) کو قائم کیا اُس نے
سنت کو اور گیا دنیا سے پاک دامن ہو کر۔ یعنے دین کو قائم کیا اور دنیا کی
تعلقات سے پاک رہے۔ تو ثابت ہوا کہ ہر ایک خلیفہ رسول دنیا سے
ملا ہوا ہے بلکہ خود مجسم دین ہے اور یہی عقیدہ ہے اہلسنت والجماعت کا ۔
ش۔ امت کو اختیار ہے کہ اپنی طرف سے جس شخص کو چاہیں خلیفہ رسول
مقرر کریں ۔

ج ہرگز اختیار نہیں کہ اپنی طرف سے کسی ایسے شخص کو خلیفہ رسول مقرر کر لیویں
جس کے لئے خدا رسول نے خلافت کا حق قائم نہ کیا ہو۔ ہاں یہ اختیار
ضرور ہے اور ہونا چاہیئے کہ اُن شخصوں میں سے جن کے لئے خدا رسول نے استحقاق
خلافت قائم کر دیا ہے [illegible] ہیں جس کو چاہیں خلافت پر قائم کر لیویں ۔
پس اہلسنت کا اجماع و شوریٰ ہے استخلاف۔ فیصلہ در بارہ تعین خلافت بریک
شخص مستحق توقف واجب۔ انہیں شخصوں پر موافق ترتیب خدا رسول کے ہوا ہے
جن کی خلافت کے لئے خدا رسول نے حکم دیا تھا۔ نہ یہ کہ کسی غیر مستحق یا
غیر منصوص خدا رسول کے شخص کو اپنی طرف سے خلیفہ رسول مقرر کر لیا ۔
بہت لوگ تھے جن کو احکام ارشاد امر تعین خلفاء بترتیب
خدا رسول کا معلوم نہ تھے جس وجہ سے تعین ترتیب میں کہ اب کون اوّل
اب کون ہو مہاجرین اور انصار کو ایک دفعہ شوریٰ اور اجماع کی ضرورت
پڑی کہ ہر کس نے احکام شنیدہ از حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم و آلہ پیش کئے۔ اور اہل اجماع نے سب کو ملا کر ایک نتیجہ
نکال لیا۔ اور سنت شوریٰ ادا ہوئی کہ حضرت رسول خدا علیہ السلام نے

بھی اکثر معاملات وغیرہ میں اپنے صحابہ کرام سے بہت دفعہ شورے لیا کرتے تھے۔
الا یہ سب کچھ جناب امیر عثمان علیہ السلام کے انعقاد خلافت کے وقت ہوا۔ نہ اول و دوم کے وقت کیونکہ خلافتیں صراحتاً اسی ترتیب کا حکم پا چکی تھیں۔ اور انکے انعقاد کے وقت کسی نے چون وچرا نہ کی۔ اور سب نے بالاتفاق تسلیم کر لیا تھا۔

خلافت سیوم گو اپنی اسی نمبر کا حکم پا چکی ہوئی تھی لیکن چند اشخاص کو کہ واضح طور پر اول و دوم کے طرح اس کا حکم نہیں سن چکے ہوئے تھے مقابلہ کے لئے ایسی ارشادیں پیش لائے جن سے وے جناب امیر علیہ السلام کا نمبر ثابت کرنا چاہتے تھے۔

اس وقت بزرگانِ قوم نے اجماع کیا شورے لیا۔ معاملات پیش ہوئے آخر سب نے متفق ہو کر جناب امیر عثمان کا حق تسلیم کیا۔ اور حضرت مولائے مرتضےٰ نے بخوشی وحق پرستی سب سے اول امیر عثمان سے فرمایا وانی انشدک ان تکون امام ھذہ الامۃ المقتول۔ ۱۶۳ کلام نمبر ۲، نہج البلاغہ۔
اے امیر عثمان میں تجھے پختہ کرتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ ہو تو امام اس امت شہادت امیر عمر سے تکلیف برداشتہ کا۔ کیونکہ امیر عثمان کا اس نمبر کے واسطے خدا رسول کی طرف سے حق تھا۔ اور جناب امیر اسکے فیصلہ کیلئے وصیت کئے جا چکے تھے۔ اور آپ کو سنا دیا گیا تھا کہ تقوم مقامی اسی نمبر پر قیام کرنا جس کو میں نے آپ کے لئے ٹھہرا کیا ہے کہ وہ نمبر چہارم ہے لیں اگر یہ خلافتیں امت کے اختیار میں ہوتیں تو اول ہی دفعہ جبکہ لوگوں نے خواہش کی تھی اور سیوم دفعہ جبکہ لوگوں نے زور دیا تھا۔ حضرت امیر خلیفہ اول یا دوم یا سیوم بنائے جاتے۔ لیکن خدا رسول کے حکم نے اُن لوگوں کو لاچار کر دیا اور سب نے ویسا ہی مانا جیسا کہ حکم روز میثاق سے ہو چکا تھا۔

حضرت امیر چونکہ اس امر سے واقف تھے لوگوں کو اس معاملہ میں اپنی
خواہش کے موافق دست اندازی سے دھمکایا۔ اور صاف قرار فرمایا کہ میں
نمبر سیوم پر خلیفہ نہیں کہا مگر۔ بلکہ حضرت عثمان کو تسلیم کر کے لوگوں سے منوایا کہ
یہ کہ معاملہ خدا رسول کے اختیار میں ہے جس طرح انہوں نے چاہا کیا۔ اب امت
کو کسی کی پس داری میں رد و بدل کا کچھ اختیار نہیں اور نہ کوئی کچھ کر سکتا ہے
جو کچھ ہونا تھا ہو چکا ۔

گو اس اجماع اور شوریٰ کے متعلق بہت سے لاطائل قصائص بے سر و پا
ایجاد ہو گئے ہیں اور زمانہ کی گذشت کے بعد اقوال سابقین ہو کر بندھ گئے
ہیں اور ہر کس کی رغبت کے صورت نے معاملہ کو بدل دیا ہے۔ لیکن ہم کو ان
سے کیا غرض ہمیں منظور اور تسلیم ہے۔ جو کچھ اس وقت کے بزرگوں نے
تسلیم کیا۔ آمنا و سلمنا ومن لم یومن بہ فان اللہ لا یحب المعتدین ۔

البتہ یہ بات شیعہ مذہب میں صاف صاف ثابت ہے کہ اس معاملہ میں
خدا رسول کی رائے دینے کی چنداں ضرورت نہیں شوریٰ یعنے کمیٹی کے
اختیار میں ہے جس کو چاہئے امام بنائے۔ وہی حق کا امام ہے۔ خدا کی
رضامندی بھی اسی امام کے واسطے ہے جس کو کمیٹی منظور کرے۔ ورنہ
بلا منظوری ممبران کمیٹی کے خدا امام پر ہرگز ہرگز راضی نہ ہوگا ۔

کمیٹی کی پاسداری خدا کو اس قدر منظور ہے کہ اگر کوئی شخص کمیٹی کی
رائے سے انکار کرے۔ اور اسکے منظور کردہ امام کو منظور نہ رکھے تو وہ منکر
خارج از طریقہ اسلام واجب القتل ہے ۔

وانما الشوریٰ للمہاجرین والانصار۔ فان اجتمعوا علیٰ رجل
وسموہ اماما کان ذلک للہ رضیٰ فان خرج من امرہم خارج بطعن
او بدعتہ۔ ردوہ الیٰ ما خرج منہ۔ فان ابیٰ۔ قاتلوہ علیٰ اتباعہ

غیر سبیل المومنین صفحہ ۱۸۹ کتاب ع۶ نہج البلاغۃ ✦

اور بیشک شوریٰ یعنی کمیٹی مہاجر و انصار کے اختیار میں ہے جس شخص
پر وے اجماع کریں اور اس کو امام بنائیں۔ تو خدا اس کمیٹی والے امام پر راضی
ہے۔ پس اگر کوئی شخص خارج ہو اس کمیٹی سے بسبب کسی طعن کے یا بدعت کے
تو اس کو خارجی سمجھنا چاہئے۔ اگر توجہ کرے اور باز آوے تو بہتر ورنہ اس منکر
رائے کمیٹی کو قتل کیا جاوے کہ وہ خارج از دائرہ اسلام ہے ✦

جناب امیر کی اس کلام سے ثابت ہوا کہ امت کو اختیار ہے جس کو
چاہے خلیفہ رسول مقرر کرے خدا کو وہ منظور ہے اور کمیٹی میں مقبولیت کا
استحقاق بھی بجز مہاجر و انصار کے اور کوئی نہیں رکھتا۔ اور مسلمان کو
اس کمیٹی کے فیصلہ در باب تعیین امام کے سے سر اٹھانا بتسلیم شیعہ مذہب
گویا خدا سے جنگ کرنا بلکہ کافر ہونا ہے ✦

سو اہل سنت جماعت نے اس کمیٹی کے فیصلہ کو منظور کر لیا جس کو جس وقت
اس نے امام بنایا سنی لوگ اسے امام حق کا مان کر داخل طریقہ اسلام
مسلمان ہے اور اہل التشیع برخلاف جناب امیر کے اسلامی کمیٹی کے فیصلہ سے
منکر اور دشمن خدا ہو کر غضب کا خدا طریقہ اسلام سے خارج خارجی
شیعہ ہوئے۔ اب بتلائیے اختیار امت کا منظور ہے یا غضب خدا رسول کا
اور خارجی ہونا ✦

۲۳ اور یہ بھی وجہ ہے کہ در بارہ تعیین خلفاء کوئی حکم صاف خدا رسول
صلے اللہ تعالے علیہ وسلم و آلہ نے نہیں دیا ✦

ج دیکھو حکم خدا آیت وعدہ استخلاف میں اور حکم رسول صلے اللہ تعالیٰ
علیہ و آلہ وسلم حدیث اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر۔ لا ینبغی لقوم فیہم ابوبکر ان
یؤمھم غیرہ میں کہ پیروی کرو میرے بعد حضرت ابوبکر و حضرت عمر

کی اور نہیں لائق قوم کو کہ باوجود گی حضرت ابوبکر کے کوئی غیر شخص اُس کا امام ہو +

ہاں شیعہ مذہب میں ائمہ اطہار اثنا عشر علیہم السلام کی امامت کے تعین کیلئے خدا رسول کی طرف سے کوئی صاف صاف حکم نہیں اور یہی وجہ ہے کہ شیعہ مذہب کے پیرو تعین اشخاص ائمہ اطہار میں مختلف فرقے بن چکے ہیں +

گو جناب امیر حسب مذہب امامیہ علیہ السلام کی امامت کے سب قائل ہیں لیکن بعد میں آپ کے شیعہ کے ساتھ بجائے حضرت اطہر حسنین علیہما السلام کے حضرت محمد حنفیہ کو امام کہتے ہیں شیعہ مختاریہ بعد جناب حسنین شریفین کے امام محمد رضی کو مانتے ہیں شیعہ زیدیہ امامت جناب امام زین العابدین علیہ السلام کے منکر ہیں اور شاید بجائے اُنکے حضرت امام زید شہید فرزند رشید جناب امام سجاد زین العابدین کو امام حق بتاتے ہیں شیعہ باقریہ حضرت امام محمد باقر تک اور شیعہ ناووسیہ حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام تک امامت کے قائل ہیں - آگے بند شاید یہی لوگ شش امامیہ کے نام سے مشہور ہیں جو کراچی بندر کے گرد و نواح آباد ہیں +

موسویہ حضرت امام موسے کاظم کو امام کہتے ہیں لیکن افطحیہ شیعہ حضرت امام عبد اللہ ابن امام جعفر صادق علیہ السلام کو امام مانتے ہیں پھر شیعہ قرامطیہ بعد انکے حضرت امام محمد ابن امام اسماعیل کو بجائے حضرت امام محمد تقی علیہم السلام کے امام جانتے ہیں اور شیعہ جعفریہ حضرت امام جعفر ثالث ابن حضرت امام علی نقی علیہما السلام کو بعد امام حضرت حسن عسکری علیہ السلام کے امام بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام حضرت حسن عسکری علیہ السلام لاولد تھے - یعنی شیعہ امامیہ کے مہدی کی اولاد ہونے کے منکر ہیں کہ پیدا نہیں ہوئے +

شیعہ امامیہ اثنا عشریہ گو زبان سے دوازدہ ائمہ اطہار کا کلمہ پڑھتے ہیں

محبت کا دم بھرتے ہیں - لیکن اصل حقیقت انکے مذہب کی یہ ہے کہ بجز حضرت امیر و حضرت امام مہدی علیہما السلام کے اور کسی کو امام نہیں مانتے اور نہ انکے درمیانی زمانہ کو امامت کا زمانہ جانتے ہیں - بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ان کے درمیانی عہد میں شیطنت اور جہالت کی جانشینی تھی - نہ امامت اور خلافت کی ... یعنے بعد از وفات حضرت امیر المومنین تا ظہور قایم - جانشینی جہل و شیطنت خواہد (مطلب حدیث کا یہ ہے) صافی شرح کافی صفحہ ۱۸۱ کتاب الحجت جز سوم حصہ ۳ مطبوعہ نولکشور ۱۳۰۸ھ مصنفہ مجتہد مذہب اثنا عشریہ ملا خلیل ابن غازی قزوینی +

کیوں ہو اتو ثابت کہ عندالشیعہ درمیانی زمانہ حضرت امیر و مہدی علیہ السلام کے جو عین امامت کا زمانہ ہونا چاہیئے کوئی امام نہیں ہوا اور نہ امامت جاری رہی - بلکہ کچھ اور بات ہوگذری ہے - جس کو میں قلم اور زبان پر لانا کفر سمجھتا ہوں اور نہ بیان کی ضرورت دیکھتا ہوں - کیونکہ محب داران ائمہ اطہار شیعوں کے اس فاسد عقیدہ کو سمجھ گئے ہونگے جو انہوں نے انکو سچا امام ماننے کے تقیہ کی آڑ میں کچھ اور ہی نہایت حب را مانا شیعوں کے بُرے عقیدہ سے خدا کی پناہ دل پر کچھ زبان پر کچھ - پھر بھی بے شرموں کا سا دعوے کہ ہم شیعہ اثنا عشریہ کیا اسی نیک عقیدہ پر - شرم ہو تو اپنے کیلئے شیعہ اثنا عشریہ کہلانے کے طلب پر پانی پیکر ڈوب مریں کہ یہ پلید اور شہر صعون نے انکے حق میں ایسا پایا کہ نہیں کہا تھا - جو تم شیعوں نے کہا - اب تم خود ہی انصاف کرو کہ شیعہ اثنا عشریہ ہو یا شیطان عشریہ پلید اور شیعہ شیطان شیعہ ہو +

پس الحمد للہ کہ سنی مذہب کل آل محمدی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو معہ شمولیت ائمہ اثنا عشر کے ایسا ہی مانتا ہے - اور انکے زمانہ کو زمانہ

نیک جانتا ہے اور دوران فساد میں ائمہ اطہار کو مصلح مانتا ہے۔ نہ جانشینان الخ
کا اعتقاد ہم شیعہ ٭

یہ تذبذب اور عدم پختگی امامت کا شخص خاص کے دینا اور عقیدہ بہ نسبت عہد
امامت ائمہ ہے کہ شیعہ مذہب میں اس لئے ہوا کہ ان کے ہاں کوئی صاف حکم درباب
تعین کسی امام کے خدا رسول کی طرف سے صادر نہیں ہوا ٭

برخلاف سنی مذہب میں اس قسم کے عدم فساد کا یہی باعث ہے کہ
اس میں خلفاء راشدین کے تعین بہ ترتیب ہستہ معروفہ کا حکم خدا رسول
کیطرف سے واضح طور پر صادر ہے کہ اس مذہب کے کسی شیخ کو حنفی شافعی
مالکی حنبلی کو ان چار کی امامت خلافت سے انکار نہیں بلکہ سب فرقے
بھی جن کو اس مذہب سے تعلق کا دعوےٰ ہے مثل اہل حدیث نیچری سب کے سب
بالاتفاق انہیں چہار خلفاء حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت
عثمان غنی حضرت علی مرتضےٰ علیہم السلام کو ائمہ و خلفاء حق مانتے ہیں اور
ان میں سے کوئی کسی خلیفہ و امام کو خارج امامت و خلافت سے نہیں جانتا اور
اپنے عقیدہ سے انکے عہد فیض مہد کو خیر القرون سنت کا پاک زمانہ جانشینی
سنت و خلافت راشدہ و امامت مانتے ہیں۔ کیونکہ خدا رسول نے ان کی خلافت
کے واسطے صادر فرما دیا تھا جس کی اطاعت اہل ایمان کو انکار کی مجال نہیں
جیسے چنانچہ ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء میں شاہ ولی اللہ صاحب الخ
ج۔ جناب شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم مغفور نے یہ تو کہیں نہیں لکھا کہ
درباره تعین خلفاء حکم خدا و رسول وارد نہیں ٭

۴۹ اصلی تاشبیہ کا وہی ہے جو رسالت میں نائب ہو ٭

ج۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء۔ خاتم النبوت نہیں حضرت
امیر ساتھ شریک فی النبوت ہیں۔ پھر علی ہذا ختم نبوت کا حضرت امام مہدی

پر ہو گا تو اثنا عشریوں کے بیان بموجب عقاید حضرت رسول خدا سے بھی انکار کرنے لگے +
مثلاً اگر امتی کسی رسول کی اطاعت نہ کریں تو رسالت میں کچھ فرق نہ آئیگا
گو سلطنت دنیا دی بوجہ عدم اطاعت امت کے قایم نہ رہے۔ اسیطرح
نایب حقیقی کی بھی متابعت اگر امت نہ کرے تو ہرگز اس کی نیابت میں فرق
نہ آئیگا +
امت کیحالت کیسی ہی کیوں بدل جائے لیکن رسول کے لئے لازم ہوگا کہ وہ
اپنے اُس منصبی کام کو پورا کرے جسکے لیے مبعوث ہوا ہے یعنے مخالفین کو تلقین
کلمہ حق کرتا رہے۔ گو اس میں اسے ضرر پر ضرر کیوں نہ پہنچے۔ بحالت طاقت
ان سے جہاد کرے۔ یا ہجرت کر کے کہیں اور اعلائے کلمہ حق کرے +
نہ یہ کہ مخالفین سے ڈر کر اپنے منصبی فرض تبلیغ حق کو چھوڑ بیٹھے۔ ان کی اطاعت
و فرمانبرداری کرے۔ اپنا حق کھو بیٹھے ان کا اقتدا کرے۔ اپنی سنت ترک کرے
اور مخالفین کی ہر ایک بدعت کا شریک اور تابع رہے +
ایسا ہی اُسکے نائب حقیقی کو لازم ہے کہ وہ اپنی ... کے جملہ اوصاف سے موصوف ہو
رسول کے اور اپنے مخالفوں سے لڑے اور اپنے ... کے دین کو قایم رکھے اگر
طاقت نہ ہو تو ہجرت کر کے کہیں اور جگہ جا رہے اور اپنا کام کرے یعنے اعلائے کلمہ حق +
اگر رسول مؤید حق نہ ہوا اور اسکا نائب ... کا موافق نہ ہوا تو دونوں کے لئے
شک ہے کہ وے خدا کیطرف سے نہیں ہوئے ضرور مصائب پر صابر ہوتے اور
خدا کا کام پورا کرتے +
یہ جملہ اوصاف نبوت حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم و آلہ میں موجود
تھے۔ ہر چند مشرکین اور کفار کیطرف سے ایذا پر ایذا پہنچے۔ ضرر ہوا۔ صعب تر
تکالیف اسٹھائیں تاہم مؤید خدا رہے اور اعلائے و تلقین کلمہ حق کو نہ چھوڑا۔
جب دشمنوں کی دشمنی حد سے بڑھ گئی۔ رشتہ دار و اصحاب آپ کے بڑی

پھر جیسے کہ سامنے نکالے گئے۔ بلکہ آپ کے لئے بھی شہید کر دینے کا پختہ منصوبہ
باندھا گیا تو آپ ؑ اس سے اٹھ کر دوسری جگہ میں جا بیٹھے اور وہی کام وہاں
جاکر شروع کیا +

جب مخالفوں کی اذیت دوسری جگہ میں بھی جا پہنچی تو اُس وقت آپ نے
اُس اذیت اور ضرر کے روکنے کے لئے جہاد کیا۔ قوم سے ضرر کو ہٹایا۔ دین
یعنی عبادت خدا سے روکنے والے مخالفین کو ہٹایا +

اب لازم تھا کہ آپ کا حقیقی نائب ایسے وقت میں ویسا ہی کام کرتا جیسا کہ
اسکے نائب نے کیا تھا۔ لیکن شیعہ مذہب میں اظہر من الشمس ہے کہ آپ کے
نائب حضرت امیر علیہ السلام نے ویسا نہ کیا۔ بجائے تائید حق تلقین ہجرت
اعادہ جہاد کے آپ نے اُن شخصوں کی جن کو شیعہ اگلے کافر مرتد منافق
مانتے ہیں اور ان کی بیعت کو عبادت و فرض جانتے ہیں اور ان کی اقتدا کی۔
ان سے رشتہ داری کی صحبت بنائی۔ ڈر کر تقیہ کیا۔ دعا میں ان کی شریک رہے
عبادات میں اُنکے مقتدی بنے۔ اور دین خدا کی جو اُنہوں نے اپنی آراء سے
اُسے بدل دیا کچھ تائید کی +

اب بتلاؤ کہ نیابت حقیقی اس کا نام ہے۔ اے میاں شیخ الشیعہ فرق
بجائے خود رہا۔ نیابت حقیقی بجائے خود رہی۔ یہاں تو شیعہ مذہب کے اصول
پر جناب امیر کی مجازی نیابت بھی صحیح طور پر ثابت نہیں ہو سکتی کہ عند الشیعہ
جناب امیر نے ہر ایک کام میں حضرت رسول خدا کی سنت سے سخت مخالفت
کی اور ہمیشہ مخالف رہے۔ اُن شخصوں سے بلکہ ان کی بیعت موافقت
کی جو شیعوں کے نزدیک منافق اور حضرت رسول خدا کے سخت
دشمن تھے +

ہاں سنی مذہب کے اصول پر حضرت امیر بے شک اصلی نائب حضرت رسول کے

ثابت ہوتے ہیں کہ اس میں آپ ان جملہ اوصاف سے موصوف ہیں جو حضرت رسول خدا
میں تھیں اور جن کا ہونا آپ کے جملہ خلفاء راشدین میں ضروریات سے تھا +
جیسا دیگر اصلی نائبان نے دین کی تائید اعلاء کلمہ حق ۔ حفاظت سنت کا کیا ہے
ویسا ہی حضرت امیر موید دین حق اعلاء کنندہ کلمہ حق ۔ محافظ سنت رسول رہے
پس اگر اصلی نیابت جناب امیر پر ایمان لانا ہے تو وہ اہل گھر آؤ اور سنی ہو ورنہ
شیعہ مذہب میں آپ کی اصلی نیابت کا کچھ پتہ نہیں ہے اور نہ ثبوت ہے +
حیلہ ۲ رسالت کا نائب وارث علوم انبیاء ہے +
آج بجا ہے سنی مذہب ایسا ہی مانتا ہے مگر شیعہ مذہب کا اصول ائمہ اطہار کو وارث
علوم انبیاء کرام نہیں مانتا بلکہ ایسے شخصوں کے مال اسباب کا وارث قرار دیتا ہے
جو شیعہ مذہب کے اصول پر کافر ہیں +
ولد الزنا ۔ سب چھوٹے سے چھوٹا ہو نہیں اور یہودی نصرانی مشرک کے برابر ہے
دیکھو من لا یحضرہ الفقیہ ۔ اور وہ کافر ہے ۔ دیکھو یہ حدیث عن ابی
عبد اللہ علیہ السلام ۔ لا یدخل حلاوۃ الایمان قلب سندی ولا خوزی ولا زنجی
ولا کردی ولا بربری ولا نبک خزری ولا من حملتہ امہ من الزناء ۔ (خصال
لابن بابویہ قمی) +
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں نہیں داخل ہوتا ایمان
دل میں سندی کے اور زنجی کردی بربری نبک خزری کے اور ولد الحرام کے +
سندیو نکتہ شیعہ ہونا ثابت ہے ۔ کیونکہ حلاوت ایمان کی انکو
نصیب نہیں ۔ سنیوں سے نکلے ۔ ۳ کے جگہ نہ ملی تو دھوبی
کے کتے کی طرح نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے لیتے سندھی
شیعہ ہر طرف سے شرمندگی ہو رہے . . . .
لہذا اے شیعیان سندھ ۔ لیٹو اور سنی ہو جاؤ ۔ یہی مذہب ایمان

بھکر۔ ٹونک بھیرن ۔ کروڑ ۔ لیہ ۔ پیر عادل ڈیرہ غازیخاں جلالپور ۔ فاضلپور
نوشہرہ ۔ اجنپور ۔ مٹھن کوٹ ۔ روجھان ۔ میر پور ۔ روڑی ۔ سکھر ۔ شکارپور ۔ حیدرآباد
کرانچی وغیرہ علاقہ سندھ ۔ جب تمہارے لئے شیعہ مذہب میں ایمان نہیں ۔ تو
پھر کس امید پر اس مذہب میں اڑے ہوئے ہو ۔ کیا بے ایمانی کے لئے ۔ وقت
ہے توبہ کرو ۔ سنی مذہب کے فیض سے بہرہ یاب ہو گئے یہ تمہارے واپس آنے پر
تمہیں بے ایمان نہیں رکھیگا ۔ بلکہ صاحب ایمان سمجھیگا +

مسئلہ اگر شیعہ مذہب خدا رسول و ائمہ اطہار علیہم کیطرف سے حق کا مذہب
ہوتا تو اس میں ہر ایک داخل ہونے والے کے لئے ایمان کا فیض عام ہوتا کہ آپ کافۃ الناس
پر مبعوث تھے نہ کسی خاص ملک کے باشندوں کے لئے کہ فلانے ملک کے
ہوں ۔ اور فلانے ملک کے شخصوں کے واسطے شیعہ مذہب میں مطلق ایمان نہیں
مسئلہ ۔ سنی مذہب کے برحق ہونے کی یہ بھاری دلیل ہے کہ اس میں ہر ایک فرقہ
اور ملک کے شخص کے لئے ایمان کا فیض ہے ۔ خواہ وہ شیعہ مشرک اور کافر ہو یا
شیعہ یہودی اور نصرانی ہو یا شیعہ مجوسی آتش پرست ہو ۔ خواہ شیعہ خارجی اور رفضی ہو
خواہ شیعہ چمار اور سانسی ہو ۔ خواہ شیعہ بدبختی بے ایمان ہو ۔ کوئی ہو ۔ سندھی ہو
بربری ہو اور خواہ ولد الحرام بھی ہو +

جب وہ تائب ہو کر آئے تو وہ تمام نجاستوں سے پاک ہو جاتا ہے ۔ برخلاف شیعہ
مذہب کے وہ اس میں پاک نہیں ہو سکتا ۔ وہ شیعت میں ویسا ہی نجس اور پلید ہے
جیسا کہ پہلے تھا اور جو تھا اس کا نجس العین ہے یہانتک کہ اس سے وضو
تک روا نہیں ۔ اگرچہ وہ ہزار کلمہ پڑھے ۔ علی ولی اللہ کا ذکر کرے کربلا معلے
اور نجف اشرف کی سچی محبت سے زیارت کرے اور نماز بھی شیعوں
جیسی پڑھے تاہم وہ نجس ہے اور کافر ۔ اور بے ایمان ۔ . . . . .
بے وقوف اتنا نہیں سوچتے کہ قصور ہے تو اسکے ماں باپ کا ۔ غریب مولود کا کیا

قصہ ایسا ہے کہ یہ جو شیعے ہیں کیا ناپسر کیا وہ انسان کا بچہ باوجود کلمہ گو ہونے کے اچھا ہے یا ان کا اجتہادی
ہوتا ہے کا جو تھا شیعہ مذہب ہے کہ جاتا ہے اور اس کا بیٹا ٹھہرتا ہے کہ ولد الحرام کا جو تھا بیٹا ہو وہ شیعہ نہیں ہ
الغرض اس حالت کا اگر کوئی بزبان ولد الحرام شیعہ ہو جاوے اور چھوڑ جاوے تو اسکے مال و اسباب کا کون وارث
شیعہ مذہب کہتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے جیسا کہ کتاب فروع کافی میں ہے جو یہ ہے
عن ابن سنان عن عبد الله بن سنان عن ابی عبد الله علیه السلام قال سألته فقلت
جعلت فداك ولد الزنا قال یعطی الذی انفق علیه ما انفق علیه
قلت فان لم یكن فانه مات ولم یدع فمن یرثه قال الامام ؁
عبد اللہ بن سنان کہتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا جناب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ اگر مر گیا ولد الحرام اور اسکا مال
چھوڑ گیا تو اس کا وارث کون ہوا اسکی تو فرمایا آپ نے وارث اس کا امام ہے (اب سمجھ لو باپ کون ہوئے) ؁
اس میں کچھ شک نہیں کہ شیعہ مذہب میں امام کا اطلاق نبی پر ہی آیا یا آل نبی پر یا بنی پر سوائے اسکے اور کوئی
طہارت ۔ علاوہ شیعیت میں لازم آیا ہوا سوائے اسکے اور کوئی شخص مطلق امام کا مستحق اور مجاز نہیں
زمانہ انبیاء کرام ختم ۔ ہمیش نما ز کا منصب نہیں کہ وہ کسی پر اتنا دعوے کئے کہ وہ
اسکے کل ارث کا وارث ہو گیا ہو ہیں یہ بوقت حکم پایئے اس مسئلہ کے وجود امام موجود
کبھی نہ تھا ۔ بجز دوازدہ اماموں سے ایک کے ۔ جو خود میں نمازی کا کام کرتے تھے ؁
دوازدہ میں سے ہر ایک شیعہ کی ہر ایک چیز پر ملکیت کا منصب رکھتا ہے اگر
باور نہ آئے شیعوں سے پوچھ لو لہٰذا شیعہ مذہب کے نزدیک ولد الحرام کا وارث
انہیں ائمہ میں سے امام ہے جو اس وقت موجود ہو ۔ استغفر اللہ من کفرات الشیعہ
شیعوں کو نہیں مناسب ہے کہ رنڈیوں اور کنجریوں کا مال کھنگ گھر میں جمع کرا رکھیں ؁
مسن رسیدہ کے ہمدردی یا بیرنگا ہیں انکے حوالہ کر دینا کہ تمہارے مذہب شیعہ میں یہ مال
انہیں کا ثابت ہے کیونکہ یہ لوگ عموماً ولد الحرام ہوتے ہیں اور انہیں کا وارث شیعہ
مذہب اپنے ائمہ کو بتلاتا ہے ؁
تعجب تو اس بات کا ہے کہ جو شیعے پانی سے تقوے اور پرہیزگاری کرتا
سمجھا نو ۔ حتی کہ رنڈیوں اور مقتنت کے مال پر وہ حضرات کہ کل مال انکو دے
دیکھنے یا نفس ہے وا شیعہ مذہب پر جی بات کیوں نہ ایسا مال ہو حرام کیا
[illegible] التخییث الخبیثین [illegible]

کی نسبت ایسی سخت گستاخی کی بلکہ توہین کی کہ طیبین کو مردار کا وارث ٹھہرایا اور اس بے ادبی سے ہم اہلسنت جماعت کا دل دکھایا۔ جاؤ خدا تجھے تیرے اس بدعقیدہ کی مناسب پاداش دیوے +

اب او سنئے عن عبدالرحمن ابن اعین۔ قال قال ابو جعفر علیہ السلام۔ لا یزداد بالاسلام الا عزاً فنحن نرثھم ولا یرثونا ھذا میراث ابی طالب فی ایدینا صفحہ ۲۹۲ استبصار باب انہ یرث المسلم الکافر ولا یرثہ الکافر . . . . . +

فرمایا جناب سیدنا حضرت محمد باقر علیہ السلام نے۔ نہیں بڑھتی اسلام سے مگر عزت پس ہم لوگ وارث ہیں کافروں کے اور کافر نہیں وارث ہمارے دیکھو یہ ابی طالب کا ورثہ ہمارے ہاتھ میں +

اس حدیث سے شیعہ مذہب کا کفر بنسبت جناب حضرت ابیطالب جسکا اتہام بار بار سنیوں پر ہوا کرتا تھا۔ ثابت ہو گیا کہ شیعہ لوگ اُن کو مسلمان نہیں جانتے خیر اسکا مباحثہ تو آگے چلکر ہو گا۔ بالفعل تو تحقیق کے رو سے ثابت ہوا کہ جناب ائمہ اطہار علیہم السلام کو شیعہ مذہب بجائے وارث علوم انبیاء کرام ماننے کے کافر اور ولد الحرام کے مال اسباب کا وارث مانتا ہے۔ جس کا نتیجہ شیعوں کے نزدیک ان کی نیابت اہل کفر کی ثابت ہوئی نہ انبیاء کرام کی۔ واہ شیعو مخلصو تمہاری ایمانداری صدقہ مومنوں کا دل کافروں کا +

خدایا۔ اب بھی کچھ شیعوں کے لئے عذاب کی دیر ہے۔ اس سے بڑھکر انکا کیا کفر ہو گا کہ انہوں نے تیرے ان پیارے بزرگوں یعنے ائمہ اطہار کو جو ہر طرح سے پاک اور اخیار ہیں بجائے وارث علوم انبیاء کرام ماننے کے وارث مال مردار ابن الحرام مانا +

ائمہ کرام کے شان پاک کی یہ توہین شیعوں نے کچھ تھوڑی ہی نہیں کی بروید ملیند

اور شمر لعین سے بڑھکر قدم رکھا ہے یعنی جب اس بات کو دیکھینگے جل بھن [illegible]
کہ تلوار سے شمر نے کی اور زبان سے شیعوں نے کی لیکن اب اوران اہلسنت کو ائمہ اطہار
کی سنت پر صبر کرنا چاہیئے کہ ملوا ہے عام میں بجز صبر کے کوئی چارہ نہیں
اور میں امید کرتا ہوں کہ شیعہ لوگ جو اپنے مذہب کی کتب سے واقف نہیں اب
واقف ہوکر اس کفر سے توبہ کرینگے۔ اور سنیوں کے ساتھ ہوکر سچے ایمان سے ٹھیک
مان لینگے کہ رسالت کا نائب وارث علوم انبیاء کرام ہے نہ کسی ولد الحرام کا
صلہ کلام ربانی کی تفہیم و تعلیم بعد رسول کے وصی کے متعلق ہے۔

ج پھر کیوں متواتر [illegible] بزرگوں کی بدبختی کے مقلد رہے۔ اور
قرآن کو چھپا ڈالا۔ کہ آخر کو امام مہدی صاحب لاوینگے۔ بھلا اب کیوں نہ نکالا
میں مصحف خدا کو دبائے بیٹھے ہیں۔ باہر نکالکر کیوں تفہیم و تعلیم نہیں کرتے۔
کیوں کوئی ڈر ہے یا ابھی شیعہ مخلص پیدا نہیں ہوئے۔

پھر لطف یہ کہ شیعہ مذہب کے رو سے [illegible] ثابت نہیں [illegible]
اہلسنت کے رو سے آن پر ثابت ہے کہ خلفاء [illegible] اہلسنت نے اپنے [illegible]
سے اشاعت اور تفہیم و تعلیم قرآن مجید کی پوری پوری کی [illegible]
کیا ہوا [illegible] قرآن دنیا پر موجود ہے جس سے [illegible]
بے شمار [illegible] ہے۔ اور جناب ائمہ [illegible] علیہم السلام نے اسی قرآن کی تفہیم
لوگوں کو کی اور خود اسی پر عمل کیا [illegible]
عثمان و جناب مولائے مرتضیٰ علیہم السلام [illegible]
[illegible] اگر بعد رسول کے نائب باقی [illegible]
[illegible]
نائب رسول [illegible]
ہو جاوے۔ چنانچہ فرمایا جناب [illegible]

ایک بڑے مجمع اہل امت سے کہا یا ایہا الناس انی تارک فیکم الثقلین
کتاب اللہ وعترتی وان تمسکتم بہما لم تضلوا بعدی ۔

حج حجۃ الوداع کے دن بڑے مجمع اہل امت سے فرمانے کا باعث یہ تھا
کہ آپ کے بعد دنیا سے رحلت ہے آیندہ حج پر نہیں آوینگا۔ لیکن ضرور ہے کہ
بعد تیرے میری جا بجا میرے علوم کے ورثا خلفاء راشدین منصوصین ہوں اول
ہی اول بلا فصل ایک خاص شخص سر پر آرائے خلافت ہو تاکہ وہ امام اول تیری
میری سنت کو جاری رکھے ۔

آپ کو عرب کی عادت پر بخوبی معلوم تھا کہ شہنشاہ لقبین ترتیب پر زور
اور جوش کو ضرور دخل دینگے۔ اس لئے تاکیداً فرمادیا کہ اس اہل حل میں ہی کا شرح
تک کر دیا جس کی نسبت مجھے ارشاد فرمادیں اول انہی کو مقرر کرنا۔ کیونکہ اس
فیصلہ کی بابت آپ نے اپنی ازواج مطہرات کو جو اہل عترت و اہلبیت ہیں پہلے
فرمادیا تھا اور یقین دلایا تھا کہ ان کے تیرے خلافت کی اس صورت پر ہو ۔

مسئلہ۔ عترت بمعنی نزدیکان ہر دو بمعنی تمام گھرانہ کے مرد اپنے خاوند کو بیوی
فرمادیتی دیکھیے۔ اور روایات میں لفظ اہلبیتی بھی مروی ہے جسکے معنے گھروالی
کے ہیں۔ اور گھروالی یہ نسبت خاوند کے ہمیشہ بیوی ہی ہوتی ہے جیسا کہ ہماری
ہندی زبان میں بھی صحیح ہے کہ میں فلانے کی گھروالی (اہلبیت) ہوں یعنی بیوی
جیسا کہ قرآن میں اہلبیت آپ کے مقدسات حرموں کا لقب ہے کو بذریعہ
دعا۔ آپ نے جناب علی مرتضی و جناب حضرت فاطمۃ الزہرا و
حضرت جناب حسنین مقدسین علیہم السلام کو بھی شامل فرمایا۔ آمنا وصدقنا ۔

اگرچہ یہ فیصلہ ایک صورت میں وقت سے قبل اشتہار پا چکا تھا لیکن وقت
پر اس کی تعمیل میں تمسک با اہلبیت کرام ضروری تھا اس لئے آپ نے تاکید
اس موقع حجۃ الوداع پر فرمایا کہ معاملے کے وقت تمسک بکتاب اللہ وعترتی کرنا

سو قرآن ہی بلحاظ کل سے افضلیت کے اور تقدس (بزرگی) کمال کے جس
کی نسبت عصمت انبیاء کے قریب ہے حضرت ابوبکر صدیق ہی خلیفہ بلا فصل
ثابت سمجھتے ہیں اور ایسا ہی جناب رسول خدا نے اپنے عترت پاک یعنے ازواج
مطہرات سے اس خوشی کے راز تعین ترتیب خلافت خلفاء کا فرمایا۔ کیونکہ
عام قاعدہ ہے کہ انسان بھی منجملہ تمام لواحقین کے اپنی بیوی کو زیادہ سا زدار سمجھتا ہے
اور ہر ایک خوشی کی بات اسکے آگے بیان کرتا ہے اور وہ اس کی فرحت کا باعث
اور اندوہ میں غمگسار ہوتی ہے اس لئے تمام اصلی مقاصد اُسے اُس کے آگے
بیان کرنے ضروری ہوتے ہیں *

چنانچہ ایسا ہوا کہ اس مسئلہ کی نسبت آپنے اپنے حرم محترم جناب حفصہ سے
یوں فرمایا کہ مالک ہونگے خلافت کے میرے بعد حضرت ابوبکر صدیق پھر تیرا
باپ یا میر عمر اخیر حفصہ "انہ یملک من بعدی ابوبکر و عمر" سورت تحریم
سپارہ ۲۸ تفسیر مجمع البیان طبرسی از شیعہ مطبوعہ طہران سنہ ۱۲۶۵ھ *

اگرچہ یہ بات عام طور مشہور ہو چکی تھی لیکن پھر بھی جناب رسول خدا کے اس
حجت میں اس فرمانے کا یہی منشاء تھا کہ اہلبیت ہی حکومت کے کرتا یعنے میرے
بعد کسی کو خلیفہ بلا فصل مقرر کرنا جس کی بابت میرا ارشاد واہلبیت کے ذریعہ
ظاہر ہو چکا ہے سو لوگوں نے ایسا ہی کیا کہ بنی سقیفہ کے اہل جلسے کے وقت
جو اسی تعین خلافت کے متعلق تھا۔ قرآن اور اہلبیت سے تمسک کر کے
حضرت ابوبکر ہی کو خلیفہ بلا فصل مقرر کر لیا۔ اور دوسرے موقع پر شیعہ
میں جناب مولائے علی نے بھی لوگوں کے منشا کے موافق خلیفہ بلا فصل
ہونے سے انکار فرمایا اور حضرت ابوبکر صدیق کو خلیفہ بلا فصل تسلیم کر لیا
پھر با استخلاف حضرت عمر کو کیونکہ یہ ترتیب اہلبیت کے نزدیک محقق ہو چکی تھی
سو ایسا ہی اہل جماعت سنت بتمسک قرآن و اہلبیت و مولائے علی حضرت

ابوبکر کو خلیفہ بلافصل مانتے ہیں یعنے متمسک بالقرآن و اہلبیت کون ہیں فیصلہ
حق اہلسنت والجماعت نہ فرقہ اہل تشیع ۔

عدم تمسک اہل تشیع کا ساتھ قرآن مجید کے یہ ہے کہ یہ لوگ جناب ازواج
مطہرات جن کو قرآن اہلبیت فرماتا ہے اہلبیت نہیں جانتے اور عدم
تمسک تشیع کا با اہلبیت کرام یہ ہے کہ کسی معاملہ میں ان اہلبیت کی بھی پیروی
نہیں کرتے جن کو اہلبیت مانتے ہیں ۔ جیسا کہ جا بجا ثابت ہوا اور نیز اس
معاملہ میں تو ظاہر ان کی تقلید نہیں کرتے باوجودیکہ حضرت امیر نے حضرت
ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان کو خلفائے حق تسلیم کر لیا ہے ۔

شیعوں کا جناب ازواج مطہرات کو اہلبیت نہ ماننا سخت غلطی ہے
اور مخالفت ہے وصیت جناب مولا مرتضیٰ کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ
بجز ان اہلبیت کے جن پر شیعوں کی حصر ہے اور اشخاص بھی اہلبیت رسول خدا
اہلبیت ہیں ۔ اور ان کے ساتھ ہر فرد امت کا اہلبیت معصومین کی پیروی
تمسک کرنے کے مامور ہیں ۔ جیسا کہ جناب امیر کی اس وصیت سے [illegible] [illegible]
ہوتا ہے ۔

تمہیں تم کو اے حسن اور جمیع اہلبیت اور اپنے فرزندان کو وصیت کرتا ہوں
کہ جسے پہنچے یہ نامہ میرا بہ تقویٰ و پرہیزگاری خداوند عالمیان کہ پروردگار تمہارا
ہے نہ مرنا مگر بدین اسلام اور ایمان حسنہ اور کتاب خدا اور اہل بیت سے
ہی متمسک رہنا الخ صفحہ ۲۰۶-۲۰۷ جلاء العیون جلد اول چھاپہ جعفری
واقع نخاس جدید در لکھنو ۔

جناب امیر کا حضرت امام حسن و دیگر متعلقین علیہم السلام کو اپنا اہلبیت
قرار دینا پھر ان کو مامور بہ تمسک اہلبیت حضرت رسول خدا فرمانا صاف
بتلاتا ہے کہ جیسے اہلبیت امام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے جناب حضرت علی و

جناب ثابتون قیامت حضرت حسنین علیہم السلام کے آڈ ہیں جن کو شیعہ لوگ برخلاف
قرآن وحضرت علی اہلبیت کے دائرہ سے باہر سمجھتے ہیں +

صاحبو۔ انصاف کی عقل سے سوچو بوقت اس وصیت کے ماسوائے
امامین طاہرین کے اور کوئی شخص اہلبیت سے موسوم شیعہ سے موجود نہ تھا کہ
انکے ساتھ جناب امامین ہی تمسک کرتے حضرت امیر رحلت فرمانے
والے تھے۔ علاوہ بریں بلحاظ بزرگی کے حضرت امام حسین علیہ السلام کو
تمسک بہ حضرت امام حسن علیہ السلام لازم تھا اور امام حسن خود مع حضرت
امام حسین و دیگر لواحقین کے مامور بہ تمسک اہلبیت حضرت رسول خدا جو
ماسوائے ان کے اور تھے +

یعنی بہرحال ثابت ہوا کہ انکے سوا اور بہت سے اہلبیت کرام ہیں جو حضرت
رسول خدا وحضرت امیر کے بعد بھی حسب فرمان قابل تمسک ہیں کا حکم واجب
سمجھتے ہیں اہلسنت کرام ازواج مطہرات حضرت رسول خدا ہی جن کو خود خدا
اہلبیت کے معزز نام سے موسوم کیا اور اہلبیت کرام ہیں جن کو خدا کے فرمان سے
آپ نے اہلبیت کرام میں داخل فرمایا اور یہی شیعہ بھی بلا تأمل ان کو مانتے
ہیں یعنی اہلبیت کرام سے جن کو خدا رسول فرماتے ہیں اور حضرت امیر
واصحاب کا تابعی فرقہ شیعی مانتے ہیں۔ تمسک کا رستہ بتاتے ہیں چنانچہ
یہ بات حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کے عمل سے واضح طور پر ثابت
ہوتی ہے کہ آپ نے بموجب وصیت پدری کے تمسک بازواج مطہرات
حضرت رسول خدا پکڑا اور ثابت کیا کہ یہی اہلبیت کرام مذکورہ حدیث
ثقلین بھی اہلبیت ازواج مطہرات ہیں جو اپنے ساتھ تمسک کئے ہوئے تھے
یعنی تمسک بجا ہونے کا منصب رکھتے ہیں حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام
کو اختیار تھا کہ اپنے ہاتھ سے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو

اسباب امامت ودیعت فرمائے تھے لیکن باوجود اس آپ نے تمام اسباب امامت
ان کو اپنے ہاتھ سے نہ دیا۔ بلکہ جناب حضرت ام سلمہ زوجہ مطہرہ حضرت
رسول خدا کے سپرد کیا۔ کہ حضرت امام زین العابدین جب خلافت اُن کے
مقدس ہاتھ سے لیویں تا کہ تمسک با اہلبیت حضرت رسول خدا کی وصیت
پر پورا عمل ہو۔ حالانکہ خود بھی اہل بیت تھے ۔

ثبوت عقیدے کے لئے اس عبارت کو دیکھو جس سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے
اور شیعوں میں موجود ہے جلاء العیون جلد دوم صفحہ ۱۳۱ چونکہ حضرت امام حسین
کو اپنی شہادت کی خبر تھی اس وجہ سے قبل سفر عراق کتب اور ودائع
انبیاء و اوصیاء حضرت ام سلمہ زوجہ رسول خدا کے سپرد کر دئے تھے کہ
جب زین العابدین کربلا سے واپس آئیں سب تبرکات حضرت ام سلمہ
اُنکے سپرد کر دیں ۔

یہ وہ امام [illegible] تبرکات خدا نخواستہ اگر ساتھ لیجاتے
اور [illegible] ان کے سپرد کرتے تو کوئی دشمن کچھ نہیں سکتا تھا۔ لیکن ایسا نہ
کیا فقط اسی غرض سے کہ عمل بر حدیث ثقلین پورا ہو اور [illegible] خلافت کے
[illegible] امام صاحب کا عمل [illegible] حضرت زوجہ رسول خدا کے مقدس ہاتھ
سے امام [illegible] اپنے کو خلیفہ مقرر کرانا [illegible] [illegible]
کہ ثقلین کی حدیث [illegible] اہلبیت حضرت [illegible] مطہرات [illegible]
[illegible] خلافت ہے جس تمسک پر عمل [illegible] کیا [illegible]
کو اس [illegible] اپنے اطہار کے تمسک بقرآن و با اہلبیت رسول
خدا [illegible] تمسک نہیں بلکہ [illegible]
[illegible] کی بشارت آپ [illegible]
[illegible] باقی

نہ رہی تھی تو پیغمبر خدا نے اسے تاکید سے حکم تمسک عترت کیوں فرمائے ۔

ج ۔ حضرت جناب رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے جملہ خلفاء راشدین و نائبان کے کل کام آنے والے کو سنت و دین فرما کر تکمیل کے دایرہ کے اندر لے لیا تھا اس لئے دایرہ تکمیل کے اندر خلفاء و نائبان رسول کا ہونا جن کو بروئے تمسک بالعترت نیابت اور خلافت و امامت علی حضور تا سے تھا کہ وہ سب بعد آپ کے اپنے سنن کو جو تکمیل کے دایرہ کے اندر داخل و شامل ہو چکے تھے جاری کریں اور قایم رکھیں ۔

چونکہ ثبوت خلافت خلفاء و تعین خلفاء بہ ترتیب نبوی جو تکمیل دین کے اندر ہے موقوف بہ تمسک عترت تھا اور یہ تمسک بھی اسی تکمیل کے اندر تھا اس لئے آپ نے تاکید سے حکم نافذ فرمایا ۔ یعنے خلافت و نیابت خلفاء و نائبان و تمسک بالعترت دین کی تکمیل کے اندر ہے نہ خارج پھر اس پر اعتراض کیوں اور کیسا ۔

سنو شیخ الشیعہ تمہاری تحریر کے لفظ "الیتی تکمیل" سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارے نزدیک شریعت کی تکمیل حضرت رسول خدا نہیں کر سکے اور ابھی ضرورت ہے کہ ایک شخص اور آکر آپ کی طرح نبوت کا کام کرے تاکہ تکمیل شریعت بہ تمام اس پر ختم ہو جس کا نتیجہ یہ ہے کہ تمہارے اعتقاد شیعی میں تو یہ حضرت رسول خدا خاتم الانبیاء نہیں اور آپ کی نبوت کا شریک دیگر شخص ہے جس پر نبوت کا خاتمہ ہوتا ہے وا اسفا ۔ ایسے فضول عقیدے تمہارے پر خدا کی لعنت ۔ کہ نبوت کو بھی حسب دلا امیر میں ناقص ٹھہرایا ۔

ص ۔ اور وجہ اس کی (بعد نبی کے نائب کی تکمیل کرنے کی) یہ ہے کہ کلام الٰہی کی آیات ، تلمیحات اور اشارات اور تشبیہات عوام الناس کی فہم کے

قابل نہیں سمجھتے ہیں +

سچ سمجھ کے ہو بھی تپلے۔ جب قرآن ایسا مشکل اور ادق تھا تو خدا نے للناس

یعنے کل کافہ انام کے ہدایت کے واسطے نازل کیوں فرمایا۔ پھر تو تم نے

خدائے بزرگ و پاک پر الزام لگایا کہ اس نے ناقص العقل و فہم پر ایک ایسی

مشکل چیز اوتاری جو اُسے وہ سمجھ نہیں سکتا۔ اور خواہ مخواہ تکلیف ما لایطاق

کا مکلف ٹھہرایا۔ علاوہ بریں اب امام کہاں ہیں اور کون تفہیم و تخیر قرآن

کی کراتا ہے۔ یا زمانہ کے شیعہ بے امام گمراہ ہیں +

احمقو ایسا مت کہو خدا طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا ان اللہ

لا یکلف نفسا الا وسعہا۔ اس نے قرآن عام فہم بھیجا ہے۔ انا انزلناہ

قرآنا عربیا لعلکم تعقلون۔ کسی خاص سے تخصیص و خصوصیت نہیں

رکھتا۔ کوئی خود سمجھتا ہے آگے سمجھاتا ہے۔ اور لوگ سمجھتے ہیں +

یہی وجہ ہے کہ برخلاف عقاید شیعہ کے سیکڑوں شخصوں نے اس کی

تاویلات اشارات تمثیلات کو اپنی تفاسیر میں ظاہر کیا۔ اور لوگوں نے

سمجھا اور فایدہ اٹھایا +

ماسوائے اسکے اگر تیرے تاویلات اشارات تمثیلات کچھ اور ہیں جو

مخالف کے سینہ میں ہیں اور ان سے کوئی شخص فایدہ نہیں اٹھا سکتا تو ویسے

ایسے ادق چھپے ہی مخالف ہی کو مبارک رہیں۔ ہمارا ان کو سلام۔

صاحب قرآن مبین ہے اس کی تعلیم عام فہم ہے۔ ہم بہت خود سمجھتے

ہیں۔ آگے ہم کو سمجھاتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں۔ شیعوں کی طرح ایسے بے سمجھ

الزام نہیں کہ امام ہی سے سمجھا ہیں اور ہم نہ سمجھیں +

صـ۴۴ـ انکو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ جن کو علم علوم انبیا سینہ لدنی سے

ورثہ ملا ہے + + + + + + +

ج۔ جب قرآن شریف ایسا سہل ہے کہ عوام تک اس کے سمجھنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر تو آئمہ ہدیٰ علیہ السلام جو قرآن کے وارث اور مالک ہیں اسے کیوں نہ سمجھیں!ول +

شیعہ مذہب کے وارثان علوم نے باوجود سمجھ اور علم کے اس کلام ربانی سے لوگوں کو کچھ فائدہ نہ پہنچایا شیعہ کہتے ہیں کہ خود تقیہ میں رہے۔ علم کو چھپائے رکھا۔ اگر کسی نے پوچھا تو صاف انکار کر دیا کہ او میاں اصل قرآن گم ہے۔ سر من رائے کے مہدی صاحب لا دینگے۔ اُس وقت پوچھنا اب چپ رہو۔ کچھ نہیں آتا جاتا +

خیر ایسا ہی سہی۔ مگر یاد رہے کہ یہ عقیدہ شیعوں کا اہل ہنود کا سا ہے کہ اُن کے نزدیک وید کو بجز برہمنوں کے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ تو اس ڈھنگ میں شیعوں کا عوام الناس کو قرآن مجید کے فہم۔ ادراک تلاوت زیارت کے فیض عام سے اصل تقیہ کی آڑ میں روک رکھنے کا منشا ہے کہ جس طرح ہو لوگ کتاب اللہ کے فیض سے محروم ہیں۔ صاف روکتے تو کوئی نہ رکتا۔ دور اندیش بھلے مانسوں نے رل ملکر یہ عقیدہ نکالا۔ تاکہ لوگ اس پھندے میں پھنسکر ایمان سے دور قرآن سے مہجور رہیں سو خدا اپنے عباد کو اس شر سے محفوظ رکھے +

اس قیت سے کہ علم لدن کے مصالح کے سوا کوئی شخص کلام ربانی کو نہیں سمجھ سکتا۔ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ جس قدر علاوہ صاحبان لدن کے شیعہ مذہب میں مفسر ہو گذرے ہیں سب کے سب کذاب لپنے جھوٹے ہیں کہ بغیر علم کسی چیز کے اُس کی ماہیت بیان کرنی جھوٹ کہنا ہے اور جو کچھ انہوں نے تاویلات تمثیلات کے پیرایہ میں چھانٹا اور وہ جناب ائمہ کرام علیہم السلام کے خواب تک نہیں آیا تھا۔ مگر سمر

بہتان ہے اور جھوٹھ +

تفسیر عسکری منسوب بجناب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو تفسیر لوامع التنزیل مصنفہ مولوی قاسم علی شاہ پیش امام شیعان لاہور سے ملاکر ملاحظہ کیجئے۔ کیا اس میں وہ وہ عجائبات نہیں بھرتی کئے گئے اور لاطائل طومار نہیں باندھے گئے جو جناب امام صاحب کے مبارک خیال تک نہیں گذرے تھے۔ اب ضرور ہے یا تو اس پیش نماز امام کو بہ نسبت وارث علم لدن کے تفہم تعلیم کلام الہی میں شیعہ لوگ زیادہ سمجھینگے۔ یا اس نے تراش کو محض جوٹھ اور بہتان فرمائینگے اور کہینگے کہ ہم شیعہ لوگ قرآن کو نہیں سمجھ سکتے۔ فما لھولاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثا +

صہ ۱۵۷ کہ یاراں سے کم مقدار آنکی کسی مرسل کے زمانہ میں نہیں ہوئی +

ج - یعنے انبیاء غیر مرسل کی لیکن جھوٹھ کہتے ہو خود اسی صفحہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد میں ایسے نبیوں کی تعداد چار حضرت اسماعیل حضرت اسحاق وحضرت یعقوب وحضرت اسباط سے زیادہ تک شمار میں نہیں لا سکتے۔ اور چہار یار پر ختم کیا ہے اور حضرت عیسے علیہ السلام کے یاروں میں سے ایک گر گئے تھے باقی گیارہ رہے جن کی مقدار یاراں سے کم ہے +

صہ ۱۵۸ اللہ جل شانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ لفظ اطیعو اللہ کے لئے جدا آیا ہے اور رسول اولے الامر کے لئے جدا۔ کیونکہ ظاہر ہے جو قسم اطاعت خدا کے لئے واجب ہے جیسے مثل عبادت وسجدہ اس کی اطاعت نبی کے لئے واجب ہے اور لفظ رسول واولے الامر ایک ہی ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ اولے الامر وہی ہیں کہ جن کے اختیارات مثل نبی کے ہیں اگر عوام ہوتے تو تغیر ا

لفظ اطیعوا کا ضرور آتا اور جیسے اطاعت خدا اور اطاعت رسول یکساں نہیں ویسے ہی اطاعت بادشاہ اور نبی یکساں نہیں ہاں اطاعت نبی و نائب یکساں ہے +

ج ۔ رسول اور اولی الامر کے لئے ایک لفظ اطیعوا کا ان کی اطاعت یکساں ہونے کے لئے کافی دلیل نہیں ۔ جیسا کہ آیت ۔ وللّٰہ العزت ولرسولہ وللمومنین میں خدا رسول اور مومنین سب کے لئے عزت کا ایک لفظ ہے اور یہ مسلم امر ہے کہ خدا رسول اور مومنین کی عزت میں بڑا فرق ہے +

نماز اور سجدہ اعمال داخل نفس الاطاعت ہیں اور اطاعت محض تسلیم امر کا نام ہے ۔ یہ ہے پتہ اسی آیت سے کہ خدا رسول کی اطاعت برابر ہے کہ عند التنازع فیصلہ کے لئے رجوع بخدا و رسول والا گیا ہے ۔ فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ و رسولہ ۔ نہ باولی الامر ۔ پس ایک لفظ لانے کے ساتھ خدا رسول کی طرف اطاعت کا رجوع کرنا ثابت کرتا ہے کہ خدا رسول کی اطاعت یکساں چیز ہے ۔ اگر کوئی مخالفت خدا دیتا تو مرادیئے آپ کی نہیں +

اگر اطاعت اولی الامر کی خدا رسول کی اطاعت کے برابر مرتبہ رکھتی تو ضرور ہوتا کہ اس موقع پر اولی الامر کی طرف بھی رجوع دلایا جاتا ۔ یا اولی الامر کے ساتھ تنازع ست رہ کر دیا جاتا ہے ۔ جیسا کہ ما آتیکم الرسول فخذوہ کے نیچے کوئی شخص خدا رسول الگ حیثیت رکھتی ہے اور اطاعت خلیفہ رسول کی الگ حیثیت گو بلحاظ متابعت کمال کے اطاعت خلیفہ کی اطاعت رسول ہے اور اطاعت رسول کی اطاعت خدا ہے ۔ کیونکہ تنازعین میں سے مطابقت کمال سے اطاعت خدا و رسول خلیفہ ہی کو ہے اور وہی متخالف لوگوں کو خدا رسول کی اطاعت میں چلائے +

شیخ شیعہ کا اس تفسیر سے یہ مطلب ہے کہ خلافت جناب امیر کی منصوص ہے
اور وے رسول خدا کی نبوت میں برابری کا حکم رکھتے ہیں اور باقی خلفاء
بادشاہ ہو کر خلافت نبوی کے کچھ حصہ نہیں رکھتے سو یہ غلط ہے حضرت
امیر نبوت رسول میں مطلق شریک نہیں اور نہ برابری بر رسول خدا کا حصہ
رکھتے ہیں۔ نائب رسول کے اولی الامر بیشک ہیں۔ اور اس آیت
سے آپ کے ان منازل کی منصوصیت ویسی ہے جیسی کہ دیگر خلفاؤں کی نیابت
خلافت۔ اولی الامری بسند اسی آیت کے منصوص ہے۔ یعنی برابر
انہیں مصطفیٰ منصوصیت میں برابر ہیں ۔

اسی آیت سے خوارج یہ ثبوت پیش کرتے ہیں کہ لفظ منکم سے وجود
اولی الامر کا اشخاص مخاطبین کے قبیلہ سے لازم ہے نہ نبوی کنبہ سے
ورنہ آیت میں یوں ہوتا واطیعوا الرسول واولی الامر منہ یعنی فرمانبرداری
کرو رسول اور اولی الامر کی جو اس سے ہو ۔

جب آیت میں ایسا نہیں بلکہ یوں ہے کہ تابعداری کرو رسول اور اولی الامر
کی جو تم (مخاطبین) میں سے ہو تو لازم آیا کہ وہ اولی الامر نبوی کنبہ سے
غیر کا ہو ۔

چونکہ جناب امیر نبوی کنبہ سے ہیں نہ کہ مخاطبین کے کنبہ سے جن
میں وجود اولی الامر کا بارشاد اس آیت کے لازم تھا۔ تو عند الخوارج
یہ تمسک اس آیت سے آپ کی اولی الامری پایہ ثبوت کو نہ پہنچی اور
حضرت شیخین و امیر عثمان کہ مخاطبین کے کنبہ سے ہیں اور اسلام
سے قبل بھی صاحب امر ہو گذرے تھے بہ تمسک اس آیت کے خلفاء
برحق و اولی الامر منصوصین و نائبان رسول ثابت ہوئے جن کی اطاعت
کے لئے خدا کی طرف سے یہ امر صادر ہوا ۔

الاسنی مذہب کے خلاف ہے۔ سو وہ شیعہ رافضی اور خارجی کے یہ تمسک ہیں
آیت ثبوت کھتا ہے کہ اولے الامر منصوصین۔ یہی چہار خلفاء راشدین
اہل سنت ہیں کہ "اطاعت کرو خدا کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اُن
شخصوں کی جو صاحب ہیں امر کے تم میں سے" ۔
سو یہ معاملہ اظہر من الشمس ہے کہ منجملہ تمام مخاطبین کے فقط یہ
چہار یار خدا کی طرف سے بوعدہ آیت استخلاف اور رسول خدا کی طرف سے
بحدیث یملک من بعدہ ابوبکر و عمرؓ و دیگر احادیث و بہ تسلیم حضرت
مولائے علی۔ مامور بامر خلافت ہوئے ہیں پس محقق ثابت آیا
کہ اولے الامر منصوصین یہی خلفاء راشدین حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ و
حضرت عثمان و حضرت مولائے علی علیہم السلام ہیں فقط ۔
یہ عقیدہ تو اہلسنت جماعت کا ہے۔ لیکن شیعہ مذہب کے نزدیک
اولے الامر منصوص ائمہ ہدیٰ ثابت نہیں ہو سکتے بلکہ دنیاوی حاکم وقت کا
بادشاہ سلطان ملک اولے الامر ہے خواہ وہ ظالم اور جابر ہو۔ حتےٰ کہ خارجی
المذہب کافر بھی ہو۔ اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری اور تقلید کی
یہاں تک تاکید ہے کہ اس کی متابعت میں پڑ کر عبادت تک کا بھی چھوڑ دینا
لازم ہے جیسا کہ یہ سب عقاید شیعہ مذہب کے اس کی اس حدیث سے
جو آیت بالا کی تفسیر ہے بخوبی ثابت ہیں۔ عن علی ابن ابی منصور
انہ قال کنت عند ابی عبد اللہ علیہ السلام فی الیوم الذی یشک
فیہ۔ فقال یا غلام اذہب فانظر ھل صام الامیر ام لا فذہب
ثم عاد فقال لا۔ فدعی بالغداء فتغدینا معہ ص ۴۴
جلد دوم باب فی صوم یوم شک من کتاب التقیۃ +
جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے غلام کو شک کے

دن بھیجا۔ دیکھ آ۔ آیا امیر (صاحب امر اولی الامر یا دشاہ) نے روزہ رکھا ہے یا نہ۔ غلام دیکھ کر واپس آیا۔ اور عرض کیا کہ یا حضرت امام آج حاکم نے روزہ نہیں رکھا۔ تب آپ نے کھانا منگوایا اور ہم نے کھانا ملکر کھایا۔

(۱) امام صاحب کے عہد کا حاکم عند الشیعہ خارجی تھا (۲) امام صاحب نے اُس کو امیر یعنے اولی الامر فرمایا (۳) امام صاحب نے باوجود منصب امامت کے اُس حاکم وقت کی پیروی کی (۴) امام صاحب بادشاہ وقت کی پیروی میں اس حد تک بڑھے کہ خدا کی عبادت کو چھوڑ دیا عبادت بھی وہ کہ اگر پوری کرنی چاہیئے تو شرک کرنے کے لئے کسی کا جبر نہیں چل سکتا تھا۔ (۵) تحلیل مسئلہ کے لئے مقلد بہ فعل امیر ہوئے (۶) باوجود عالم ما کان وما یکون کے آپ ایسے شک میں پڑے کہ رفع شک کے لئے محتاج بعلم دنیاوی بادشاہ ہوئے۔ اور علم لدن سے کام لیا (۷) اس معاملہ میں آپ نے سلطان کی ایسی پیروی کی جیسی کہ خدا رسول کی اطاعت کرنی چاہیئے (۸) نائب نبی کا جس کا خطاب اولی الامر ہے وہ امیر یعنے حاکم وقت ہے نہ امام (۹) امام اُس کی اطاعت کا عوام کی طرح مامور ہے۔ اور تقلید کا مجبور ہے کہ بادشاہ وقت کی تقلید اطاعت فرمانبرداری کرے ✤

یہ (۹) ناقص باتیں جو امام کے مرتبہ خداداد عالی اور مبارک شان کے شایاں نہیں شیعہ مذہب کی اس حدیث سے بہ نسبت امام کے ثابت کیں اور یہ بھی ثابت کیا کہ امت شیعہ کو بعد خدا رسول کے حاکم وقت کی اطاعت کرنی چاہیئے کہ یہ اُن کے نزدیک مثل نبی کے اختیارات رکھتا ہے اور اس کا ایسا ثابت ہے کہ اطاعت اس کی اور نبی کی یکساں ہے نہ امام امت کی پیروی کا کہ یہ شیعہ کے نزدیک ہے۔ سند اس حدیث کے مستند

عوام الناس کے سلطان وقت کی تقلید کا موجب ہے نہ خود مختار ہے نہ اولی الامر نائب رسول کا +

یاد رہے کہ ہم فرقہ اہل سنت سلطان وقت کی اطاعت اسکے انتظامی معاملات میں بجز اسکے شریعت سے متجاوز نہ ہو ضرور کرینگے الا دینیات اور عبادات ودیگر مسائل شرعی میں بجز امام امت کے جو حقیقی نائب ہے رسول کا اور کسی کی پیروی اور اطاعت نہ کرینگے کیونکہ شریعت کے کاروبار میں خدا کیطرف سے منصوص امام ہے نہ دنیاوی بادشاہ ۔ اور بصورت امام کے بادشاہ ہونے کے اس کے دنیاوی کاربار اور ملکی انتظام دینیات میں داخل سمجھے جائینگے کیونکہ اُس کا قول فعل خواہ کوئی ہو بلحاظ نیابت نبی کے سنت ہے ۔ اور بصورت امام کے لئے عدم ظاہری سلطنت کے سلطان بھی عوام الناس کیطرح دینیات میں امام کی تقلید کا مورد ہے کیونکہ امام ہر حالت میں امیر اور اور شرعی حکومت میں منصوص الامارت +

افسوس ہے شیعوں کے لئے کہ انہوں نے امامت کا قدر نہ سمجھا کجا صاحب علم لدن نائب رسول وارث علم انبیاء یعنے حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام ۔ اور کجا حاکم وقت ۔ عند الشیعہ خارجی المذہب کی عبادت میں تقلید ۔ قدر شناس نہ دلبرا خطا اینست +

شیعوں کا جناب امیر عمر کی نسبت بحوالہ لولا علی لھلک عمر بے علمی کا غوغا بقا المرام حدیث کے بیٹھ گیا ۔ کہ حضرت امیر عمر اگر محتاج بعلم ہوتے تو ایک ایسے پاک برگزیدہ شخص یعنے حضرت امیر کیطرف جو جناب عمر کے ساتھ خلافت میں برابر حصہ رکھتے تھے اور معاملات خلافت میں راۓ دینے کے مجاز تھے اور آپ کا رائے سنت تھا

جن کی تقلید میں حضرت امیر عمر پر کوئی اعتراض نہیں آسکتا کیونکہ خلفائے
راشدین ایک دوسرے کی تقلید کے وقتاً فوقتاً ضرورت کیحالت میں
مامور تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

لیکن جناب امام جعفر صادق علیہ السلام شیعہ مذہب میں باوجود ہونے
صاحب علم لدن کے واقفیت اور علم حاصل کرنے کے لئے ایک ایسے
شخص کے علم کے محتاج ہوئے جو نہ خود آپ کے ساتھ برابری کا منصب
رکھتا تھا۔ نہ اُس کا علم آپ کے علم کے برابر تھا۔ اور نہ دینیات میں
وہ راء دینے کا مجاز تھا اور نہ امامت میں وہ کچھ حصہ رکھتا تھا۔ بلکہ وہ
ہر صورت میں ہر معاملہ میں بہ نسبت امام کے ہیچ تھا۔ اور راء اُس کی
بدعت تھی۔ باوجود ایں امام صاحب نے بادشاہ کے علم سے رفع شک
کا علم حاصل کیا اور عند الشیعہ اُس خارجی کی بدعت کے مقلد ہوئے۔
نعوذ باللہ عما رواہ اہل التشیع علی امام المقدس من اتباع اہل السوء
ونشکرہ علی ما رزقنا اعتقاد حسنة الی جناب ائمة الہدیٰ علیہم السلام
صہ۳۳ قصہ تبلیغ سورت برائت یاد آتا ہے۔ کہ دیکھو جب پیغمبر خدا
صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو بیت برات کے
اوائل آیات دیکر مکہ کو واسطے سنانے کفار کے بھیجا۔ اور حضرت
جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا کہ تبلیغ رسالت تمہارا کام ہے
یا تم خود جاؤ یا ایسے شخص کو بھیجو کہ جو تم میں سے ہو۔ چنانچہ بموجب حکم
خدا تعالے کے حضرت علی مرتضے کو واسطے تبلیغ سورت برات کے
عقب حضرت ابوبکر سے روانہ فرمایا ✦

اگر نیابت کوئی شے نہ ہوتی اور عوام لوگ اس کے مستحق ہو جایا کرتے
تو حضرت ابوبکر اس کام سے معزول نہ کئے جاتے ✦

ج۔ اولاً یہ قصہ آورده اند (قیل) کی سند میں ہے جو ضعف کی علامت ہے۔ دوم اس قصہ میں معزولی جناب صدیق اکبر علیہ السلام کی ہرگز ہرگز ثابت نہیں بلکہ ثابت ہے کہ آپ مناسک حج انتظام حاج آب زمزم۔ خطبہ و نماز عید پر اور دیگر کاروبار میں بدستور خلیفہ رہے۔ ہاں سورت برات کا کام حضرت امیر علیہ السلام کے سپرد کیا گیا۔ سو اس میں عزل ثابت نہیں۔ البتہ معاونت جناب امیر کی حضرت صدیق کے لئے ثابت ہوتی ہے جو ایک قسم کی نیابت ہے نہ خود مختار امارت +

اگر حضرت صدیق فقط سورت برات کے لئے نائب قرار دئے جاتے تو البتہ اس اعتراض کو گنجایش تھی۔ لیکن جب ایسا نہیں ہے کہ حضرت صدیق بہت سے دیگر کاموں کے لئے بھی مقرر کئے گئے تھے اور انہیں سے ایک کام واپس لیا گیا اور باقی کاموں پر بدستور مقرر رہے اور کام کو پورا کیا جیسا کہ تحریر علامہ کاشی سے ظاہر ہے۔ تو یہ ہرگز عزل نہیں +

اگر کسی حاکم کے متعلقہ پرگنوں سے ایک پرگنہ نکالکر دوسرے کے تعلق میں دیا جائے تو وہ حاکم حکومت سے معزول نہیں سمجھا جائیگا ایسا ہی سورت برات کی واپسی سے حضرت ابوبکر امیر الحاج کے عہدہ سے معزول نہیں ہوئے۔ بلکہ انہوں نے اپنا کام پورا کیا کہ مناسک حج کی تعلیم کی اور خطبہ پڑھا جو عین کام تھا امیر الحاج کا +

جب جناب مولائے علی حضرت ابوبکر صدیق کے پاس پہنچے تو انہوں دریافت کیا کہ امیراً او مامورا اے حضرت علی آپ مجھ پر حاکم ہو یا محکوم تو آپ نے جواب دیا محکوم ہوں۔ اگر عزل ہوتا تو حاکم فرماتے نہ محکوم جو عین اقرار ہے جناب امیر کو اپنی نیابت کا ماتحت حضرت صدیق کے +

اگر حضرت صدیق لائق نیابت نہ ہوتے اور عام لوگوں میں شمار ہوتے تو سرسری حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم اس کام پر حضرت ابوبکر کو مقرر نہ فرماتے۔ اور بوقت اہتمام اس کام کے ضرور جبرئیل آکر روک دیتے کہ یہ عامی شخص ہے اس کام پر وہ مبعوث ہو جو خاص ہے اور خدا نے اُسے مقرر کر دیا ہے۔ مگر بوقت اہتمام حضرت جبرئیل نہ آئے۔ اور خدا دیکھ رہا تھا کہ ایک عامی شخص غیر مستحق کسی حقدار کا حق چھینے جاتا ہے۔ کچھ پرواہ نہ کی۔ لیکن بعد میں سنت رسول کی توڑنے کا خیال آیا جبکہ حضرت صدیق مکہ میں جا پہنچے۔ کہا دہو۔ جبرئیل جلد دوڑیو اور اطلاع دو کہ غیر مستحق کو کیوں مقرر کیا ہے اب حقدار کو روانہ کرو کہ وہ اس کو معزول کرے +

ارے شیعو تمہارے اس عمل کے نام سے بے انتظامی کا دھبہ کہاں تک کس کس کے کام پر عاید ہوتا ہے ہوش کرو رسول خدا کسی کا حق توڑ کر دوسرے کو دینے والے نہیں اور نہ خدا تعالے یہ چاہتا ہے کہ حضرت کو ایک دفعہ ناجائز کارروائی کر لینے دے پھر درست کرونگا۔ کیا ایسے کھیل پر تماشبین کو ہنسی آویگی +

یہ کام ہرگز نہیں ہوا۔ جو کچھ آپ کرتے۔ صحیح طور پر حکم کیے۔ تو حضرت ابوبکر کا خلیفہ مقرر کرنا صحیح تھا اور بے شک وہ خاص لائق نیابت اور مستحق خلافت کا تھا۔ اور حضرت کا جناب امیر کو بعد میں بھیجنا اس غرض سے تھا کہ سورت براۃ میں حضرت ابوبکر صدیق کی تعریف در باب موافقت شب ہجرت مذکور تھی۔ اگر خود ابوبکر صدیق پڑھتا تو ثنائے خود و گفتن نہ زیبد کا معاملہ ہوتا۔ کیونکہ بجز انبیاء کرام کے اور کسی شخص کو اپنی تعریف بیان کرنی زیبا نہیں ہوتی اس لئے وہ ممنوع

ہوا کہ اس کام کو دوسرا شخص سرانجام کرے کہ وہ حضرت مولائے علی تھے جن کو بعد میں بحکم خدا حضرت رسول خدا نے دوسرے کام یعنے حضرت ابوبکر صدیق کی ثنا خوانی کے لئے مقرر کر کے روانہ فرمایا کہ سورت برات اُن سے لیکر آپ پڑھیں۔ تاکہ حضرت کے قریبی رشتہ دار کے پڑھ سنانے سے مخالفین کے دل میں حضرت ابوبکر کی عظمت پورے طور سے بیٹھ جائے۔ دوسرا یہ معاملہ خدا کو اور بھی منظور تھا کہ ابکی دفعہ یہ بھی روشن ہو جائے کہ خلیفہ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق ہیں جو اول دفعہ بھیجے گئے۔ یعنے خلافت بلافصل حضرت ابوبکر صدیق کے لئے قصہ تبلیغ سورات برات کا عمدہ ثبوت ہے۔ نہ عزل کے لئے۔ جیساکہ مخالفوں نے سمجھ رکھا ہے +

ص ۱۴۲ ۱۵۱ سے جبکہ یہ امر ثابت ہوگیا کہ نائب نبی کا تعین من جانب اللہ ہے تو اس امر کا یقین کرنا ضرور داخل ایمان ہے۔ اور جو شخص یہ عقیدہ نہ رکھیگا وہ ضرور ناقص الایمان ہے +

ج۔ لیکن تعین نائب نبی کا شیعہ مذہب میں خدا کیطرف سے نہیں ورنہ حضرت امیر علیہ السلام نیابت نبی سے انکار نہ فرماتے عامیوں میں عام ہو کر اپنے کی نہ جتلاتے غیر کی اطاعت کی تمنا نہ تبلاتے بجائے امیر اولے الامر نائب رسول ہونے کے وزیر ہو کر رہنے کو اختیار نہ فرماتے۔ چنانچہ یہ سب باتیں شیعہ مذہب کی اس حدیث سے ثابت ہیں۔ جو نہج البلاغت کے ص ۵۸ خطبہ میں درج ہے +

ان ترکتمونی فانا کاحدکم و لعلی اسمعکم واطوعکم

لمن ولیتموا امرکم وانا لکم وزیر خیر لکم منی امیراً۔ اگر تم
مجھے نیابت نبوی سے معاف رکھو تو تمہاری طرح میں ایک عام ہو کر رہونگا
(یعنے رعیت) اور قسم ہے کہ اُس شخص کی امارت یعنے نیابت نبی
منظور کرونگا جسے تم نائب رسول بناؤ۔ اور میں اُس کی اطاعت کرونگا
اور میں بجائے اولے الامر ہونے کے وزیر تمہارا ہو کر رہنا اچھا جانتا ہوں
اور اسی خطبہ کے شرح میں ہے لما ارید علی البیعۃ بعد قتل
عثمان رض جب لوگوں نے بعد شہادت امیر عثمان کے آپ کو بیعت
کے لئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا۔ دعونی مجھے چھوڑ دو یعنے نائب
نہ بناؤ والتمسوا لغیری میرے سوا کسی اور سے بیعت کرو فانا مستقبلون
امرا کہ ہم سب ملکر اس کی امارت اور نیابت نبوی کو قبول کرینگے۔
جب آپ خدا کی طرف سے شرح بر عند الشیعہ نیابت نبوی پر متعین
تھے تو اس موقع پر انکار کیوں فرمایا اور غیر متعین من اللہ کے نائب رسول
مقرر کرنے کا امر اور خود اُس کے مطیع ہو کر اپنے کا اقرار کیوں فرمایا۔
اور اگر یہ نیابت حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم
کی نہ تھی۔ جس پر غیر کو قاسم کرنے کا ارشاد فرماتے ہیں اور خود پہلو تہی چاہتے
ہیں تو اس کی اطاعت کے لئے اقرار کیوں فرمایا۔
اگر آپ پہلے سے من جانب خدا بعد وفات حضرت رسول خدا
نائب نبی وائے الامر تھے اور اب از سر نو بننے کی کچھ ضرورت نہ تھی تو یہ
فرماتے ہیں خدا کی طرف سے پہلے امیر و نائب نبی ہوں اب تمہارے
از سر نو بنانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ یہ کیوں فرمایا کہ بجائے امیر ہونے کے
وزیر اچھا ہوں جس میں امارت اور نیابت من قبل بلا فصل متعینہ از جانب
خدا کا صاف انکار ہے۔

اگر تعین نائب نبی کا من جانب اللہ تھا تو ولیتموا ہ صیغہ میں
لوگوں کو کیوں مخاطب ٹھہرایا جس میں تعین نیابت نبی پر لوگوں کا اقتدا
ثابت ہے کہ نائب نبی اور اولے الامر مقرر کرنے کا لوگوں کو اختیار ہے خدا
کو اس معاملہ میں عند الشیعہ دخل دینے کی چنداں ضرورت نہیں +

یہ سب باتیں جن سے اعتراضات پیدا ہوتے ہیں یا شیعہ مذہب کے
عقاید اور شیعہ لوگوں کی باتوں کا تخالف ثابت ہوتا ہے۔ سب شیعہ
مذہب کیطرف سے ہیں۔ اہلسنت جماعت کا ان باتوں میں کچھ دخل نہیں
اور نہ ایسی باتیں کہنی چاہتا ہے جن سے خدا رسول یا نائبان رسول ائمہ ہدے
علیہم السلام پر کوئی اعتراض واقع ہو۔ کیونکہ یہ معاملہ اس کے نزدیک کفر کا ہے
جس سے ہر وقت سنی مذہب بیزار ہے البتہ یہ اس کا فرض ہے کہ ان
سو الاعتقادیوں کو ظاہر کرے جو محبت کے مدعیوں نے جناب ائمہ طاہر
علیہم السلام کی نسبت لگا رکھیں ہیں تاکہ مدعیوں کا کذب ثابت ہو اور بیچارے
ناواقف اس دھوکہ کی گہری خندق میں گرنے سے بچیں +

پس اس عبارت منقولہ عنوان میں شیخ شیعہ ناقص الایمان کا کلمہ
پڑھکر در پردہ جناب سیدنا حضرت مولائے مرتضے علیہ السلام سے
دشمنی کا بیج بو یا ہوا ہے۔ جس کا ثمر اور نتیجہ قیامت کو پائیگا کیونکہ
جناب امیر کا عقیدہ برخلاف مرضی مخالف کے درباره تعین نائب
نبی میں با صول شیعہ مذہب کے لوگوں کی کمیٹی اور شورے پر ہے جو
تعین من جانب اللہ کے اقرار کا خلاف ہے اور یہ معاملہ عند الشیخ ناقص الایمان
کی علامت ہے۔ تقیہ کی آڑ میں شیعوں کی ایسی خارجیانہ بے ادبیوں
سے خدا کی پناہ +

مگر ہم سنیوں کے مذہب میں تعین نائبان نبی کا خدا رسول کے اختیار میں ہے

بلکہ ہر کام میں دینی ہو دنیاوی خدا رسول ہی مقتدا ہیں ۔ اور شورے اسلامی
متعینا اُن خدا رسول پر اُن کے نمبر نوبت کے لئے ہوا ہے جس سے
جناب مولائے مرتضے علیہ السلام کے کسی کام پر کچھ اعتراض و حرف
نہیں آسکتا کیونکہ آپ کا ہر ایک کام اور قول فعل خدا رسول کے منشاء کے
موافق ہے اور آپ یعنے حضرت امیر علیہ السلام سنی مذہب میں
شیعوں کے ہر ایک اعتراض و عیب و دیگر الزاموں سے مبرا اور
پاک صاف ثابت ہیں +

للمؤلفہ

علی را مبرا بداں از خطاء
ہمہ بود کارش براہِ صواب
ہر آنکس کہ ورزد بہ او عیب را
نہ دانی کہ مولا علی پاک بود
علی را تو داں اے محب یقیں
ز افراط اہل رفض دور باش
مرو سوئے تفریط اہل خروج
بیا اوسطِ اہل سنت بگیر
خلیفہ است اول ابوبکر داں
دوہم داں عمر را کہ شمع است دیں
سیوم بود عثمان الوازدیں
امام چہارم بداں یا علی
ہمیشہ او زینت بہ مجلس رسول
بجنبیں گویم صلوٰۃ سلام

علی را منزہ بداں از گناہ
نیامد باو ذرۂ از عطاء
بداں آنکہ ہست این نہ اہل جفا
ز الزام کافر و والد الزنا
رہِ مستقیم و صراط ہدے
کہ این اند دشمن بہ آلِ عبا
کہ قوم است ملعون ز امر خدا
کہ خیر الامم گفت شہ انبیا
رفیق محمدؐ بہر دو سرا
ازو یافت عزت رہِ مصطفےٰ
بدفتیں بیاورد قرآن را
ز خلق حیا گشتہ او مرتضے
بشان چہارم ز صدق و صفا
سفینہ نجات اند بحر بلا

چو حضرت بیاور دشاں در بغل | بفرمود ایں اند اہل رداء
بسا ائمہ اماں ز آلِ نبی | کہ ہادی خلق اند بارض وسماء
خدایا زیارت نصیبم نما | زنسل محمد مہدی مجتبےٰ
وگر رحمت حق شود روز و شب | بار لجہ کہ اند مجتہد دین ما
خدایا بہ تقلید حضرت بدار | امام اعظم است ایں بشرع خدا
سلام خدا بر رواں دستگیر | امام قطب در زماں پیشواء
مریدش نباشد چرا خوشگوار | کہ قدمش خدا کرد بر اولیا
مریدش ولی است در ہر زماں | کہ پیر است کامل براہ ولاء

یہانتک جو کچھ مرقوم ہوا وہ ثقلین میں سے ایک ثقل کی بابت اب دوسری ثقل یعنے قرآن مجید کی نسبت اگرچہ پہلے بھی شیعوں کی اسکی نسبت بے اعتباری کا قدرے ماجرا مذکور ہو چکا ہے لیکن اب واضح طور پر سننا چاہیئے کہ شیعہ مذہب اس سے تمسک پکڑنے کی کہانتک اجازت دیتا ہے تاکہ شیعوں کے تمسک بہ ثقلین کا بخوبی تصفیہ ہو +

اس موجودہ قرآن کو اول تو شیعہ مذہب کلام خدا نہیں مانتا۔

ما ادعی احد من الناس انہ جمع القرآن کلہ کما انزل الا کذاب وما جمعہ وحفظہ کما نزل اللہ الا علی ابن ابی طالب والائمۃ من بعدہ صفحہ ۱۳۹ کلینی جلد اول +

فرمایا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کہ مدعی اس امر کا کہ میں نے موافق نزول کے قرآن کو جمع کیا ہے جھوٹا ہے۔ نہیں جمع کیا اور نہ یاد کیا ہے اسے کسی نے تنزیل پر مگر حضرت امیر نے اور ائمہ نے بعد میں +

چونکہ یہ قرآن جمع کیا ہوا حضرت شیخین و امیر عثمان کا ہے نہ عندالشیعہ حضرت امیر کا اور بجز جناب امیر و ائمہ مجتبےٰ کے یاد بھی کروڑوں کو ہے

اور یہ معاملہ جھوٹے میں ہے اور ہے یہ واقعہ موجود۔ تو معلوم ہوا کہ یہ معاملہ لوگوں کا
قرآن منزل من اللہ پر نہیں کیونکہ یہ معاملہ اس کا مخصوص ہے بحضرت
امیر و آئمہ ہدیٰ کے پس ثابت آیا کہ یہ قرآن شیعہ کے نزدیک منزل من اللہ
یعنی خدا کا کلام نہیں ورنہ یہ کسی سے بجز حضرت امیر و ائمہ ہدیٰ کے صورت
جمع اور حفظ میں ہرگز ہرگز نہ آتا۔

اگر شیعہ لوگ اس حدیث کو جھوٹا سمجھیں اور مان لیویں کہ نہیں یہی
موجودہ قرآن کلام خدا ہے تاہم بعد حضرت امیر کے یہ حجت یعنی لائق
تمسک نہیں رہا۔ فعرفت ان القرآن لا یکون حجۃ الا بقیم
آگے حضرت ابن مسعود و حضرت عمر و حضرت حذیفہ کا نام لکھ کر آن کے
قیم ہونے سے انکار کر کے اخیر حدیث میں لکھا ہے الا علیا صلوات
علیہ ص۹۷ کلینی جلد اول۔ کتاب الحجۃ۔

چونکہ اب حضرت امیر وفات پا چکے ہیں سو ان کی وفات کے بعد
یہ قرآن شیعہ مذہب میں حجت یعنی لائق تمسک خدا کی خلقت کیلئے
نہ رہا۔ جیسا کہ بعد وفات حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
و آلہ کے یہ مجرد قرآن حجت نہ رہا تھا۔ فحینئذ مضی رسول اللہ
من کان الحجۃ علی خلقہ۔ فقالوا القرآن۔ فنظرت فی القرآن الخ
فعرفت ان القرآن لا یکون حجۃ۔ سو اب قیم بھی وفات پا چکے ہیں
سو جیسے بعد وفات حضرت رسول خدا کے بجز قیم کے حجت نہ تھا ایسا ہی
اب بوفات قیم کے قرآن حجت یعنی لائق تمسک شیعہ کے نہیں
رہا . . . . بعد تو بعد رہا بلکہ زیادہ تفتیش پر
ہمیں یہ ثبوت ملتا ہے کہ شیعہ مذہب نے موجودگی قیم کے بھی اس
قرآن سے تمسک نہیں پکڑا اور صاف منع کر دیے کہ قرآن سے مت پکڑو

لا تخاصمهم بالقرآن فان القرآن حمال ذو وجوه تقول و يقولون۔ ولکن حاججهم بالسنة فانهم لن یجدوا عنها محیصا

صـ ۲۴۳ وصیتہ علا نہج البلاغہ باب المختار من الوصایا والکتاب +

شیعہ کہتے ہیں کہ فرمایا حضرت امیر نے عبد اللہ ابن عباس کو کہ مت تمسک پکڑنا ساتھ قرآن کے بمقابلہ خوارج کہ قرآن ہر کا بوجھ بردار ہے (یعنے بے حد مباہات ہے) کہ اگر تو تمسک پکڑیگا تو وے بھی اسی سے تمسک پکڑینگے کہ یہ صاحب وجوہات ہے۔ ولیکن تمسک پکڑیو اُن کے سامنے ساتھ حدیث کے اس میں وے نہیں جیت سکتے +

واہ شیعہ مذہب کہیں اہل بیت سے بیزار۔ کہیں قرآن سے انکار۔ پھر مدعی کہ ہیں متمسک بہ ثقلین ہوں۔ اے میاں ان سے قرآن قرآن اور امام امام۔ تمسک کی دلیل نہیں جبکہ اصلیت میں ثقلین سے دور ہو کر نہ تو اُن کی نسبت تمہارا اعتقاد راسخ ہے اور نہ اُنکے احکام اعمال کا اتباع ہے۔ پھر کیونکر مانا جاوے کہ شیعہ مذہب تمسک بہ ثقلین سے نہیں۔ نہیں۔ بلکہ یہ تو ایسا ہے کہ منہ میں نام حلوے کا اور کھانے کو نصیب تک نہیں ہوا اب حیثیت جرح اہلسنت پر کہ متمسک بہ ثقلین نہیں کیا جس شخص کو خدا نے علم اور عقل دیا وہ ان باتوں کو جو شیعہ مذہب کیطرف سے ثقلین کی نسبت اوپر لکھی گئی ہیں دیکھ بھالکر یقین کریگا کہ یہ جرح اہلسنت پر صحیح ہے۔ نہیں۔ بلکہ یہ جرح ٹھیک اہل تشیع پر ثابت ہے کہ وے متمسک و معتقد ثقلین نہیں +

صاحبان زکاء و فہم و انصاف و علم۔ و طالبان نجات و فلاح جو مشتاقان حق و اصلاح ہیں پر شیعہ مذہب کی ان باتوں سے بخوبی روشن ہو گیا کہ سنی مذہب باقرار شیعہ مذہب کے کیا ہے۔ مذہب حق از جانب خدا

رسول اور متمسک بجناب ثقلین مطہرین اور معتقد راسخ باعتقاد و نیک و عامل صحیح باعمال و مطیع صادق باوامر حضرت اہلبیتؑ قرآن مجید +

اور مذہب شیعہ باقرار خود کیا ہے۔ مذہب ناحق و دشمن خدا و رسول مخالف بہ تمسک یعنے پیروی حضرت ثقلین رسول کو نہیں۔ گو زبان سے کہتا ہے۔ ھذا قرآن صامت یہ قرآن گنگا ہے لیکن پھر تو اس کے ساتھ تمسک پکڑنے سے صاف انکار کر جاتا ہے۔ اور رات دن ورد وظیفہ بھی پڑھتا ہے اشھد ان علی ولی اللہ۔ الا وقت تمسک و پیروی اعمال و اوامر جناب اطہر کے آپ کو تقیہ سے متہم ٹھہرا کر منہ چرا جاتا ہے +

لہذا شیعہ مذہب کی یہ حرکتیں بالکلیہ ثبوت دیتی ہیں کہ اس مذہب کو نہ تو ثقلین مطہرین سے اعتقاد راسخ ہے۔ نہ ان کے اعمال کے موافق اُس کی تعمیل ہے۔ نہ ان کے اوامر کی اس کو اطاعت ہے اور نہ انکے اور نہ ان کے ہدایات کی اس کو تسلیم ہے۔ بلکہ سراسر انکے پاک اعتقاد و تعلیم اعمال و اوامر ہدایات اور منشا کا مخالف ہے اور دشمن +

ہاں۔ ہاں دفعتًا تو یقین نہیں آسکتا۔ کہ جو مذہب اپنے آپ کو ثقلین کی محبت کا غریق بتلاتا ہو کس طرح ہو کہ وہ اُس کا مخالف اور دشمن ہو۔ لیکن اس وقت جبکہ ہم کو اسکے تعلقات بجناب ثقلین معلوم ہو چکے ہیں جو صدر میں قلمبند کئے گئے تو انکو دیکھ کر آخر اقرار ہی کرنا پڑتا ہے کہ بیشک یہ مذہب شیعہ دلی ارادہ سے جناب ثقلین کا اصلی دشمن اور مخالف ہے اور کھیت کے چوہے کی طرح چاہتا ہے کہ جڑ ہی سے کاٹ ڈالے۔ مگر خدا ثقلین کا محافظ ہے۔ معاون اُس کے غلام فرقہ اہل سنت موجود ہے جو مخالفوں کا داشت نہیں پہنچنے دیتا +

مثلاً یہودی بزعم خود توراۃ کی غلامی ۔ حمایت تمسک یعنے پیروی کا دم بھرتے ہیں لیکن اسلام کے رو سے سراسر اُسکے مخالف اور پیروی سے دور ہیں مثلہم کمثل الحمار یحمل اسفارا ۔ کہ گدھے کی طرح بوجھ اُٹھانے کے سوا اصلیت میں اُس سے کچھ سروکار نہیں رکھتے +

موجودہ عیسائی جناب حضرت عیسے ابن مریم علیہما السلام کی وہ محبت کرتے ہیں کہ اُٹھا اُٹھا کر مسیح کو خدا کی ابنیت تک پہنچا دیتے ہیں لیکن جناب مسیح ان نام لیوؤں سے فرماتے ہیں " نہ ہر وہ شخص جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے بہشت میں داخل ہوگا بلکہ وہ جو میرے باپ کی مرضی کے موافق جو آسمان میں ہے عمل کرتا ہے ۔ متی باب +

جس طرح یہ لوگ کتب سماوی اور انبیاء کے لیے ہیں لیکن اسلام ان کو انکے اصلی تخالف کے باعث اُن کا پیرو نہیں مانتا ۔ علمائے اہل تشیع بھی اپنی ان باتوں سے ثقلین کے متمسک نہیں ثابت ہوتے ۔ فقط نام کے محب ہیں جو محبت زبانی جمع خرچ بالکل تنگ کتی ازطبل کے سوائے اصلیت میں کچھ حیثیت نہیں رکھتی +

کیوں صاحبو ۔ اب تمثیلات پر سمجھا اور یقین آیا کہ شیعہ نہ تو محب آل سید الکونین ہیں اور نہ متمسک بہ ثقلین ہیں محض برائے نام کائیں کائیں اور بائیں بائیں اور مفت کی سردردی +

الغرض شیعہ گو ہزار دفعہ ۔ قرآن ۔ قرآن ۔ بتائیں سامام امام پکاریں ۔ جب اصلیت میں ان کو قرآن مجید اور ائمہ اطہار علیہم السلام سے کچھ تعلق نہیں ۔ تو فقط زبانی جمع خرچ میں کیا منفعت ۔ وہی یہودیوں کی سی لچھے داری ۔ اور لفرانیوں جیسے برائے نام عزمی باتی تقیہ کی منافقت +

نہ اتباع امر خدا و سنت رسول ہے اور نہ تمسک بہ ثقلین معظمین ہے جن سے تمسک رکھنے کی حجت الوداع کے دن ایک بہت بڑے مجمع امت میں تاکید فرمائی گئی . . . . . . خدا اہل سنت جماعت میں برکت کرے جنہوں نے سچے دل سے تمسک بہ قرآن و اہل بیت خیر الزمان کو اپنا دین و ایمان - بنایا اور سر مو تک ان کے اتباع سے سر نہ ہلایا اور ان کی محبت - عزت - وقعت کا پورا پورا حق ادا کیا - جسے کہ حضرت جناب رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم و آلہ و اصحابہ آپ کے پیارے خلفاء اربعہ و اہلبیت کبرے و صغرے کے مقدس طریقہ سنت کے نام پر سنی مذہب کہلایا یعنے جناب حضرت محمد رسول صلے اللہ تعالے علیہ و آلہ وسلم سے خاص تعلق سنت سے عزت کا سنی نام پایا - خدا عز برہا ہمہ اسے مبارک کرے ۔

اس تعلق سے یقیناً پایا جاتا ہے کہ منجملہ تمام مذاہب کے یہی مذہب سنی ہے جو مذہب حق کا ہے اور بہ مخوائے المرء مع من احب یہی مذہب سنی ہے جو قیامت کے دن خدا کی جماعت ہو کر - جناب حضرت محمد رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ ان کی امت ہو کر لوائے حمد کے نیچے پناہ گزین ہوگا آمین آمین ثم آمین . . .

اللھم امتنی واحینی علے طریقہ اھل سنۃ الاخیار محبۃ النبی آلہ الاطہار واصحابہ الابرار - واجعل آخر کلامی وجملۃ اھل ایمان عند قبض الروح علی کلمۃ الحق اعنی - لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ آلہ وصحبہ بارک وسلم ... الحق سبحانہ الاعلی

باقی آئندہ بشرط زندگی

۳۰ - ماہ رمضان شریف سنہ ۱۳۰۹ھ



رقیمہ

ولی محمد چشتی

از محلہ دیگراں قصبہ گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ

ضمیمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم

ارباب فن مناظرہ پر پوشیدہ نہیں ہے کہ اس بحث میں جو کچھ تحریر میں آیا ہے۔ وہ اہل تشیع کے مذہب کی طرف سے ہے۔ اور اس سے مفصلہ ذیل مسائل موافق اہل سنت کے ثابت ہوتے ہیں۔ اگرچہ اہلسنت کو کسی مخالف سے مدد لینے کی مطلق ضرورت اور حاجت و پرواہ نہیں وہ اپنے پاس حقانیت کے سب دلائل رکھتا ہے لیکن مخالفین کے شرمندہ کرنے کے لئے بمصداق الفضل ما شہدت بہ الاعداء اس کی حقانیت کے اثبات فضائل پر۔ مخالفین کے مذہب سے یہ سب کچھ لیا گیا ہے۔ اگر مخالف اثبات فضائل اہل بیت کرام پر سنی مذہب سے استشہاد لائے تو وہ مقام تعجب نہیں۔ کیونکہ سنی مذہب خود معتقد اہل بیت کرام ہے اور ان کے فضائل اس کا ایمان ہے وہ ہر ایک قسم پر عمدہ سے عمدہ فضائل اہلبیت کرام کے بیان کریگا۔ ہاں مقام تعجب ہے تو یہ کہ مخالفین کے

مذہب میں سنی مذہب کی حقانیت کا عمدہ ثبوت ملتا ہے جس حقانیت کے شیعہ لوگ مخالف ہیں ؛

اگر کوئی صاحب جواب کی تکلیف اٹھائے تو اس کے لئے لازم ہوگا کہ سندات پیش کرنے میں صحاح اربعہ کے مقابلہ میں صحاح ستہ اقوال ائمہ و مجتہدین کے مقابلہ میں اقوال ائمہ و مجتہدین اور فقہہ کے مقابلہ میں فقہہ (معتبر) کا لحاظ رکھے نہ یہ کہ من لا یحضرہ الفقیہ کے مقابلہ میں کسی تواریخی کتاب سے اقوال آوردہ اند۔ از غرائبات است ہمی۔ قیل۔ کو جو اپنے ضعف پر ان عنوانوں سے خود شاہد ہوتے ہیں پیش کر کے جان چھوڑائے۔ ورنہ سمجھا جائیگا کہ مخالف کی حدیث اور قول امام و مجتہد و فقہہ۔ ہمارے ہاں کے ضعیف باتوں کے برابر بھی حیثیت اور قدر نہیں رکھتیں۔ اور نتیجہ نکل آئیگا کہ جس کو ضعیف باتوں سے بھی برابری کا منصب نہیں۔ وہ کیونکر اہل حق کا مذہب ٹھہرے ؛

ان مسایل کی فہرست جو شیعہ مذہب سے اس بحث کے اندر بہ تمسک ثقلین کے ثابت ہوتے ہیں مفصلہ ذیل ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۱۔ فضیلت جناب حضرت ابوبکر صدیق علیہ السلام کی من جملہ تمام موجودین کے بعد از حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالے علیہ وسلم اور تقدس (پاکدامنی) انکا ۔ ۔ ۔ ۔

۲۔ داخل ہونا ہر چہار خلفاء راشدین اہل سنت کا وعدہ آیت استخلاف میں ۔ ۔ ۔

۳۔ بلایا جانا جناب حضرت علی علیہ السلام کا خلافت بلافصل کے لئے۔ انکار جناب حضرت امیر علیہ السلام کا خلافت بلافصل سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۴۔ خلیفہ چہارم ہونا حضرت امیر علیہ السلام کا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۵۔ نہ ہونا خلافت جناب امیر علیہ السلام کا شیعہ مذہب میں خدا رسول کی طرف سے بلکہ ہونا اُس کا پنچائت کی طرف سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۶۔ سنی المذہب ہونا جناب امیر علیہ السلام کا اور امر کرنا ساتھ پیروی مذہب سنی کے . . . .

۷۔ تاریخ مذہب شیعہ کی اور مخالف ہونا اُس کا ساتھ انبیاء کرام و ائمہ ہدے علیہم السلام کے . . . .

۸۔ موافقت تشیع کے ساتھ عقائد عبداللہ ابن سبا یہودی کے . . . .

۹۔ امر کرنا جناب امیر کا ساتھ سنی ہونے کے . . . .

۱۰۔ محب ہونا ساتھ آل رسول کے صلے اللہ تعالے علیہ وسلم معنے ہے سنی ہونے کا

۱۱۔ متمسک ہونا مذہب سنی کا اپنے معمولات میں باجتہاد شیعہ مذہب ساتھ ائمہ ہدے علیہ السلام کے بیچ پاکیزگی بدن (موچھیں کٹوانا) اور طہارت (وضوء میں دھونا پاؤں کا) وعبادت (بیست رکعات تراویح) اور اخلاق حسنہ کے لینے نہ کرنے سب و شتم اخیار ابرار کی . . . .

عـ تردید رسالہ ہشت رکعت تراویح معرکہ غیر مقلدین اثبات بیست رکعت تراویح

۱۲۔ مخالفت شیعہ میں اہلبیت کرام کے ساتھ اہلبیت کرام کے علیہم السلام بیچ مذہب شیعہ کے . . . .

۱۳۔ ترک کرنا جناب امیر کا ساتھ تمسک قرآن شریف کے ذکر اہلبیت کا . . .

۱۴۔ انکار مذہب شیعہ کا ہونے اہلبیت جناب خاتون قیامت حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام سے اور نیز اولاد امام حسن علیہ السلام سے

۱۵۔ بر رُوئے اوصاف خلافت مسلمہ مذہب شیعہ کے ہونا ہر چہار یار نبوی کا خلفائے راشدین . . . .

۱۶۔ ہونا نشئے واحد ہر چہار خلافتوں کا مذہب شیعہ میں

۱۷۔ تسلیم کرنا امامت کے لئے امیر عثمان کو حضرت امیر مرتضے کا علیہما السلام

۱۸۔ ہونا انعقاد خلافت نبوی کا بدست مہاجرین و انصار کے رضوان اللہ

علیہم اجمعین بہ مذہب شیعہ ....

۱۹ ہونا بعد وفات جناب پیغمبر کے تا ظہور جناب مہدی علیہ السلام مذہب شیعہ میں جانشینی شیطنت دجل کا امامت یعنی نیابت نبوت کا...

۲۰ مومن ہونا شیطان شدہ کا ....

۲۱ وارث ہونا امام کا مال ولد الحرام اور کافر کے لئے ......

۲۲ خلیفہ بلافصل ہونا حضرت ابوبکر علیہ السلام کا مذہب شیعہ میں ...

۲۳ حدیث ثقلین میں عترتی و اہل بیتی ہونا ازواج مطہرات کا مذہب شیعہ میں ....

۲۴ ہونا ظاہری بادشاہوں کا مذہب شیعہ پر داخل النص اولی الامر منکم میں - اور مقلد ہونا ان سے امام کا - یعنی نہ داخل ہونا ائمہ اطہار کا نص اولی الامر میں بروئے مذہب شیعہ کے ؛

۲۵ لائق تمسک نہ ہونا مذہب شیعہ میں قرآن مجید کا ؛

علاوہ بریں ہر ایک بحث کے مسائل سے ناظرین معلوم کر لینگے کہ شیعہ مذہب میں یا تو ائمہ ہدیٰ علیہم السلام لائق تمسک نہیں - یا یہ کہ شیعہ مذہب دیدہ و دانستہ اُن سے تمسک نہیں کرتا - اور علاوہ [illegible] مسائل سے تبرا کرتا ہے - جو عین شہادت ہے مذہب شیعہ کے لئے باطل اور ناحق ہونے کی اور ثبوت ہے ظاہر کہ مذہب شیعہ اور شیعہ لوگ متمسک بہ ثقلین مطلقاً نہیں - اور خوارج کی طرح ان کے مخالف اور دشمن ہیں ؛

الغرض جہاں تک شیعوں کے حالات کو تلاش کرتا ہوں ان کو پیغمبران خدا کا سراسر مخالف اور دشمن پاتا ہوں پیغمبروں کے ساتھ انہوں نے کفر کیا - پھر ائمہ ہدیٰ کے کیونکر مخالف نہ ہوں - یہ اثر کفر لوازم میں

اب تک باقی ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ ولقد ارسلنا من قبلک فی شیع الاولین۔ وما یاتیھم من الرسول الا کانوا بہ یستہزؤن کذالک نسلکہ فی قلوب المجرمین لا یومنون بہ وقد خلت سنۃ الاولین۔ اگلے زمانہ کے شیعوں میں پیغمبر آئے اور شیعوں نے انکے ساتھ کفر کئے۔ اب بھی یہ شیعہ قرآن کے ساتھ ایمان نہیں لائیںگے مگر طریقہ خدا کا عذاب ہلاک کردینے شیعان سابقہ کے گذر چکا ؛

یعنے یہ شیعہ باقی رہینگے۔ پس مومنین اہلسنت جماعت کو شیعوں کے کفر سے جو ان کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے بچنا چاہیے۔ نعوذ باللہ من شیعۃ الروافض والخوارج والحمد للہ علی مذھب اھل السنت والجماعت۔ اللھم حیینی وتوفنی علی مذھب السنت وفی الحشر فی الصالحین؛

یہ اسی قدر ہی اثر مستذکرہ فی الآیت بالا کی وجہ سے کہ شیعہ لوگ بحین حیات جناب رسول خدا کے اور بعد میں ہمیشہ جبکہ ان کو موقع ہاتھ دیا۔ مومنین۔ بانی نسکے ساتھ نفاق کے پردہ میں ایذا رسانی سے کوتہ دستی نہیں اور اب بھی مسلمانوں کو دوکھ پہنچانے میں پیش دستی کرنے سے باز نہیں رہتے۔ عناد وبہانی کا مادہ ان کو اوبھار تا رہتا ہے کہ جہانتک ہو فساد کے بانی بنے رہو۔ چنانچہ حال کے زمانہ میں۔ جیپور کے وکیل شیخ احمد نامی دیوبندی نے جناب خلفا راشدین کی نسبت بہت کچھ برا لکھکر اور گالی گلوچ دیکر سنیوں کو رنج پہنچایا . . . .

جناب نے اشراف کوشش کرتے ہیں کہ جہانتک ہو فیابین کے مناظروں کو اس وقت بند کیا جائے تاکہ قوم کی موجودہ خراب حالت جو آپس کی لڑائی جھگڑائی سے پیدا ہوگئی ہے۔ صلاحیت میں آکر درست ہوجاوے لیکن مفسد ایک نہیں مانتے۔ اور شرارت سے باز نہیں رہتے؛

اگر طبیعت میں جوش ہوتا تو کسی ہندو یا نصرانی کے گلے لگ مرتے محمد صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی تواریخ کا اجمال اور تقسیم نامہ اور رسالہ جہاد وغیرہ کتب مخالفین کا جواب لکھا ہوتا یہ انوار الصمدیہ اور شمس الضحے کی باتیں تو پرانے قصے ہیں جن پر طرفین کے پہلوانوں نے ضرورت کے وقت عمدہ سے عمدہ کوششیں کی ہیں۔ آخر نتیجہ ظاہر ہے اور یاد رہے کہ ان رسالوں سے مخالفت کی یہ کتابیں تبھی تو ہیں مذہب میں کچھ کم نہیں باوجود مشاہدہ خرابی حالات اور تنبیہ متنبہ نہیں کہ اگر مفسد فساد سے باز نہ آئے تو جواب دینے والے پر کوئی الزام عائد نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کا فطرتی حق ہے کہ وہ مخالف کے ضرر کو اپنے پر سے ہٹا سکنے کی کوشش کرے۔ اور اس کا دفعیہ کرے۔ بدون سکوت کے حالت میں وہ اپنے اسباب کا نقصان کرنے والا ہے۔ جس کو وہ نہیں چاہتا ؛

اس لئے اہل سنت جماعت کا حق ہے کہ بڑے مخالفین کے صدمات کو اپنے مذہب سے روکیں۔ اور ہر وقت اپنے مذہب کی حفاظت و اعانت کے لئے ہوشیار رہیں۔ اور یہ نقدی سے علماء قلم سے عام لوگ اس کی اشاعت سے تاکہ کوئی شخص بوجہ ناواقفی کے مخالفین کے پھندہ فریب میں پھنسنا پائے۔ اور ایمان کی پونجی کھو نہ بیٹھے ؛

مختصر یہ سارے صاحبان توفیق کی مدد سے مفت غریبوں کو پہنچ سکتے ہیں۔ چندہ سے چھپوا کر۔ یا کوئی صاحب توفیق اپنی طرف چند جلدیں خرید کر کے غریب خواندوں تک پہنچا سکتا ہے ؛

لیکن افسوس ہے اس وقت کہ سنیوں کے کسی بڑے چھوٹے کو اپنے مذہب کی اعانت کا خیال نہیں اور بغیر اپنے مذہب کے جانیں بیٹھے ہیں۔ علماء اس کام کو فضول سمجھتے ہیں۔ فقط لیتی مانگنے اور مرید بنانے

کا شوق ہے کہ جہانتک ہو مشائخ کہلائیں۔ صاحب توفیق فضول کاموں پر
ہزاروں تک خرچ کر دیتے ہیں۔ مگر اپنے مذہبی شکوک سے جان بچانے
کے لئے ایک پیسہ خرچ کرنا پہاڑ سمجھتے ہیں۔ عام لوگ۔ حقہ نوشی پر
ماہواری روپیہ خرچ کرنا ایک معمولی بات سمجھتے ہیں۔ مگر دو آنہ کی
کتاب لینی بے فائدہ خرچ جانتے ہیں۔ جب مخالف آدباتے ہیں
تو ناواقفی کے باعث علماؤں کی طرف دوڑتے ہیں جو بیچارے
اس فن سے جاہل ہوتے ہیں۔ اولٹا سائلین کو دھر دباتے ہیں کہ تم
رافضی بے ایمان ہو۔ تو عام لوگ اس سے اور بھی تنگ ہو پڑ جاتے
ہیں اور رفتہ رفتہ۔ علماؤں کی زبان کا صدقہ بیچارے رافضی ہی
بن بیٹھتے ہیں ✣

شیعوں کا اصول ہے سنیوں کے برخلاف عام لوگوں کو ہر وقت
تلقین کرنا اور شکوک کا ان کے دل میں بٹھلانا۔ اور ہمارے ہاں کے بڑے
بڑے علماؤں کا اصول ہے اس طرف خیال لگانے کو کفر سمجھنا۔ مخالفین
کی کتابوں کو نہ دیکھنا۔ رفع شکوک کی طرف دھیان مطلق نہ کرنا۔ تلقین
تفہیم تعلیم سے منہ چرانا۔ اور شک کے سائلین کو بے ایمان کہنا۔ اب
بلا تحقیق کچھ نکر بیری ہی پڑے۔ یہی سبب ہے کہ ہمارے ہاں کے علماء مخالفین
کے عام جاہلوں سے موازنہ نہیں کر سکتے کیونکہ ناواقف ہوتے ہیں۔ بہ غیر عارف۔۔۔
ہاں ان صاحبوں کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جو مخالفین کے شبہات مٹانے کی
کوشش کرتے رہتے ہیں اور ہمیشہ جدال لسانی (مناظرہ) کے لئے فی سبیل اللہ
تیار رہتے ہیں۔ تاکہ مشککین کے شکوک کو مٹائیں۔ اور اپنے مذہب
کی عزت کو نگاہ رکھیں ✣

منجملہ ان صاحبوں کے شکوہ آباد کے مولوی محمد جہانگیر خان صاحب ہیں

جنہوں نے الوہ مقدمتہ الجیش کے انوار الہدے کا اچھا جواب لکھا۔ خدا اُن کو خوش رکھے اور اس کار خیر کا صلہ نیک ان کو عطا کرے نام اس کا اظہار الہدے ہے ✤

مخالف نے پھر اس کا جواب شمس الضحے لکھا۔ جو سراسر گالی گلوچ سے بھرا ہوا ہے نیست تعوذون کا مصداق ہے۔ اور جھوٹ در جھوٹ اُن تمام بے ایمانیوں کو جمع کیا ہے جو خدا تعالے نے اس اوپر والی آیت میں شیعوں کی بیان فرمائی ہیں۔ اور اصل اعتراض کے موافق ایک جواب نہیں دیا۔ البتہ ورق ضرور سیاہ کئے ہیں۔ چنانچہ آج ۲۷ ماہ ذوالحج ۱۳۰۹ھ مقدس کو کتاب شمس الضحے من جانب مصنف انوار الہدے مطبوعہ نیاز منداگرہ بجواب اظہار الہدے مصنفہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نظر سے گذری۔ اس میں بعض موقعوں پر اُن مسائل کی بحث پائی جن کو اس رسالہ کے مسائل سے تعلق ہے۔ چونکہ یہ کتاب بھی سلسلہ میں ہے اور ایک ہی مصنف کی تصنیفیں ہیں۔ لہذا اُن مسائل کا جواب لکھ کر بطور ضمیمہ کے اس رسالہ کے ساتھ شامل کرتا ہوں ✤

متعلق بجواب الزام ص۲ (سیجنبھا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی) ص۴۷۸ مجمع البیان میں قول فیصل یہ نہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر کے شان میں ہے بلکہ جہاں بہت سے اقوال عامہ اور خاصہ اُنہوں نے یہ بھی کہ حضرت ابوبکر کا نواسہ ابن زبیر یہ کہتا ہے کہ آیت سکرانا کے شان میں اتری ✤

ج - اگر قول فیصل مخالف اصل مقصد کے ہو تو وہ ہر خاص عام کے نزدیک مردود ہے چونکہ شیعہ مذہب یہ ہے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ یہ آیت شان میں

حضرت ابوبکر صدیق کے ہے۔ تو اس کے برخلاف قول فیصل پر ہرگز توجہ نہیں ہوگا۔ اور نہ مخالف کی بے فائدہ ٹر ٹر سے یہ بات شیعہ مذہب سے نکل سکتی ہے اور نہ ابن زبیر کی کلام ہوکر پایۂ اعتبار سے ساقط ہو سکتی ہے۔ کیونکہ عرض صحت سے ہے اگرچہ رشتہ داری سے کبھی ہو حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام نے بھی بہت سا اپنے مقدس نانا کے شان میں کربلا کے میدان میں بیان فرمایا تھا۔ اور وہ بلحاظ رشتہ داری کے پایہ اعتبار سے ساقط نہیں ہوسکتا۔ پھر کیونکر ابن زبیر کی روایت جبکہ شیعہ مذہب بیان چکا ہے تسلیم نہ کی جائے +

ص ۳۵۵ میں نہایت تعجب کرتا ہوں کہ اس آیت سے تو بخشش بھی حضرت ابوبکر کی نکلتی ہے۔ پھر اس پر ایسا اصرار مولف صاحب کا کیوں ہے۔ یہ آیت تو شہادت اس امر کی دیتی ہے۔ کہ وہ شخص دوزخ میں جائیگا اور آموختہ میں جو اس کی نیکی یعنی زکوٰۃ دینے پر خیال ہوگا تو وہ جہنم سے نکال لیا جاویگا۔ اور واقعی بلال اور عامر کی آزادی بہت نیک کام تھا اور وہ قابل ایسی کام کے ہے کہ اگر آپ کے آزاد کرنے والا اپنے افعال بد کے سبب سے دوزخ میں بھی ہو تو لا بد اپرا ہو جانے کے اس سزا کے اس عمل نیک کی جزا میں اسکو دوزخ سے نکال لیا جاوے۔ اگرچہ درجہ صحابیت کے مقابلہ میں تو اس آیت کا مصداق ہونا نہایت درجہ کا تنزل ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ مخاطب صاحب سب طرف سے ناامید ہوکر اب اسی پر قناعت کی +

ج۔ مخالف کو تعجب یوں واسطے ہے کہ اب اس موقع پر کوئی جواب نہیں بن آتا۔ عبارت بالا سے ذرا مخالف کی گھبراہٹ کا تو اندازہ کیجئے۔ کہیں بیٹھتا اٹھتا ہے۔ اور کہیں گرتا پڑتا ہے۔ کبھی کافر کہتا ہے کبھی نیکوکار

لایق نجات بتاتا ہے ارے میاں سیجنب کے یہ معنے نہیں کہ دوزخ میں گریگا پھر نکالا جائے گا۔ نہیں۔ بلکہ یہ معنے ہیں کہ دوزخ سے دور رکھا جاویگا۔ جس میں ورود دوزخ مطلق نہیں ہوتا۔ کیونکہ دور ہی ہے جو کسی کے پاس نہ گئے۔ تو معنے یہ ہوئے کہ حضرت ابوبکر صدیق دوزخ سے دور رکھے جاوینگے۔ پاس مطلق نہ آئینگے۔ جس میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی حضرت خدا و رسول کے سامنے بھاری وقعت و عزت ثابت ہے۔ اگر مخالف نہ مانے تو کیا حرج **بیت**

گر نہ بیند بروز شب پرہ چشم　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

سیجنب کا اگر یہی مقصد سوجھتا ہے تو آیت تطہیر میں بھی مخالف ندمت کو پائیگا۔ کیونکہ اُس قاعدہ پر پاک کرنا بھی بتلاتا ہے کہ پہلے ان کے ساتھ کچھ نقیض طہارت کی لگی ہوئی تھی۔ ورنہ پاک کرنے کی ضرورت کیا پھر پاک تو اسلام سے اور کافر بھی ہوتے رہے ہیں اس میں فضیلت اُن کی کون سی ثابت ہوئی۔ بلکہ مخالف کے مذہب پر تو اصلی طہارت کی امید بھی منقطع ہوچکی +

قولہ صفحہ ۲۱۵ اگر لفظ متقی پر کچھ ناز ہو تو نہایت فضول ہے کیونکہ حضرت علی کے شان میں امام المتقین ہے +

ج۔ متقی کا حرف حضرت ابوبکر صدیق کے لئے قرآن میں ہے۔ حضرت امیر کے لئے قرآن سے لائیے ورنہ ناز بجا ہے یعنے۔ کیونکر ناز نہ ہو کہ حضرت صدیق کے لئے متقی کا لفظ قرآن میں ہے۔ جب حضرت امیر بھی امام المتقین ہیں تو پھر متقی کے لفظ پر ناز فضول کیوں۔ عقل تو نہیں حرج ہوئی +

متعلق بجواب قول صفحہ (الوہیت جناب امیر علیہ السلام کی بابت) +

قولہ صفحہ ۱۹۱ ہم نے کسی شیعہ کا عقیدہ نہیں سنا کہ وہ حضرت علی یا کسی

دوسرے انسان کی نسبت الوہیت کا یقین پیدا کرتا ہو ٭

ج ملا محمد علی شیعہ اثنا عشری کا شعر لکھ چکا ہوں شیعوں کا فرقہ نصیری اسی
اعتقاد کی وجہ سے نصیری مشہور ہے ۔ علاوہ بریں اثنا عشری شیعوں کی
کتاب اثبات ۔ اہرستانی کی کتاب اسمیں حدیث بساط مشہور ہے
جس میں جناب مولائے علی علیہ السلام کا قبضہ اور اقتدار ایسی ایسی
چیزوں پر ثابت کیا گیا ہے ۔ جن پر قطعاً کسی فرد بشر کا اقتدار محال ہے یا
مثلاً ہوا کا تمام آپ کے قبضہ میں ہے ۔ فرشتوں کے لئے آپ نجات ہیں ۔ بہتر
انبیاء کرام کے آپ عقدہ کشا ۔ محمد صلعم کی گرہ کشا آپ کی زبان میں ۔ بجلی تک
کی حکومت ان میں ہے ۔ اصحاب کہف و یاجوج ماجوج آپ کے قبضہ و اقتدار میں ہے ۔ قوم
عاد کو جو شجاعت و قوت میں لاثانی تھے ۔ آپ نے ہم نیست کر دیا حالانکہ
آپ اس دنیا پر موجود بھی نہ تھے) بروایت حضرت سلمان فارسی
رضی اللہ تعالے عنہ ٭

حالانکہ یہ سب چیزیں معجزات امر خدا ہیں ۔ اور خود خدا عقدہ کشا ہے
اور قبضہ ان پر خدا کا ۔ اور خدا ہی کا عذاب ان پر بھیجا کا تھا جو اس وقت
موجود تھا اور ہمیشہ ہے ۔ جس نے ان کو تباہ کر دیا ۔ لیکن شیعہ خدا کے
برخلاف ان پر صاحب امر اور نبی صاحب قبضہ ۔ اور مالک حضرت
امیر علیہ السلام کو مانتے ہیں جو اس وقت موجود بھی نہ تھے ۔ اور علاوہ
بریں اس حدیث میں اور بھی بہت باتیں مذکور ہیں جن کے مالک حضرت
امیر مانے جاتے ہیں ۔ اور بصورت میں علی کل شیء قدیر بتائے جاتے
ہیں ۔ یعنی اس حدیث بساط میں شیعوں کو عقیدہ جناب امیر علیہ السلام
کی الوہیت کا یقین ہے ۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ ہر امام کو عالم ما کان
و ما یکون یعنی عالم الغیب مانتے ہیں ۔ اور یا خص الخاص صفت ذاتی ہے

تو اس صورت میں نہ فقط جناب امیر کو شیعہ لوگ خدا مانتے ہیں۔ بلکہ باقی ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کو بھی ساتھ خدا اصغر مانتے ہیں نعوذ باللہ من ھذہ العقیدۃ +

صـ۱۹۳ عام صوفیہ کا عقیدہ ہے کہ ہر شے یعنے خوک و سگ تک بھی مظہر خدا ہیں +

ج۔ جب تم خود صـ۱۹۲ کے شروع میں بحوالہ صـ۲۷ ازالۃ الخفاء ایسے عام صوفیوں کو خوارج میں شمار کر چکے ہو تو پھر اُنکے ایسے بدعقیدہ سے سنیوں جن کا ایسا عقیدہ نہیں۔ حرف نہیں آسکتا +

صـ۱۹۳ منصور علے الاعلان خدائی دعوے کیا دعوے انا الحق کیا دیکھئے منصور حلاج انا الحق کہا +

ج۔ اسی دعوے کے باعث سنیوں کے ہاتھوں سے اُس نے صلیب کی سخت سزا اٹھائی۔ پھر وہ سنیوں کا عظماء کیونکر ہوا۔ اور یہ عقیدہ سنیوں کا کس طرح ٹھہرا جو اس کے سخت مخالف تھے اور ہیں +

شیخ منصور کے کہنے کے تو کچھ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ انہوں نے کسی مخالف کے مقابلہ پر اپنے کسی دعوے میں کہا انا الحق میں سچا ہوں یعنے خدائی دعوے نہیں۔ اور شیعہ مذہب بقول ابو جعفر طوسی حضرت امام صادق نے صاف دعوے کیا کہ ہم خدا کے ذات ہیں۔ شرح ... اس سے شیعہ ہرگز انکار نہیں کر سکتے۔ اور نہ اسکی کچھ تاویل ہو سکتی ہے اور دعوے خدائی باطل ہے +

صـ۱۹۳ عظمائے اہل تسنن نے اپنے درویشوں کو خدا قرار دیا ہے +

ج۔ پھر اہل تسنن سے اہلسنت جماعت کو کیا تعلق جو ان کے اس فعل شنیعہ کو شرک سمجھتے ہیں +

ص۱۹۳ قبروں کو سجدہ کرتے ہیں +

ج۔ اہل سنت جماعت عیدتیبوں کی اس قبر پرستی کو کفر جانتے ہیں ہاں شیعہ لوگ تعزیہ والی جھوٹی قبروں کو ضرور پوجتے ہیں ۔ اور شیعہ قبرپرست کہلاتے ہیں +

ص۱۹۳ رسول صلعم کو احمد بے میم کہکر واحدہ لاشریک قرار دیتے +

ج۔ یہ کسی سچے عاشق حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا مقولہ باصفت کلام ہے۔ یعنے اسم مبارک احمد۔ آپ کے لئے اُن تمام بزرگیوں اور فضیلتوں ہیں ۔ جو بہ نسبت سائر مخلوقات کے خدا تعالےٰ نے آپ کے ساتھ اخص فرمائی ہیں ۔ لاثانی اور احد ہونے کی دلیل ہے ۔ اور اپنے زمانہ میں و نیز بعد کو منصب نبوت پر غیر کی شرکت سے پاک وحدہ لاشریک ہونے کی سند جمیل ہے ۔ نہ جناب مولائے علی جن کو شیعہ شریک فے النبوت سمجھتے ہیں ۔ آپ کے شریک فے النبوت ہیں اور نہ کوئی اور شخص جن کے دماغ میں خلل سما گیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو رسول سمجھنے لگے ہیں رسول ہے جبکہ رسالت ختم ہو چکی ہے ۔ تو بعد میں سچا الت اپنے آپ کو مثیل مسیح و امام و مہدی ثابت کرتے کرتے اگر کوئی رسالت کا ان لفظوں سے دعویٰ کرے " اور اس عاجز کا کاروبار کسی انسان کی شہادت پر موقوف نہیں جس نے مجھے بھیجا ہے میرے ساتھ اور میں اس کے ساتھ ہوں " +

حت نشان آسمانی یعنے شہادت الملہمین مطبوعہ ریاض الہند امرتسر جون ۱۸۹۲ء (ھوالذی ارسلنے فھو معی وانا معہ) اور اپنے آپ کو رسول سمجھے ۔ تو جس کا یہ کہنا اور دعوے رسالت کا کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ مسلمہ کذاب نے دعوے کیا تھا ۔ اور وہ جھوٹا تھا

سمجھا گیا۔ کیونکہ بعد میں آپ غیر کی شرکت فی النبوت سے پاک وحدہ لاشریک نبی ہیں۔ یعنے مشرکین فی النبوت کے جھوٹے دعوے کے تردید کے لئے کسی بزرگ کا یہ مقولہ احمد بلا میم جواب باصواب ہے اور اثبات تنزیہ آپ کی نبوت کا غیر کی شرکت سے +

اگر کوئی بدعقتی اس لفظ احد سے آپ کو خدا سمجھے تو وہ بدعقتی بھی ایسا ہی مشرک بے ایمان ہے جیسا کہ غیر نبی کو آپ کی نبوت میں شریک سمجھنے والا کافر مردود ہے۔ پس خدائے خود وحدہ لاشریک ہے اور حضرت رسول خدا بجائے خود احمد بلا میم یعنے وحدہ لاشریک ہیں۔ پھر اس پر مخالف نے کونسا اعتراض کا موقع پایا کہ حضرت رسول خدا کے ساتھ مقابلہ کر بیٹھا +

ص۱۹۳ مولینا روم صاحب فرماتے ہیں۔ جنبد جو فے بر زمیں بر یسار غیست اندر جبہ ام الا خدا +

ج۔ جبہ پیشانی کو کہتے ہیں۔ یعنے میرے سامنے سوا خدا تعالےٰ کے کچھ نہیں۔ ماسوائے خدا تعالےٰ کے کچھ نہیں۔ ماسوا اللہ سے منقطع ہوں اور اسی کی طرف میرا رخ ہے۔ پھر یہ کس اعتراض کا محل ہے ذرا سوچ تو لیا ہوتا .... +

ص۱۹۳ شیخ عبد القادر جیلانی اپنے دیوان فارسی میں فرماتے ہیں۔

رآندم کہ آمر زیدہ ام ہیچ موجودے نہ بود ایں ہیچ باب +

ج۔ اس شعر میں خدا کی مغفرت کا جو قدیم سے آپ کے ساتھ ہے ذکر فرمایا۔ جیسا کہ کوئی کہتا ہے کہ یہ تو مجھے روز میثاق سے ملی ہے یعنے قدیم سے۔ تو اس میں خدائی دعوے کہاں اور اعتراض کی کون بات۔ یہ مخالف کا اندھا پن ہے کہ سیدھی سیدھی اور صحیح صحیح

باتوں کو خواہ مخواہ اعتراض کے محل میں کھینچ لاتا ہے خدا تعالے قدیم سے مخصوص ہے اور شریک اس کا نام شیطان مشہور ہے ❖

ص۱۹۳ ہر شئے خوک میں خدا نے حلول کیا ہے ❖

ج ۔ تو قائل اس کا بدبختی حلولی ہے علمائے اہل سنت و الجماعت کو ان عقائد باطلہ سے کیا تعلق ہاں ملا مہر تبریزی شیعہ اس حلول کا صریح قائل ہے ۔ اور ہر شئی بد عقیدے والے شیعوں (تولوں) پر لعنت بلا ڈبل لعنت بھیجتے ہیں ❖

متعلق بجواب قول ص۱۵ (در باب غسل رجلین کے) ❖

قولہ ص۲۲۸ لیکن وضو کر کے پیر دھونا منافقین کا فعل ہے ور اصرار کرنیوالا مطلق کافر ہے ❖

ج ۔ مخالف کی الیسی کی تیسی ۔ دیکھتا نہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے سب کے لیے لیٹے ہاتھ منہ ۔ مسح سر کرکے پیر دھوتے ۔ ص۳۲ از استبصار پھر تو کس کو منافق بتلاتا ہے ❖

قولہ ص۲۲۹ ثبوت اس امر کا کہ پیر داخل غسل نہیں ہیں بہت ہیں ایک یہ کہ وضو میں دو عضو یعنی منہ اور ہاتھ دھونے فرض ہیں اور دو عضو مسح کے ہیں تو آیت تیمم میں یہ مسئلہ صاف ہو گیا کہ تیمم میں فقط منہ اور ہاتھوں پر مسح کیا جاتا ہے اور سر و پیر چھوڑے جاتے ہیں اور وجہ اس کی بہت صاف و روشن یہ ہے کہ جو عضو وضو میں قابل غسل قرار دئے گئے ہیں تیمم میں فقط ان کا مسح فرض ہوا اور جن اعضا کا وضو میں فقط مسح ہے ان کو تیمم میں قطعی ترک کر دیا ہے ❖

ج ۔ مخالف کی اس دلیل پر ۔ بدن جنبی کا بھی داخل غسل نہ ہوا کہ بحالت تیمم کے وہ بھی قطعی متروک ہے اور فقط منہ ہاتھ پر مسح کیا جاتا ہے پس اگر

وجہ بات صاف و روشن مسح ہونے رجلین کے ترک بحالت تیمم کے ہے تو بدن جنبی کا بھی برخلاف آیت کے داخل مسح یا نہ داخل غسل +

حالانکہ آیت میں ایسا نہیں بلکہ بدن جنبی کا داخل غسل ہے اور تیمم میں ترک بھی جلیں جو مغسول ہیں متروک ہیں - پھر اس دلیل سے پاؤں کا نہ داخل غسل ہونا کیونکر ثابت ہوا .... +

قولہ صفحہ ۲۲۹ وہاں حالیکہ ایسی سند کامل موجود ہے - اور پھر بھی حکم کے برخلاف کیا جاوے تو کفر میں کیا کلام ہے +

ج - اس وقت تمہاری سند ناقص نکلی اور امر خدا غسل کا ٹھہرا - ورنہ حضرت امیر علیہ السلام کبھی غسل فرماتے اگر اب بھی اس تکفیر سے باز نہ آؤ تو پھر تمہارے کفر میں کیا کلام ہے +

قولہ صفحہ ۲۲۹ اہلسنت والجماعت متفق ہیں کہ رسول خدا نے مسح علی الخفین کیا ہے یعنی پیروں کے موزوں پر بھی مسح کیا ہے - اور اسکے سوا رسول اللہ صلعم کی نسبت کبھی اس فریضہ کا ترک کرنا ثابت نہیں ہوا ہے پس اگر پیروں کا دھونا فرض ہوتا تو ہرگز رسول خدا اسکو ترک نہ کرتے - ہاں اگر ہاتھوں کے دھونے کی جگہ آستین پر مسح ہوتا +

ج - فرض پاؤں کا دھونا ہے نہ موزوں کے چڑھے کا - اگر کسی جیسے آستین کو ڈھانپا جاتے مثلاً زخم یا ورم کے صدمہ پر کپڑہ پٹی وغیرہ جیسا سردی کے صدمہ سے پاؤں کو ڈھانپا جاتا ہے تو اہلسنت جماعت کا اس پر بھی مسح کرنے کے لئے اتفاق ہے - پھر اس صورت میں ترک فرض کا کیونکر +

قولہ صفحہ ۲۲۹ علم کلام اور تفسیر میں تو ہمارے مخاطب صاحب کو کمال حاصل تھا مگر اب معلوم ہوا کہ صرف میں بھی کامل ہیں اور کامل کیسے گویا صرف آپ کے ایجاد ہے +

ج۔ اس بات کے لکھتے ہوئے شرم نہ آئی۔ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کا کوئی نقص پکڑا ہوتا۔ تو بھی کہنا سچا ہوتا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

قولہ ص۲۲۲ مفعولیت کا ایسا شوق غالب ہے کہ کبھی ارجلکم فاغسلوا کا مفعول قرار دیا الخ +

ج۔ غسل کا شوق ہمیشہ فاعلوں کو ہوتا ہے اور وہ اسے اپنا مفعول رکھتے ہیں۔ ہاں ممتوعیت کے مفعولوں کو امسحوا کا شوق غالب رہتا ہے کہ جہاں کا موٹے سر والا انگوٹھا مس کرتا ہے +

قولہ ص۲۲۳ کبھی عمر مفعول بحر ہے الخ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ +

ج۔ حضرت علی کا ایک فرزند موسوم بہ ابوبکر تھا اور دوسرا عمر جو معرکہ کربلا میں سید ہمراہ شہید ہوئے +

قولہ ص۲۲۳ اگر دایاں یکیں کہ بھی قیمتہ کا مفعول بحر ہاتھوں پر کھڑے ہو کر پیر آسمان کیطرف بلند کرکے پڑھا کریں تو زیادہ تر مناسب ہے +

ج۔ ابھی تک تمہیں اُلٹے پڑنے والی عادت نہیں چھوٹی۔ ارے میاں قیمتہ کا ہی امر ہے تو تکبیر تحریمہ میں۔ کانوں تک ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں +

ص۲۲۳ جو شخص اصرار کے ساتھ دیدہ دانستہ بجائے مسح کے پیر دھوئے وہ بوجہ مخالفت حکم الٰہی کا فر ہو جاتا ہے +

ج۔ حدیث استبصار نسبت مسح سر امسك حتی اغتسل من حلبك فامسح الرسك۔ تندا غتسل سر اسلك میں دکہ اگر تو سر کا مسح کرنا بھول گیا تاکہ پاؤں دھولئے تو پس مسح کر سر کا اور پھر دھو پاؤں کو۔ اصرار کے ساتھ دیدہ دانستہ پاؤں کا دھونا۔ فرمایا ہے۔ خدارا اب ایسا ہو کہ حکم الٰہی کا مخالف تباہ کر خارجی نہ بنے +

حدیث من غسل قولا یاس۔ میں غسل اتفاقاً ثابت نہیں ہوتا ورنہ

عبارت یوں ہوتی مَن غسل ونسي مسحاً فلا باس۔ بلکہ تاکیداً ثابت ہوتی ہے
کیونکہ مسح غسل ہیں داخل ہے۔ تو اس صورت میں سب کچھ اوا ہو گیا۔ الا دوسری
حدیث جس کو میں رسالہ میں لکھ آیا ہوں مسح کو قطعاً رد کرتی ہے +

ط۲۳۱ پیروں کا بیان اعضاء وضو سے علیحدہ ہے اور اعضاء وضو
منہ اور ہاتھ کہلاتے ہیں جن کا غسل واجب ہے۔ پیروں کا بیان اعضاء وضو کے
بعد کیا ہے +

ج۔ دروغ گورا حافظہ نباشد کے یہی معنے ہیں کہ ص۲۲۹ میں خود بدیں عبارت
اقرار کر چکے ہو کہ جب وضو میں دو عضو یعنے منہ اور ہاتھ دھونے فرض ہیں اور دو عضو
مسح کے ہیں۔ اور جن اعضاء کا وضو میں فقط مسح ہے (سر۔ پاؤں)۔
پاؤں کو سر تسلیم پر اعضاء وضو میں دھر چکے ہو اور ماں چکے ہو کہ وضو کے
دو عضو مغسول ہیں اور دو ممسوح۔ پھر اس جگہ کون سی مصیبت بنی کہ پیروں
کو اعضاء وضو سے بعد خارج بنا یا۔ حدیث میں تو میاں پاؤں داخل اعضاء
وضو ہیں۔ اگر کچھ عربی سمجھ سکتے ہو تو استبصار کا ص۳۴ کھولکر دیکھ لو +
اگر فقط اردو کے مولوی ہو۔ عربی کچھ نہیں جانتے۔ تو کسی سے پڑھوا لیجئے

قولہ ص۲۳۱ (مخاطب مولوی جہانگیر خانصاحب) دوسروں کے مناظرہ پر آپکا
کام ہے کسی کا مصرعہ ہے ؎ والئے بر ہیز کہ بر کیر برادر ناندد۔ آئندہ اگر
کچھ حوصلہ مناظرہ ہے تو کتاب استبصار الخ +

ج۔ شرافت سے بعید ہے اثناء مناظرہ مذہبی میں ایک ایسی
فحش بات لکھنی کہ نہ اُسے تعلق کچھ بحث سے ہو اور نہ
کلمہ تہذیب ہو +

اگر کچھ شرم تہذیب ہے تو آئندہ کے لئے ایسی فضول بحث چھوڑ دو۔
ناظرین مخالف کی کتابوں کا ملاحظہ فرما دیں۔ اصل مطلب ہے دو چند زبان

زبان درازی ہے نہیں معلوم ایسی بے تہذیب باتوں سے کیا فایدہ کہ آخر جواب دینے والے کو بھی صدا گنبد کیطرح موافق مخالف کے کہنا پڑتا ہے سمجھو نہ سمجھو تمہارا دل ❖

صفحہ ۳۲ وضو میں غسل رجلین بدعت سیہ ہے الخ نعوذ باللہ مثل اصحاب ثلثہ مرتکب بدعت غسل قدمین کے ہوئے اور غسل قدمین بدعت سیہ سے بدتر ہے اور بوجہ مخالفت حکم الہی درجہ تکفیر تک پہنچے ہوئے ہیں ❖

ج ۔ ہزار دفعہ نعوذ باللہ کیوں نہ پڑھو۔ اب تو حضرت امیر مثل شیخین و امیر عثمان کے بحوالہ استبصار مرتکب غسل قدمین ہو چکے ہیں اگر بدعت سیہ ہے یا اس سے بھی بدتر تو بھی کر چکے ہیں۔ اب تو تقیہ کی آڑ میں حضرت امیر علیہ السلام کی نسبت جو چاہو کہہ لو وقت اور ہے کوئی کسی کی زبان کی ٹانک نہیں پکڑ سکتا۔ البتہ مخالفت سے درجہ تکفیر تک تو بے شک پہنچ جاوینگے۔ مبارک پھر اچھی طرح خدا سمجھ لیگا ❖

قولہ صفحہ ۶۷ ایک شخص خلفا بنی عباس کا مقرب خفیہ مذہب شیعہ رکھتا تھا۔ لوگوں نے بادشاہ سے مخبری کی کہ وہ مقرب شیعہ ہے۔ بادشاہ اس کی تصدیق میں ہوا اور حضرت امام علیہ السلام نے اسکو خط لکھا کہ آئندہ اسطرح وضو کرو جیسے سنیوں کی طرح جس میں پاؤں دھوئے جاتے ہیں۔ مقرب مذکور امام کا خط پہنچتے ہی بہ تعمیل ارشاد اسطرح (سنیوں کی طرح) وضو کرنے لگا ❖

صفحہ ۶۸ ایک روز بادشاہ نے یہ خیال کیا کہ اس کو خفیہ کسی جگہ سے وضو کرتا ہوا دیکھو کہ اسکے مذہب کا احوال معلوم ہو جایگا۔ چنانچہ بادشاہ نے کسی جگہ مخفی سے اسے وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ تو مطابق اپنے طریق کے پایا۔ مخبر کو اسیوقت سزا دی اور مقرب کا درجہ بڑھایا ❖

بعد اسکے امام صاحب علیہم السلام نے لکھ بھیجا کہ آئندہ بموجب مذہب حقہ

اہلبیت وضو کیا کرتے اس مقرب کو مخبری غیرہ کا حال معلوم ہوا +

اگر پہلی تحریر امام کی کسی غیر شخص کو ملجاتی تو کتنی خرد اپنے طریقے کے وضو کی سمجھتا۔ کیونکہ اصلیت معاملہ سے تو اس کو آگاہی نہیں تھی +

ج ۔ مخالف تمام طرفوں سے ناامید ہوکر اب اس جھوٹے اور جعلی قصے پر آ اڑے ہیں۔ کجا شان امامت۔ کجا جھوٹ شیعہ لعنۃ اللہ علے الکذبین ۔ سیدھے زبان سے کیوں نہیں کہدیتے کہ آئمہ ہوتے کلام الہی کی مخالفت کی۔ یہ تقیہ ہیں تبرا کیوں +

خدا نے فرمایا پاؤں پر مسح کرو حضرت امیر نے فرمایا علیکم بکتاب اللہ فانہ الحبل المتین +

ص۱۰۱ کلام نمبر ۲۷ نہ گھر میں بیٹھ کر بلکہ بادشاہ جابروں کے مقابلہ تک وافضل من کلمۃ عدل امام جائر ص۲۷۹ کلام آخر نہج البلاغۃ باوجود اس شیعوں کی امامت نے برخلاف امر خدا و حضرت امیر ایک شیعہ کے لئے کلمہ حق کو چھپا ڈالا اور خواہ مخواہ بوجہ مخالفت خدا و حضرت امیر کے درجہ تکفیر تک پہنچے +

اگرچہ کل کتاب مخالف کا یہی حال ہے کہ فقط زبانی گپ شپ ٹال مٹال ہے اور کہیں بھی حق مناظرہ ادا نہیں کیا۔ مگر اس سند کے پیش کرنے سے کچھ بھی نہ رہا۔ گرہیں مذہبیں سندات ۔ کار شیعاں تمام خواہد شد۔ الٹا اس سند سے تمام مذہب شیعہ کی بے اعتباری ثابت ہوئی +

شیعوں کی امامت نہ ہوئے اچھی دانت ہوئے۔ دکھانے کو اور چبانے کو اور۔ سچ پوچھو تو شیعہ امامت کا منصب آج معلوم ہوا کہ

کفار کے سامنے کفر تک بک لیا۔ اور شیعوں کے سامنے شیعت کی بدعت کو معمول ٹھہرا لیا۔ پھر کیا اس صورت میں شیعی امامت خدا رسول اللہ سے علیہما السلام کی طرف سے ہوئی +

نہیں اس صورت میں شیطان کی طرف سے ہوئی کہ ایک تحفہ پر جناب امیر علیہ السلام نے شیطان کو امام المتعصبین فرمایا (ص ۱۴۵ خطبہ ۲۱۰ نہج البلاغہ) اور متعصب شیعہ ہی ہوا کرتے ہیں یعنی شیطان شیعوں کا امام ہے۔ پس امامت شیعہ کی شیطان کی طرف سے ٹھہری +

ورنہ اگر امامت حق کی ہوتی تو پھر چھپانا امر الہی کیوں۔ اور اس کی تبلیغ میں ڈر کیوں۔ کیا دیکھتا نہیں۔ حضرت سیدنا امام حق جناب امام حسین علیہ السلام کے پاس مقابلہ کے لئے کافی سامان نہ تھا۔ نہیں تاہم تبلیغ امر خدا و رسول پر جان فدا کر دی اور مخالفت امر خدا و رسول نہ کیا۔ اور نہ حق کو چھپایا۔ ص ۹۲ خطبہ ۱۰۳ نہج البلاغہ کیونکہ امامت حق کی تعریف یہی ہے۔ انہ لیس علی الامام الا ما حمل من امر ربہ الا البلاغ الخ کہ امر حق کو پہنچائے شیعوں کی امامت میں یہ تعریف نہیں۔ بلکہ الٹی کفر کا کلمہ پڑھتی ہے سچ پوچھو تو یہ شیعی امامت ان کے بانی مذہب کے بانی مبانی سے ہی پہنچی ہے۔ یا انجیل کا پولس ہے کہ یہودیوں میں یہودی۔ مجوسیوں میں مجوسی +

بابا زیگر کا کھیل ہے کہ کفر بھی پاس ہے اور اسلام کا بھی دعوے تاہ شیعوں کی امامت تو عجب ہے نعوذ باللہ من ذالک خارجیوں کے پاس خارجی اور رافضیوں کے پاس رافضی تسپر بھی مخالف

کو شرم نہیں آتی کہ حضرت کے ابے ہریرہ اصحاب رسول خدا کو موجد مذہب
سکا بی بتادے حـ ۲۵۲ اگر اس نے حضرت میر کے پیچھے نماز پڑھی یا
معاویہ کے پاس سے کھانا کھایا تو کیا قصور کیا۔ آخر حضرت امام حسن
علیہ السلام بھی تو معاویہ ہی سے لیا کرتے تھے۔ اور حضرت امیر نے
معاویہ کو لقب اتنا فی الاسلام بتایا تھا۔ پھر حضرت میر کے
اسلامی برادر کے ساتھ ملکر کھانا کیوں کچھ قصور ہے۔ قصور تو یہ ہے
بکہ ناسے بندش آمدن کے دیدہ و دانستہ برخلاف امر خدا۔ کفار کے
ساتھ ملجانا۔ اور بالارادہ مرتکب بدعت سیہ بلکہ اس سے بھی
بدتر کا ہو کر نوبت کفر تک پہنچ جانا پھر امام بھی کہلانا۔ واہ +
اب عقل کے اندھے اس بے مذہبی امامت کے معتقد ہوں
تو ہوں ورنہ صاحبان ہوش جو حق کی امامت کے ائمہ ہدے من
آل طہ علیہم السلام کے پیرو معتقد ہیں یعنے سنی اس شیطنت کی
امامت کو الٹے ہاتھوں سے سلام کرتے ہیں +
مخالفا۔ اگر اس وضو کے مسائل کو اختلاف کی مد میں ڈالا ہوتا
تو بھی کچھ عزت رہ جاتی۔ اس قصے سے تو نہ تمہارے ایمان
کا ٹھکانا رہا نہ وضو کا نہ نماز کا اور نہ پختگی مذہب کا نہ الی الف ہی
نہ الی الذی ہی۔ بلکہ الٹا عاشقان شیعت کو نے دل کیا۔ اور وہ
محبت جو ان کے دل میں تھی۔ اٹھ گئی اٹھ گئی۔ اور واقعی انکو
یقین ہو گیا کہ اس مذہب شیعہ میں ایمان نام تک نہیں +
البتہ اس قصے کے مقلدوں کو یہ فائدہ ضرور آیا کہ اگر کوئی
عیسائی افسر کسی شیعہ ملازم کو کسی تصویریں دھمکائیں تو جان
بچانے کے لئے تثلیث کا کلمہ پڑھ لیا کریں۔ روا ہے

کیونکہ تقیہ ہے۔

تمہاری ہمت کو تو آفرین ہے سند مضبوط لائے تھے اب مسح رجلین [illegible] ہو گیا لیکن اس کو چھپا رکھے۔ ورنہ کسی دشمن کے ہاتھ چڑھ جائے پر شیعیت کا کچھ باقی نہ رہیگا۔ پھر وہی غسل رجلین۔ یعنی وضو میں پاؤں کا دھونا صحیح ہے۔ جو عقیدہ ہے سنیان ائمہ علیہم السلام کا۔

متعلق بجواب قول صفحہ ۲۷ (بابت اسلام حضرت ابیطالب)۔

قولہ صفحہ ۲۶۵ شیخ عبد الحق دہلوی مدارج النبوت میں لکھتے ہیں کہ محمد بن اسحاق نے کہ فن سیر میں امام ہے قصیدہ حضرت ابی طالب کی شہادت لکھی ہے کہ وہ تمام حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی و مذمت قریش و دین قریش و ترغیب و اطاعت و اذعان و قبول آنحضرت صلعم میں ہے۔ شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں کہ ابو طالب بجز یکم مسلمان بود الخ

ج۔ اسلام کی سنیوں کو مبارک کہ آن میں جناب حضرت ابیطالب کا اسلام ثابت ہے شیعوں کو اس پر کیا ناز انکو اپنے کفر کی حدیث دیکھنی چاہیے۔ جس کے مقابلہ پر مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کا جواب صحیح ہے۔ جس کا جواب انجواب قیامت تک نہیں دے سکتے بھلا جی۔ اسلام تو ثابت کرے سنی اور خوش ہو شیعہ مذہب میں کفر ہے بہ نسبت جناب حضرت ابیطالب کے (صفحہ ۲۹۲ استبصار) بڑی بے شرمی کی خوشی ہے۔ اور بڑا جھوٹا دعوے ہے کہ دل میں ہو کفر اور زبان سے کہے اسلام۔ تقیہ۔

متعلق بجواب قول صفحہ ۲۹ (نیابت من بعدہٗ ابوبکر و عمر) علیہما السلام

ص۲۴۴ - اہل انصاف خود سمجھ لیں کہ فقط پیشین گوئی سے ہرگز جواز خلافت ثابت نہیں ہو سکتا۔ حضرت کا بقول مخاطب یہ فرمانا کہ میرے بعد امت کا حاکم ابوبکر اور اسکے بعد عمر ہوگا۔ اسکے برابر ہے یا نہیں کہ دامان قیامت میں دجال خروج کریگا الخ

اگر فقط پیشین گوئی مفید جواز ہی ہوتی تو دجال کی متابعت بھی امت پر واجب ہوتی۔ ص۲۴۴ اسے خلافت شیخین کی خبر نکالتی ہے۔ مگر مولف صاحب یہ تو نہ سمجھے کہ محض خبر مفید جواز کو نہیں ✤

اگر نبی صلعم نے کوئی غیب کی کسی سے کہی کہ فلاں میں ایسا ہوگا تو اس سے مراد نہیں ہو سکتی کہ وہ وقوعہ جائز ہے۔ جناب سرورِ کائنات نے دجال کی خبر دی ہے کہ آخر زمانہ میں پیدا ہوگا تو کیا مولف جیسے عقلمند دجال کو بھی برحق سمجھینگے ✤

ج - مخالف کو دجال کی زیارت کا بڑا شوق ہے۔ صبر کریں تھوڑے دنوں بعد جب اُسکے موافق شیعہ تعداد میں پورے ہو جائینگے سر من راے سے آخر نکلے ہی گا ✤

بقول کلینی جلد اول ص۲۱ مہدی چھ یوم چھ ماہ چھ سال والے کی پیشین گوئی کی گئی ہے۔ اور دجال کی بھی۔ تو کیا تمہارے جیسے عقلمند کے نزدیک برحق دونو برابر ہوئے۔ اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ یہ محض خبر ہے جو مفید جواز امامت مہدی سر من راے کو نہیں اور نہ یہ وقوعہ جائز ہوا۔ ورنہ تو پھر دجال کو بھی مہدی شیعہ سمجھے۔ اور اس کی متابعت واجب جانئیں۔ انتہٰی۔ پیشین گوئیوں میں قرینہ لیا جاتا ہے۔ جس کی خبر نیک ہے وہ محمود اور جس کی [illegible] ہے وہ مذموم ہے۔ دجال کی خبر بد ہے وہ مذموم ہے

کہ مخالف امت کا ہوگا۔ اور شیخین کی خبر نیک ہے کہ بعد رسول خدا کی امت کے مالک ہونگے اس لئے محمود ہیں۔ کیونکہ رسول کے بعد مالک امت کا ہونا محمود کا منصب ہے۔ سونے۔ اس لئے شیخین کو بھی جواز خلافت کا بھارا ثبوت ہے جیسی حضرت امام مہدی بہت اللہ دنی کی جانشین گوئی ان کی سچی امامت کے جواز کی دلیل اشدہ ہے ...

جواز خلافت کی دلیل نفی تو جناب رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے باقرار تمہارے بھی حضرت ابوبکر کو اپنی انگشتری اور مہر اور لباس اور عمامہ وجبہ سواری عطاء فرما کر اپنا جانشین کرنا صلا۲۲۲ شمس الضحے کیا +

دیکھا الحق یعلو ولا یعلے اسی کا نام ہے کہ آخر کار تمہارے جیسے مخالف کی زبان سے حق کی بات نکلگئی کہ خلیفہ بلافصل بعد حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم وآلہ کے حضرت ابوبکر صدیق ہونے۔ علیہ السلام +

متعلق بجواب قول جناب (شریک فی النبوت کی بابت) +

صفحہ ۲۰۱-۲۰۲ اس موقع پر مخالف نے ۔ شما وغیرہ مثل دیگر فضائل کو لکھکر یہ جتلایا ہے کہ ان صفات میں جب حضرت رسول خدا کے شریک نہیں تو اس نبوت میں بھی شریک نہیں +

ج ۔ دو مغایر الذات شخصوں کا کسی صفت میں باہم متصف ہونا ذاتی شرکت کا ثبوت نہیں ۔ خدا رحیم ہے ۔ حضرت رسول خدا بھی رحیم ہیں اور فی الذات الگ الگ ہیں ۔ علے ہذا حضرت رسول خدا لیکھک علمے ۔ وغیرہ اوصاف میں باہم صفت ہیں لیکن ان سے یہ نہیں پایا جاتا کہ نبوت کی ذات میں دونوں برابر ہیں

کہ حضرت رسول خدا نے تکمیل دین کی جس کا منصب ہے کرنا۔ نہ ہوئی اور انکے
بعد دوسرے شخص نے جس کو نبوت کا منصب نہیں اُس نے آکر
غیر منصب لہ فعل کو تکمیل تک پہنچایا۔ اگر ایسا مان لیا جاوے کہ
صاحب نبوت نے اپنی منصبی کام نبوت کو پورا نہیں کیا یا نہیں
کر سکا اور بعد میں بباعث اپنی تکمیل نہ ہونے کے جو لازم تھی
ضرور ہوا کہ غیر صاحب منصب نبوت شخص آکر نبوت کے کام کو جس
پر اُس کا حق مطلق نہیں پورا کرے اور اُس نے کیا۔ تو ایسے
بد عقیدہ والوں نے مان لیا کہ صاحب نبوت اپنے کام میں ناقص ہے
اور بعد میں آنے والا اُس غیر نبی نبوت اس کا شریک ہے اور
نسبت اس کے کامل اکمل . . . . تو اب شیعوں کے عقاید
"اپنی تکمیل (پوری) کے نہ ہونے کے باعث نانسب کی ضرورت
اور حضرت امیر نائب اپنی تکمیل کے لئے آئے صاف ثابت ہوا یہ
کہ شیعوں کے نزدیک جناب امیر جن کو منصب نبوت نہیں حضرت
رسول خدا کی ذات نبوت میں شریک ہیں اور خود حضرت
رسول خدا جو صاحب منصب نبوت ہیں۔ نفس نبوت میں
باعتقاد شیعہ ناقص ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک +

صاحبو! بغور سے ملاحظہ فرمائیے شیعوں کے کفر میں کونسا
شک باقی رہے جبکہ نبوت میں ناقص ٹھہر لیتے ہیں اُس اکمل الکاملین
کو جو ہر طرح خدا کی طرف سے اپنی نبوت میں غیر نبی کی شرکت سے
بری اور نقص سے پاک اور اکمل ہے +

حضرت پیر صاحب کی نسبت غلاۃ کا مسلمہ مسئلہ دوش پر سوار کر کر
پہنچانا معراج میں شرکت فی النبوت کو ثابت نہیں کرتا کہ اس میں

اُنہوں نے نبوت کے کام کو نبی کی حیثیت میں نہیں کیا لہٰذا اس میں
نبوت کا غیر مکمل ہونا ثابت کیا ہے یہ تو ایک کام ہے یا اعانت خارج از دائرہ
نبوت ہے جو غیر نبی کے لئے کیا کرتا ہے اور اس سے نبوت پر نقص یا
شرکت و عدم تکمیل کا اثر کچھ نہیں پڑتا کیونکہ یہ کام شے دیگر ہے
اور نبوت شے دیگر +

الغرض ہر حال میں ثابت ہے کہ شیعوں کے نزدیک جناب امیر
علیہ السلام حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وصحابہ وسلم
کی نبوت میں شریک ہیں۔ اور ان خیالی باتوں کو معرض خطاب
میں لاکر الزام سے شیعہ مذہب کا پیچھا نہیں چھوٹ سکتا +

ناظرین پر پوشیدہ نہ ہو کہ مخالف نے اس رسالہ شمس الضحیٰ میں صحابہ
عظام کو برا بھلا نہیں کہا بلکہ ساتھ ساتھ [illegible] در پردہ تقیہ کی آڑ میں
حضرت رسول خدا و مولائے امیر و حضرات اہلبیت و آل و اولاد علی صلوات اللہ
تعالے علیہم اجمعین سے بھی تبرا کیا ہے فضول مضامین میں مخالفت کا طرز لیا
اتہام لگا کر جناب امیر علیہ السلام کی شان پاک کی صفائیہ تکفیر کی ہے اور مولوی محمد جہانگیر
خانصاحب کو ناجی کہتے کہتے خود شیعہ خارجی بن بیٹھے ہیں کیونکہ جو لوگ مخالف
جناب امیر علیہ السلام کے خارجی شیعہ ہی ہیں +

مخالف کے اس رسالہ میں جو ایک بات کے تکرار کثرت سے زبانی [illegible] کو اگر نکال دیا جاوے تو
باقی لائق جواب کے اس میں کچھ [illegible] نے بے فائدہ [illegible] کر کے تکلیف اٹھائی ہے
کچھ تھوڑا سا مضمون بحث حضرت خدا و رسول و چہار یار و پنج تن پاک انشاء اللہ تعالے
جواب ..... لکھا جاویگا بشرط زندگی و صحت +

تم ماہ محرم الحرام شریف سنہ ۱۳۱۰ھ بروز منگل

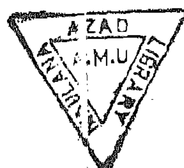
العبد

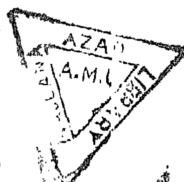
ولی محمد چشتی

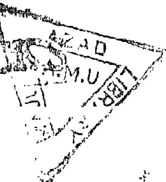
پیسہ اخبار لاہور

نہایت ارزاں کیونکہ قیمت صرف دو روپیہ سالانہ معہ محصول
ڈاک ہے اور پیشگی قیمت دینے والے کو ایک عمدہ کتاب بطور انعام
ملتی ہے حجم سولہ صفحے یا اس سے بہت زیادہ۔ تازہ بتازہ اور
معتبر خبریں نہایت درست ہوتی ہیں اور قابل دید مضامین
شائع ہوتے ہیں جو شخص اس اخبار کا نمونہ منگا لے اگرچہ کسی
مذاق کے اخبارات کا پڑھتا ہو وہ کم سے کم ایک ہفتہ کے لئے اس
اخبار کا شائق ہو جاوے گا یہی وجہ ہے کہ اس وقت تمام
ہندوستان کے اردو اخبارات میں پایۂ اولیت رکھتا ہے

المشتہر منیجر پیسہ اخبار لاہور


AZAD
A.M.U
LIBRARY


AZAD
A.M.U
LIBRARY


AZAD
A.M.U